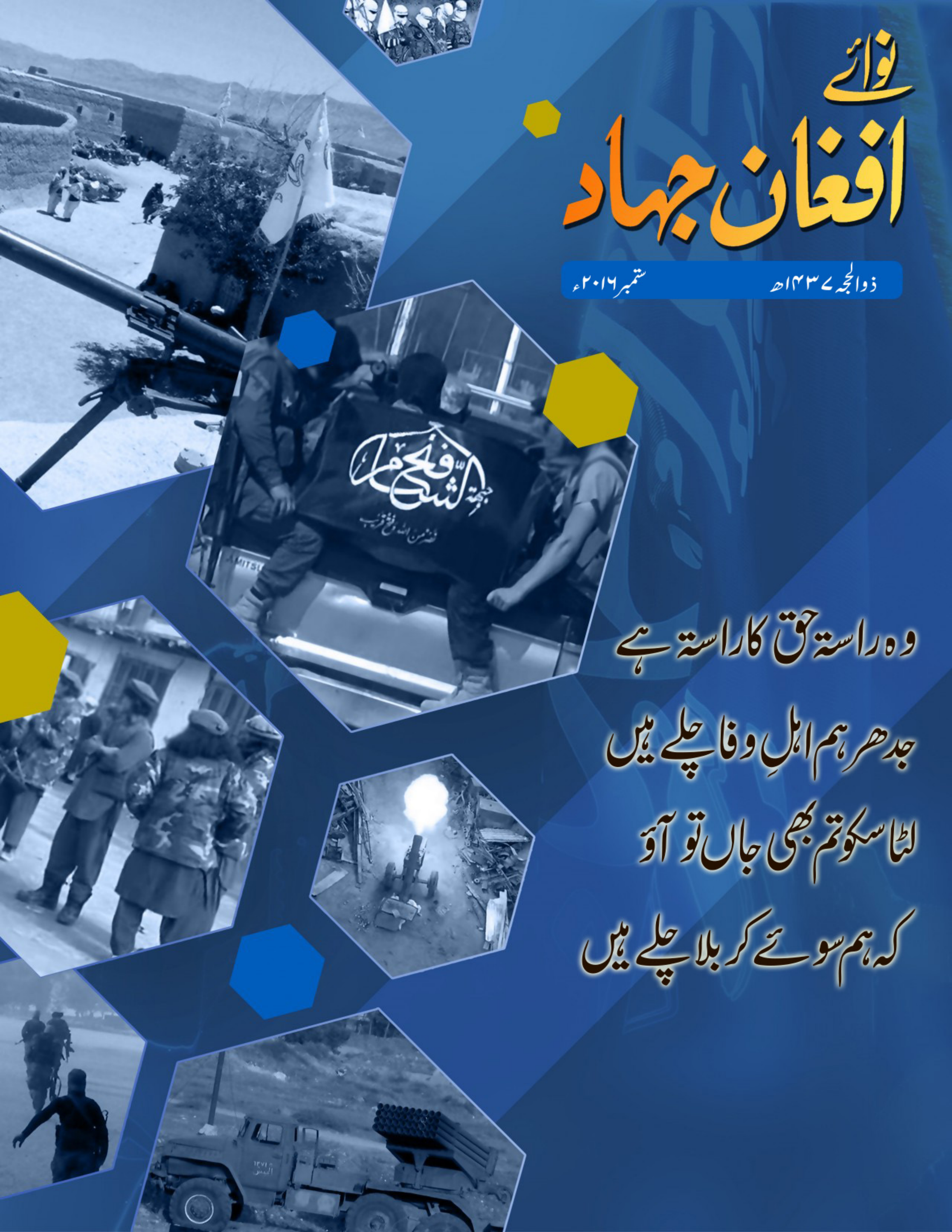

نوائے
افغان جہاد
ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ
ستمبر ۲۰۱۶ء
وہ راستہ حق کا راستہ ہے
جدھر ہم اہلِ وفا چلے ہیں
لٹا سکو تم بھی جاں تو آؤ
کہ ہم سوئے کربلا چلے ہیں

عصبیتِ قومی

جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے،اس وقت مدینہ منورہ کا یہ حال تھا کہ چند مدنی قبائل مسلمان ہو چکے تھے اور چند خاندان مثلاً بنی خطمہ، بنی واقف، بنی وائل، بنی اُمیہ وغیرہ ایسے بھی تھے جنھوں نے اسلام کا کوئی اثر قبول نہیں کیا تھااور چند قبائل ایسے تھے جن میں اسلام پوری طرح ہنوز پھیلا نہیں تھااور جن قبائل میں اسلام پوری طرح دخیل ہو گیا تھاان کا حال یہ تھا کہ چند روز پہلے اوس وخزرج دو رقیب قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے.. جنگ بعاث کی خوں ریزیوں نے جس کا خون بھی ہنوز خشک نہیں ہوا تھا' دونوں کو کمزور اور بے جان کر دیا تھااور ان کی قومی طاقت برباد ہو چکی تھی...اسلام نے ان دونوں کو اسلامی رشتہ ''انما المومنون اخوۃ''(سب مسلمان بھائی بھائی ہیں) کے ناطے سے گرچہ باہم ملادیا تھا لیکن پھر بھی اس دور کے قبائلی مزاج اور عربی خصائص کی بناء پر قبائل عصبیت کے نام پر مشتعل ہو جانے کا مادہ موجود تھا جس سے دشمن اسلام فائدہ اٹھاتے تھے..

چنانچہ یہود نے جو انصار کے مزاج شناس تھے'ایک دفعہ انصار کو باہم لڑا دینے کے لئے یہ چال چلی کہ ان (اوس وخزرج) کی ملی جلی مجلس میں جنگ بعاث کا ذکر چھیڑ دیااور اتنا بھڑکایا کہ معاملہ تیز و تند گفتگو سے بڑھ کر یہاں تک پہنچ گیا کہ مقابلہ کے لئے اسی وقت ایک سیاہ پتھریلا مقام مقرر ہو گیااور دونوں طرف سے ''ہتھیار لاؤ ہتھیار لاؤ'' کی چیخ پکار ہو گئی اور دم کے دم میں دونوں طرف کے لوگ میدان میں نکل پڑے... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین کو ساتھ لئے ہوئے میدان جنگ میں پہنچ گئے اور فرمایا...

> ''اے مسلمانوں کے گروہ! اللہ سے ڈرو.. اللہ سے خوف کرو.. کیا جاہلیت کے دعوے پر لڑے پڑتے ہو حالانکہ میں تم میں موجود ہوں.. تمہیں اللہ نے اسلام کی ہدایت دی اور تمہیں عزت دی اور اسلام کی وجہ سے جاہلیت کی باتیں تم سے الگ کردیں اور اس کے ذریعہ تمہیں کفر سے نجات دلائی اور اس کے ذریعہ تمہارے اندر الفت ومحبت پیدا کر دی''...

[الرحیق المختوم]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے اموال، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ مشرکین سے جہاد کرو'۔ (ترمذی، ابوداؤد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۷

ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ ستمبر 2016ء



اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

Nawaeafghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

جو جنوں کے ہمرکاب ہوئے ترے نقشِ پا کو وہ پا گئے!

دکھ درد، کرب و آزار، تکلیف و رنج اور اذیت و الم میں ڈوبی ہوئی، ہر روز اہلِ کفر و ارتداد کے زہریلے چرکے سہتی' امتِ محمدیہ علی صاحبہا السلام کے حالت پر غور کریں تو چار طرح کے طبقات اس صلیبی جنگ میں اپنے اپنے کردار اور عمل کے ساتھ سرگرم دکھائی دیتے ہیں...ایک تو ایلان کردی اور عمران دقنیش جیسے بچے ہیں جو کہیں سمندروں کی لہروں کی نذر ہو رہے ہیں اور کہیں لعین کفار کی بم باریوں کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں، اور یہ معاملہ بچوں تک محدود ہے نا ہی سرزمین شام تک! امت مسلمہ سے وابستہ مظلومین' دنیا بھر میں گھیرے جا رہے ہیں، ستائے جا رہے ہیں، رُلائے جا رہے ہیں، تابکاریوں اور بم باریوں کا شکار بنا کر مٹی اور غبار کی مانند اُڑائے جا رہے ہیں! جن ممالک میں بظاہر ''امن و امان'' میسر ہے وہاں نظامِ شریعت سے محرومی، معاش کے تنگنائیوں میں گھٹے روز و شب، کفری قوانین میں جکڑی زندگیاں گزارنے پر مجبور ہیں اور اللہ کے دین کے باغیوں کے نرغے میں آکر اور اُن کے جبر و تعدی کے نتیجے میں پس کر رہ گئے ہیں!

ان تمام مظلومین کی آہ و بکا اور پکار کو سننے اور اُنہیں کفار کے جور و ستم سے نجات دلانے کے لیے نکلنے والے مجاہدین' دوسرا طبقے اور گروہ میں شمار کیے جا سکتے ہیں! یہ مجاہدین بلاشبہ اس امت کو قعرِ مذلت اور تحقیر و پستی کی گہرائیوں سے نکال کر عروج و کمال کے دور میں لوٹانے اور عزت و سرفرازی کی منزلوں سے روشناس کروانے کے لیے اپنی جانیں گھُلا اور کھپا ہی نہیں رہے بلکہ لٹا اور فدا بھی کر رہے ہیں...آج کے دور میں اگر بے بسی اور بے کسی میں سسکتی' امت کی مائیں اور بیٹیاں ہر سرزمین پر نظر آتی ہیں تو ان کی بے کسی و بے بسی کے ازالے کے لیے ان کے بھائی بیٹے بھی سربکف و شمشیر زن ہر خطے میں دکھائی دے رہے ہیں...توحید کے یہی فرزند ہیں جن کے ساتھ اُن کے رب کی معیت ہے، اور رب کریم کی مدد و نصرت کو یہ میادینِ جہاد میں بسرِ چشم ملاحظہ کر رہے ہیں! عالمی تحریکِ جہاد کے یہ سرفروش ''اپنوں'' کی خیانتوں اور غیروں کی عداوتوں کا بیک وقت نشانہ بن رہے ہیں! کھرب ہا کھرب ڈالروں کے بارود کی بارشوں سے ان کے گھروں، آنگنوں اور زمینوں کو ''سیراب'' کیا گیا...لیکن اللہ کے دین پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کا عہد نبھانے والوں کا یہ قافلہ پندرہ سالوں میں کہاں سے کہاں جا پہنچا! کیسے کیسے سنگ ہائے میل اس سخت جان کاررواں نے طے کیے اور کیسے کیسے محاذوں کو ان مجاہدین نے برپا اور آباد کیا...چند سال قبل تک جن خطوں میں جہاد کا نام لینے والا ڈھونڈنے سے نہیں ملتا تھا، آج وہاں کے بچے بچے کی زبان پر جہاد کے ترانے اور نعرے ہیں اور جن ملکوں میں اللہ کے دین کے نفاذ کی کوششیں کئی دہائیوں تک ''آئینی، قانونی، جمہوری اور دستوری'' ڈھکوسلوں میں مقید کر دی گئیں تھیں وہاں بھی نفاذِ شریعت کے لیے جہاد و قتال کے میدان سجانے کا غلغلہ ہے! ہلمند سے لے کر حلب تک یہ مبارک فتوحات 'صبحِ نو' کی نوید ہی تو سنا رہی ہیں!

تیسرا طبقہ امت کی گردنوں پر مسلط خائن حکمرانوں اور طواغیتِ کفار کے دریوزہ گروں کا ہے![1]...سقوطِ خلافتِ عثمانیہ کے بعد ائمۃ الکفر نے خلافتِ اسلامیہ کے مقبوضات اور مسلم سرزمینوں کے نا صرف حصے بخرے کیے بلکہ اپنے وفاداروں اور خائنینِ امت کو فوج در فوج تیار کیا کہ وہ ہر ایک خطے میں پوری ''دیانت'' سے اپنے کافر آقاؤں کی نیابت کریں...یہ حکمران کہیں فوجی وردیوں میں امت کے سر پر سوار ہوئے، کہیں جمہوری لبادے میں انہیں اقتدار و اختیار سونپا گیا اور کہیں 'شاہوں کی شاہی' کی صورت میں مسلمانوں کو ان کا زیرِ نگیں بنایا گیا...ان سب کے نام اور ''عہدے'' مختلف سہی لیکن ''فرائضِ منصبی'' یکساں اور مساوی ہیں! اہلِ ایمان کو دین کی تعلیمات سے (جہاں ممکن ہو علمی طور پر بھی و گرنہ) عملی طور پر بہر صورت بے گانہ رکھنا، شریعت کی برکات سے محروم کر کے کفریہ (غیر الٰہی) دساتیر و قوانین کو اُن پر مسلط کرنا، معاش و اقتصاد کو اُن کے لیے تنگ کر کے ہمہ وقت روزگار اور کفاف کے بکھیڑوں میں الجھا کر اُن سے دینی تعلیمات و ہدایات پر عمل پیرا ہونے اور دنیاوی و اخروی فلاح کا ہر ہر موقع سلب کرنا، مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیے کفار کے دست نگر بنائے رکھنا، اُن سے ایمان و ایقان کی دولت چھین کر کفر کی ہیبت، رعب، حشمت، ٹیکنالوجی، تہذیب اور دھاک سے بٹھائے رکھنا، اُن کے وسائل کو بے دردی سے لوٹ کر آقاؤں کی خدمت میں پیش کرنا اور اُن کی دنیا و آخرت کو برباد کرنے کے لیے اُن کی زندگیوں میں شیاطینِ عالم کے ایک ایک حکم کی بزور تنفیذ کرنا ہی ان کا مقصد ہوتا اور اسی سب کو ''سرکاری رِٹ'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے!

---

[1] ویسے تو یہ کسی بھی طور امت میں شمار نہیں ہوتے کیونکہ انہوں نے ایمان و اسلام کا قلادہ مرضی و منشا اور خوشی سے اپنی گردنوں سے اتار پھینکا ہے اور برضا و رغبت کفر کے ''صف اول کے اتحادی'' ہونے کے تمغے سینوں پر سجائے ہوئے ہیں...لیکن چونکہ امت کی زبوں حالی کے یہ اول و آخر ذمہ دار ہیں اس لیے ان کے کرتوت ذکر کرنے اور ان کی اصلیت سے پردہ اٹھانے کے لیے انہیں ''طبقہ'' میں شمار کیا گیا ہے!

جو تھا طبقہ علمائے کرام کا ہے... یہ علمائے حق' وراثت نبوت کے منصبِ عالیہ پر فائز ہیں، اسی بنا پر اس امت مرحومہ کی اصلی قیادت ہیں... بلاشک وریب' صالحین اور صادقین کا یہی گروہ ہے کہ جس کی رہ نمائی اور امامت کی امت اس وقت متلاشی اور طلب گار ہے! یہ امت مسلمہ کے زریں ماضی کی تاب ناک روایتوں کے امین بھی ہیں اور صبحِ روشن کی مانند چمکتے مستقبل کی ضمانت اور نوید بھی ہیں... ان کے سینوں میں موجود علومِ نبوت اور دلوں میں پائی جانے والے فراست ایمانی کی بدولت 'امت مسلمہ کے ہر فرد کے لیے ان کی اقتدا اور متابعت ہی شریعت کی نظر میں ضروری ٹھہری ہے... اسی لیے اے علمائے اسلام! اے حق کے پاسبان علمائے کرام! اس پُر فتن دور اور دل شکن حالات میں یہ مجاہدین آپ کی جانب دیکھ رہے ہیں! کٹھن اور نامساعد حالات کی وجہ سے آپ کی علمی مجالس کی برکتوں سے محرومی پر یہ مجاہدین دل گرفتگی کا شکار رہتے ہیں... آپ کے عظمتِ کردار اور علمی فضائل سے بلاشبہ ہمارے دل مسخر ہیں... آپ کی جوتیاں سیدھا کرنا ہمارے لیے سعادت اور آپ کے قدموں میں بیٹھنا ہمارے لیے خیر وبرکت کا ذریعہ ہے...

اے معزز علمائے دینِ متین! آپ کا یہی مقام اور رتبہ ہے جس بنا پر مجاہدین آپ کو اپنے دلوں میں بسائے ہوئے ہیں اور آپ کی عظمتیں ہمارے دلوں میں گھر کیے ہوئے ہیں... اسی لیے ہمیں سب سے زیادہ امید اور توقع آپ سے ہے کہ آپ اپنے سینوں میں شریعت مطہرہ کی تعلیمات کا جو خزانہ رکھتے ہیں اُس بنا پر یہ آپ ہی کا حق اور منصب ہے کہ احکاماتِ دین کے اجرا اور تنفیذ کے لیے بھی آپ کا کردار کلیدی اہمیت کا حامل ہو... آپ کی فقاہت وثقاہت اور ذہانت ومتانت کی امت کو جس طرح علمی طور پر ضرورت ہے اسی طرح آپ کی دانائی وذکاوت، علمی وجاہت وجلالت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ مبارک علم نبوت 'اپنی ضوفشانیوں اور تابناکیوں کے ساتھ 'امت کو عملی میدانوں میں بھی درکار ہے... امت کے حالات کو گہرائی سے دیکھنا، ہر طرح کے خوف مکمل آزاد ہو کر ان حالات کے ذمہ داران اور امت کی زبوں حالی اور سسکتے بلکتے اہل ایمان کے مجرموں کو پہچان کر ان سے برأت، بے زاری اور نجات کی عوامی تحریک کو اٹھانا آپ ہی کے شایانِ شان بھی ہے اور آپ کی اولین ذمہ داری بھی! شریعت کے دشمنوں اور شیاطین کے دوستوں نے امت محمد یہ علی صاحبھا السلام کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے! ان کے طرزِ معاشرت کو باطل نظریات وافکار نے پراگندہ اور دین بے زار کر دیا ہے! ان کے قلوب واذہان کو الحاد وبے دینی کے زہریلی تحریکوں نے مسموم کر ڈالا ہے! ان کی زندگیوں کو شریعت سے محروم کر کے مستقل روگ اور کرب وآزار سے بھر دیا ہے... اس کرب ناک صورت حال میں' نظریں آپ کی طرف اٹھتی ہیں! آپ کے مجاہد بیٹوں نے تمام تر مشکلات، بے پناہ آزمائشوں اور کٹھن ترین حالات میں بھی میادینِ معرکہ کو سجایا، خوب سجایا اور اللہ کی نصرت کے سہارے کفار اور اُن کے چیلوں کی ہر سازش اور مکر کے سامنے ڈٹ کر آہنی چٹان کی مانند کھڑے ہو گئے!

اپنے ان مجاہد بیٹوں کی رہ نمائی کیجیے کہ یہ اپنے رب کی مدد سے امت کے لیے فتح کے دروازے کھول رہے ہیں اور ان دروازوں سے گزر کر امت کی قیادت وسیادت پر آپ ہی کو متمکن ہونا ہے! ذرا دیکھئے کہ دنیا بھر میں کیسی 'الٰہی ترتیب' چل رہی ہے! کہ جہاں لفظ 'جہاد' بالکل ہی اجنبی تھا وہاں پوری کی پوری نسلیں شریعت وجہاد کے متوالوں میں شامل ہو چکی ہے، یہ سب مجاہدین کے بس میں تو نہیں تھا... مجاہدین کے پاس اول تو وسائل ہی کتنے ہیں، اور جتنے بھی وسائل موجود ہیں، اللہ کے یہ بندے اُن تمام کے تمام وسائل کو لگا دینے کے بعد بھی دنیا بھر میں پھیلے جہادی منظر نامے میں چند ایک رنگ بھی نہیں بھر سکتے تھے کجا کہ یہ پورا منظر نامہ ہی تخلیق کر پاتے... یہ تو ربِ کریم کا خالص کرم اور فضل ہے، یہ اُس کا نظام ہے جو حرکت میں آ چکا ہے، یہ اُس کا احسان ہے جو وہ اپنے عاجز بندوں پر انڈیل رہا ہے، یہ مالک کی عطا ہے جس سے وہ اِن خاک نشینوں کو نواز رہا ہے اور مسلسل نواز رہا ہے... آپ سے التماس ہے، گزارش ہے اور آپ کی تمام تر قدر ومنزلت کو پیش نظر رکھتے ہوئے انتہائی دردمندانہ اپیل ہے کہ اللہ کے باغی 'اس گرتے اور زوال پذیر باطل وشیطانی نظام کو ایک لمحے کے لیے بھی سہارا دینے کا موجب نہ بنئے! اپنے مجاہد بیٹوں کی حوصلہ افزائی کیجیے! ان کی قیادت کو آگے بڑھیے! اللہ تعالیٰ نے فتح اِس امت کے مقدر میں لکھ دی ہے! پس مجاہدینِ اسلام کی صفوں کی امامت کرتے ہوئے فتحِ مبین کی منزل تک اِس امت کو لے چلیے! آخر میں مجاہدین برصغیر کے فکری اور عسکری رہ نما اور قائد استاد احمد فاروق شہید رحمہ اللہ کے حضرات علمائے کرام کی عظمت کو بیان کرتے دردِ دل میں ڈوبے الفاظ پیش خدمت ہیں:

> ''قسم رب ذوالجلال کی کہ ہم آپ سے اللہ کی خاطر محبت کرتے ہیں۔ اگر فرضِ عین جہاد کی مصروفیت نہ ہوتی تو آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے اور آپ کی مجالس سے علم کے موتی سمیٹنے سے بڑھ کر ہمیں کوئی شے عزیز نہ ہوتی۔ آپ ہمارے دلوں کا قرار ہیں، ہمارے سروں کا تاج ہیں، ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ آپ کی کسی ایک شب کی دعا لینا ہمارے نزدیک دنیا ومافیہا سے بہتر ہے، آپ کا ایک تائیدی قول، ایک حوصلہ افزائی کا جملہ ہمارے سینوں کو ثبات وسکینت سے بھر دیتا ہے۔ ان شاء اللہ آپ ہم سے بڑھ کر کسی کو اپنا محب ووفادار نہیں پائیں گے... ہمارے سروں پر اپنا دستِ شفقت رکھیے! ہماری غلطیوں کی اصلاح فرمایئے! ہم کمزور پڑیں تو حوصلہ دیجیے! اللہ جل جلالہ کی تائید کے بعد ہمیں سب سے بڑھ کر آپ ہی کا سہارا ہے! رب آپ سے راضی ہو جائے، ہر شریر ومفسد کی چالوں سے آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے، آمین''۔

عارف باللہ محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئی رحمہ اللہ

فاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

"مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے اور خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی خاصیت ہے کہ اس) سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے"۔ (بیان القرآن ص ۱۱۳ ج ۵)

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں پیدا فرمائی ہیں ان کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن نفع کے اعتبار سے ان کی دو قسمیں ہیں، ایک خاص، دوسرے عام، بہت سی چیزیں خاص ہیں نفع کے اعتبار سے جیسے ریل، موٹر، ہوائی جہاز وغیرہ کہ ان سے وہی لوگ نفع اٹھا سکیں گے جو روپیہ پیسہ خرچ کر کے سفر کریں، یا ہنر سیکھ کر، ڈرائیوری سیکھ کر اس کی ملازمت کریں بہت سے لوگوں کو نہ تو چلانا آتا ہے اور نہ ہی ان کو سفر کرنے کی ضرورت اور فرصت ہے، اس لیے ان خاص خاص چیزوں کے فائدے کو وہ لوگ حاصل نہیں کر سکتے اور بہت سی چیزیں عام ضرورت کی ہیں جیسے ہوا پانی وغیرہ کہ ان سے عام انسان فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

ہر انسان سکون چاہتا ہے:

بعض چیزیں انسان کی ضرورت کی ایسی ہیں کہ جن کے حاصل کرنے کی خواہش عام طور پر سب کو ہوتی ہے جیسے چین وراحت ہے سکون اطمینان ہے کہ ہر شخص کو خواہش ہوتی ہے کہ یہ حاصل ہو جائے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا جوان مسلم ہو یا غیر مسلم سب کو تمنا ہے راحت وسکون اور اطمینان حاصل ہو۔

سکون کی تلاش اور اس کا انجام:

اس کے لیے ہر شخص کوشش کیا کرتا ہے، مگر اس کے باوجود چین وسکون نصیب نہیں ہوتا، کیونکہ اس کے حاصل کرنے کا صحیح راستہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس کے لیے غلط راستہ اختیار کیا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ سوائے محرومی وناکامی کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ بہت سے لوگوں نے سکون واطمینان اور راحت وچین کو اولاد کی کثرت، حصول حکومت یا باغات وتجارت وغیرہ سے حاصل کرنے کو سوچا ہے مگر حالات وواقعات اس کے خلاف دیکھے جاتے ہیں کہ حکومت اور مال ودولت کے حاصل ہونے کے باوجود سکون واطمینان اور چین نصیب نہیں ہوتا۔

ایک وزیر صاحب کا حال سننے میں آیا کہ باوجود صاحب اولاد وصاحب مال واسباب ہونے کے ایک مقدمہ ان پر قائم ہے، جس سے ساری زندگی تلخ کڑوی ہو چکی ہے نہ مال میں سکون نہ اولاد میں چین، نہ حکومت وثروت میں راحت، ساری دولت کے باوجود زندگی پریشان، ایر کنڈیشن مکان میں آرام فرما ہیں، زیب وزینت وآرائش کے سارے سامان مہیا ہیں، پُر تکلف کھانے پینے کی چیزیں موجود ہیں مگر اصل چیز جس کے لیے یہ سب ہے یعنی قلب کا اطمینان اور دل کا سکون وہ حاصل نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ عام طور پر لوگوں نے سکون حاصل کرنے کا جو طریقہ سمجھا ہے صحیح نہیں ہے۔

سکون کا صحیح راستہ کیا ہے؟

بلکہ اس کے حاصل کرنے کی دوسری تدبیر ہے، اب سوال یہ ہے کہ وہ تدبیر کیا ہے، تو اس کے متعلق پہلے ایک مثال عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ بات خوب ذہن نشین ہو جائے، وہ یہ کہ انسان کے اعضا دو قسم کے ہیں ایک ظاہر، دوسرے باطن، اعضائے ظاہرہ مثلاً آنکھ ہے اس میں ریزہ یا گرد وغبار سفر کی حالت میں اُڑ کر پڑ گیا تو اس سے بے قراری کی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور آنکھ کا جو صحیح کام ہے لکھنا پڑھنا، پر فضا مقامات، اچھے عمدہ باغات وغیرہ کا دیکھنا اور فرحت حاصل کرنا یہ سارے فوائد ختم اور مفقود ہو گئے، ایسا کیوں ہوا؟ اس لیے کہ گرد وغبار اور چھوٹے چھوٹے ذرات جو کہ آنکھ کے لیے اجنبی ہیں ان کے پڑنے کی وجہ سے ایک تو سکون ختم ہو گیا اور بے چینی پیدا ہو گئی دوسرے یہ کہ آنکھ کے جو منافع تھے وہ بھی ختم ہو گئے تو معلوم ہوا کہ اجنبی چیز کے دخل انداز ہونے سے خلل پڑ جاتا ہے اور اس سے حاصل ہونے والے جو فوائد ہیں وہ بھی مفقود ہو جاتے ہیں۔

اجنبی کے ہونے سے بے چینی ہو جاتی ہے:

دوسری مثال ایک شخص سو کر اٹھا اس کے ہاتھ میں ورم معلوم ہوا جس سے پریشان ہو کر ڈاکٹر کے یہاں جانے لگا تو راستہ میں کسی نے کہا کہ بھائی کہاں جا رہے ہو، ڈاکٹر کے یہاں جانے کی کیا ضرورت ہے اب تو تمہارے ہاتھ کو ترقی ہو رہی ہے اور تمہارا ہاتھ موٹا ہو رہا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ یہی جواب دے گا کہ بھائی ہم کو ایسی ترقی نہیں چاہئے کہ جس میں درد اور تکلیف ہو، بلکہ ہم کو ایسی ترقی پسند اور مطلوب ہے جس میں سکون اور اطمینان ہو، غرض کہ وہ شخص ڈاکٹر صاحب کے یہاں گیا اور اپنا حال بتلا کر ہاتھ دکھایا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ بھائی اس کے اندر پیپ اور مواد بھر گیا ہے جو اجنبی ہے خون کو خراب کرنے والا اور تکلیف کو بڑھانے والا ہے جب تک کہ یہ نکل نہ جائے گا سکون حاصل نہ ہوگا، اس کے نکلنے کے بعد ہی سکون حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح مستورات پردہ میں بیٹھ کر سکون کے ساتھ دین کی باتیں سن رہی ہیں، اب اگر کوئی اجنبی شخص اچانک ان کے مجمع میں گھس جائے تو ان مستورات کا کیا حال ہوگا، سارا سکون واطمینان ختم ہو کر ان پر ایک پریشانی چھا جائے گی، کیونکہ ایک اجنبی اور غیر مانوس آ گیا تو جب تک وہ غیر جنس باہر نہ چلا جائے گا ان کو سکون حاصل نہ ہوگا۔

باطن کا معاملہ اعضائے ظاہرہ کی طرح ہے:

تو جب اعضائے ظاہرہ کے اندر ایک اجنبی چیز کے آ جانے سے سکونِ ظاہر ختم ہو جاتا ہے، اسی طرح قلبی سکون کے معاملہ کو خیال کرنا چاہئے کہ اس میں کوئی اجنبی چیز پہنچ گئی ہے جس سے دل میں سکون نہیں مل رہا ہے اور ظاہر ہے کہ کسی بھی مقام میں کسی اجنبی کے

موجود ہونے سے اس وقت تک سکون واطمینان حاصل نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ وہ اجنبی نہ نکل جائے خواہ وہ ظاہراً ہو یا باطناً اس کا تعلق جسم سے ہو یا قلب سے ہوا جنبی اور غیر مانوس کو نکال کر اس مقام اور حال کے مناسب مانوس چیز کو داخل کرنے ہی سے راحت وسکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

قلب کا تزکیہ اور تحلیہ:

تو اس سے معلوم ہوا کہ دو طرح کی چیزیں ہیں، بعض چیزیں تو وہ ہیں جو دل کے لیے مانوس ہیں اور کچھ چیزیں وہ ہیں جو دل کے لیے اجنبی ہیں، جب ان اجنبی چیزوں کو نکال کر مانوس چیزوں سے دل کو آراستہ کیا جائے گا تو سکون قلب حاصل ہوگا جس طریقہ سے کوئی مکان ہو اس سے راحت وآرام حاصل کرنے کے لیے دو کام کرنے پڑتے ہیں، ایک تو اجنبی چیزیں جیسے سانپ، بچھو، مکڑی کا جالا کوڑا کرکٹ وغیرہ کا نکالنا دوسرے مناسب چیزوں کا اس میں داخل کرنا مثلاً اس کی مرمت، پوتائی، فرش فروش، روشنی وپنکھے اور دیگر ضروریات کا اہتمام کرنا، ان دونوں کاموں سے مکان خوب صورت بھی ہو جائے گا اور صاحب مکان کے لیے باعث راحت مسرت بنے گا، ایسے مکان میں رہنے سے سکون بھی حاصل ہوگا اسی طرح قلب کو گندے اخلاق سے صاف کر کے اچھے اخلاق واعمال سے آراستہ کرنے کی ضرورت ہے اگر گندے اور برے اخلاق میں سے ایک خلق وعادت بھی ہوگی تو سکون میسر نہ ہوگا مثلاً کسی کے قلب میں دنیا کی محبت ہو، تو دل ہر وقت پریشان رہے گا، چین وسکون نہ ملے گا، کیونکہ جب وہ کسی کے پاس مال دیکھے گا تو یہ چاہے گا کہ یہ مال مجھے ملے اور طرح طرح کی فکر میں گھرا رہے گا اس لیے اس کو سکون واطمینان حاصل نہیں ہوگا۔

حرص تمام برائیوں کی جڑ ہے:

تو اصل بات یہی ہے کہ اگر انسان میں قناعت ہو تو سکون ہو جائے اور اگر بجائے قناعت کے مال کی محبت اور اس کی لالچ ہو تو سکون کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ ہر وقت اسی کی فکر و کوشش میں رہے گا کہ کسی طرح مال حاصل ہو اس میں اضافہ ہو اور مال کی محبت یہ دل کی بڑی بیماری ہے اسی کا دوسرا نام حرص ہے، اس کو ام الامراض کہنا چاہئے کہ تمام بیماریوں اور خرابیوں کی جڑ ہے، حضرت والا حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ:

> ''حُبِّ دنیا ہی کا نام تو حرص ہے اور حرص تمام بیماریوں کی جڑ ہے کیونکہ اسی کی وجہ سے جھگڑے فساد ہوتے ہیں اسی کی وجہ سے مقدمہ بازیاں ہوتی ہیں اگر لوگوں میں حرص مال نہ ہو تو کوئی کسی کا حق نہ دبائے، پھر ان فسادات کی نوبت بھی نہ آئے، بدکاری اور چوری وغیرہ کا منشا بھی ایک گونہ حرص ہے کیونکہ عارفین کا قول ہے کہ تمام اخلاق رذیلہ کی اصل کبر ہے اور کبر کا منشا بھی ایک گونہ حرص ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ بھی حرص کی ایک فرد ہے کیونکہ تکبر طلب جاہ کا نام ہے تو اس میں جاہ کی ہوس ہے، بلکہ اگر غور کیا جائے تو مال کی بھی حرص ہے، کیونکہ طلب جاہ اس واسطے کی جاتی ہے کہ طالب جاہ کو ضروریات معاش سہولت سے ملجاتی ہیں، اس کی حاجتیں بآسانی پوری ہو جاتی ہے، جو کام دوسرے شخص کو سیکڑوں روپیہ خرچ کرنے سے نکلتا وہ صاحب جاہ کی زبان ہلنے سے ہو جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ تکبر کا منشا بھی حرص ہوا اور کبر تمام رذائل کی جڑ ہے تو حرص منشا ہوا تمام معاصی کا، چنانچہ مشاہدہ ہے کہ نااتفاقی کا منشا بھی حرص ہے اور تفاخر کا منشا بھی یہی ہے کیونکہ مال ودولت کا رکھنا جمع مال ہی کے بعد ہو سکتا ہے اور وہ جمع ہوتا ہے حرص سے تو حرص کا ام الامراض ہونا اور اصل معاصی ہونا ثابت ہو گیا''۔ (علاج الحرص: ۵۳،۵۲)

دنیا کی محبت برائی کی جڑ کیوں ہے؟

چنانچہ حدیث میں فرمایا گیا ہے:

حُبُّ الدُّنْیاَ رَأسُ کُلِّ خَطِیْئَہ (جامع الصغیر ۱۰۱/۱۴۶) کتاب الزہد والرقاق ص ۲۱۰)

''دنیا کی محبت تمام خرابیوں کی جڑ ہے''۔

اب یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت تمام خرابیوں اور برائیوں کی جڑ کیسے ہے؟ تو بات یہ ہے کہ دو چیزیں ہیں، ایک ہے دنیا، اور ایک ہے آخرت، ظاہر ہے کہ ان دونوں میں سے جس کی محبت ہوگی اسی کی فکر غالب ہوگی اور اسی کے لیے کام کرے گا اور اسی کا اہتمام کرے گا، دوسری طرف نہ توجہ ہوگی نہ ہی اس کے لیے فکر و کوشش ہوگی، حضرت وہب بن منبہؒ جو جلیل القدر تابعی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ:۔

مثل الدُّنیا والاخرۃ کمثل رجل لہ ضرتان ان ارضیٰ احدھما اسخط (کتاب الزہد والرقاق ص ۲۱۰)

''دنیا وآخرت کی مثال اس شخص کی طرح ہے کہ اس کی دو سوکن ہوں کہ اگر ایک کو راضی کرتا ہے تو دوسری کو ناراض کر دے گا''۔

اسی طرح دنیا وآخرت کا معاملہ ہے کہ دونوں میں ایک سے محبت یہ دوسرے سے بے تعلق کر دیتی ہے تو جب دنیا کی محبت ہوگی تو آخرت کا اہتمام نہ ہوگا جس کی بنا پر نہ برائیوں سے بچے گا اور نہ اچھے اعمال کرے گا، کیونکہ آخرت کی فکر اور اس کا خوف یہ بنیاد ہے معصیت اور جرائم سے روکنے کی، اس لیے فرمایا گیا کہ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی بنیاد ہے۔

مال کی ضرورت اور اس کی حد:

یہاں پر ایک بات اور سمجھنے کی ہے کہ ایک طرف تو حکم ہے کہ دنیا سے دل نہ لگائے اور اس سے محبت اور تعلق نہ رکھے، دوسری طرف یہ بھی ہے کہ انسان جب تک زندہ ہے اس وقت تک اس کے ساتھ یہاں کی ضروریات لگی ہوئی ہیں اپنے اور اپنے متعلقین، اعزہ واقربا کے حقوق ہیں، جن کی ادائیگی اس کے ذمہ ضروری ہے اس کیلیے ضروری ہے کہ روپیہ پیسہ

ہو مال کمائے تاکہ ضروریات زندگی پوری ہو سکیں اور ہر ایک کے حقوق ادا ہو سکیں تو بات یہ ہے کہ اس کے دو درجے ہیں ایک درجہ ہے ضرورت کا اور ایک درجہ ہے محبت کا، بقدر ضرورت دنیا کا کمانا اس کی تو اجازت ہے بلکہ حلال طریقہ پر حاصل کرنا یہ طاعت ہے اور اس کا حکم بھی ہے البتہ اس سے دلچسپی لینا اس میں دل لگانا اور اسی سلسلہ میں حد سے بڑھ جانا کہ ہمہ وقت اسی کی فکر اور اسی کی دُھن رہے اس سے منع کیا گیا ہے اس درجہ تعلق نقصان دہ ہے اور ہلاکت کا ذریعہ ہے۔

دنیا سے کون سا تعلق ہلاکت کا ذریعہ ہے؟

جس طرح کشتی کے چلنے کے لیے پانی کا ہونا ضروری ہے بغیر اس کے کشتی نہیں چل سکتی لیکن پانی کشتی کے لیے اس وقت تک مفید ہے جب تک کہ پانی کشتی سے باہر رہے اور کشتی اس کے اوپر رہے اگر کہیں پانی کشتی میں آجائے تو ظاہر ہے کہ یہ معاملہ کشتی کے لیے نقصان دہ ہے کہ وہ ڈوب جائے گی، یہی معاملہ انسان کے دل اور دنیا کا ہے جب تک اس کی محبت دل میں نہیں ہے تو کوئی بات نہیں، جہاں اس کی محبت دل میں آئی تو بس سارا معاملہ بگڑ گیا، مشہور محدث حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ

الحاصلُ ان حب الدنیا فی القلب هو المهلك للهالك لا وجودها فی القالب السالك وشبه القلب بالسفينة حيث ان الماء المشبه بالدنيا فی قوله تعالىٰ انما مثل الحيوة الدنيا كماءٍ انزلناه من السمآءِ، ان دخل السفينة اغرقها مع اهلها وان كان خارجها وحولها ايسرها واوصلها الى محلها واذا قال صلى الله عليه وسلم نعم المال الصالح للرجل الصالح (مرقات ۱۰؍ ۳۴)

”خلاصہ یہ کہ دنیا کی محبت قلب میں ہونا انسان کیلیے کے لیے مہلک ہے نہ کہ سالک کے قالب میں ہونا، تشبیہ دی گئی ہے قلب کو کشتی کے ساتھ اس طرح کہ پانی دنیا کے مشابہ قرار دیا گیا، آیت کریمہ انما مثل الحیوۃ میں اگر پانی کشتی میں داخل ہو جائے تو کشتی کو مع سواروں کے غرق کر دے گا، اور اگر کشتی کے باہر اس کے ارد گرد ہے تو کشتی کو چلائے گا اور اس کو پہنچا دے گا منزل مقصود تک اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صالح آدمی کے لیے حلال مال اچھا ہے تو مقصود بالکل دنیا کا ترک نہیں ہے، بلکہ اس میں انہماک منع ہے“۔

فکر معاش میں لگے مگر مغموم دل کے ساتھ:

چنانچہ دنیا سے تعلق بھی کم ہو ساتھ میں معاش کے لیے کوشش بھی ہو، یہ دونوں ہی باتیں جمع ہو سکتی ہیں ان میں کوئی تضاد نہیں ہے، اس کی مثال حضرت والا حکیم الامتؒ نے بڑی عمدہ بیان فرمائی کہ:

”کسی کا بیٹا مر گیا ہو تو اس کا کوئی کام بند نہیں ہوتا، مگر ایسا مضمحل ہو جاتا ہے کہ کسی کام کو دل نہیں چاہتا گویا بالکل ڈھیلا ہو جاتا ہے، کھاتا، پیتا بھی ہے، بولتا بھی ہے، ہنستا بھی ہے مگر سب تلخ، پہلے کی حالت میں اور اس حالت میں بڑا فرق ہوتا ہے، کھل کر بات نہیں کرتا، کوئی زیادہ بات کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ ارے بھائی کیوں دق کرتے ہیں؟ چھوٹوں اور بڑوں سب کو بابا بناتا ہے تو دیکھئے دنیا کے سب کام ہوتے ہیں کون سا ضروری کام نہ رہا؟ کیا سردی گرمی کی حس باقی نہ رہی یا کھانے پینے کی حاجت کا احساس نہ رہا؟ مگر یہ ضرور ہو جاتا ہے کہ یہ پرواہ نہیں رہی کہ کون سا لحاف ہو، اس کی گوٹ بدصورت ہے، یا کسی قدر میلا ہے، یا لحاف اوڑھنا خلاف شان ہے، کھانا کھاتے وقت یہ اہتمام نہیں رہتا کہ چینی کے برتنوں میں ہو اور اقسام اقسام کے کھانے ہوں، جیسے الٹا سیدھا مل جائے پیٹ بھر لیا خلاصہ یہ کہ نخرے نہیں رہے، باقی سب کام بدستور ہے“۔(دواء العیوب: ص ۷۶)

دنیا میں زندگی ایسی ہی ہونی چاہئے کہ دنیا کے سارے کام کرے زندگی کی ضروریات پورا کرے، مگر مغموم اور مرجھائے ہوئے دل کے ساتھ۔

سارے جھگڑے ختم ہو جائیں گے:

لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ طریقہ تو ایسا ہے کہ اگر اس کو اختیار کیا جائے تو اس سے دنیا کے کام بند ہو جائیں گے، اور ہماری حاجتیں وضرورتیں بھی پوری نہیں ہو پائیں گی۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس سے کوئی کمی نہیں ہو گی اور نہ کوئی نقصان ہو گا بلکہ اس میں نفع ہی نفع ہے اس لیے کہ تمام خرابیوں اور برائیوں کی بنیاد مال کی محبت اور دنیا کی محبت ہے جب اس میں انہماک کم ہو جائے گا اور تعلق کم ہو گا تو اس کی وجہ سے جتنی آفتیں و مصیبتیں آئی تھیں وہ سب کم ہو جائیں گی، آرام واطمینان سے زندگی بسر ہو گی نہ چوری کا خوف ہو گا، نہ ڈاکہ کا خطرہ ہو گا، نہ حق تلفی کا اندیشہ ہو گا، یہ سارے جھگڑے ختم ہو جائیں گے غرضیکہ دنیا کی محبت دل کی بڑی بیماری ہے اور اس سے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

دنیا میں انہماک یہ سمِ قاتل ہے:

بعضے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس بیماری کا علاج یہ ہے کہ جی بھر کر دنیا میں لگ کر خوب مال و دولت جمع کر لیا جائے، روپیہ پیسہ کا ڈھیر لگا لیا جائے تو پھر اس کے بعد اس کی خواہش ختم ہو جائے گی سکون حاصل ہو جائے گا، ایسا سمجھنا غلطی کی بات ہے اس لیے کہ ایسا کرنے سے بظاہر عارضی طور پر سکون ہو جائے گا مگر حقیقت میں دنیا کی محبت اور زیادہ پختہ ہو جائے گی اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ جیسے درخت کی جڑ میں پانی دیا جاتا ہے تو وہ تھوڑی دیر میں زمین میں جذب ہو کر نظروں سے غائب ہو جاتا ہے مگر واقع میں وہ غائب نہیں ہوا بلکہ جڑ کو پہلے سے

زیادہ مضبوط کر کے اس کی شاخوں اور پتیوں میں تازگی پہنچائے گا اس لیے جو لوگ دنیا کی محبت کے تقاضے پر عمل کرتے ہیں تو در حقیقت وہ اس میں کمی نہیں کر رہے ہیں، بلکہ الٹا اسی مرض کو اور زیادہ بڑھا رہے ہیں اور تقویت دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں فرمایا گیا:

لوکان لابن آدم وادیان من مال لا تبغی ثالثا (مشکوۃ ۲، ۴۵۰)

''اگر انسان کو مال سے بھرے ہوئے دو جنگل بھی مل جائیں تب بھی تیسرے کی آرزو کرے گا''۔

توجہ الی اللہ حرص کا علاج ہے:

تو مال کی محبت اور اس کی حرص کا علاج یہ نہیں ہے کہ خوب جی بھر کر مال و دولت کو کمایا جائے، کیونکہ اس سے بجائے فائدے کے نقصان ہو گا اور مرض میں اضافہ ہو گا، بلکہ اس کا علاج بھی اسی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ویتوب اللہ علی من تاب (مشکوۃ ۲، ۴۵۰)

''اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتے ہیں جو شخص کہ توبہ کرے''۔

اسی حدیث کی تشریح میں حضرت والا حکیم الامتؒ فرماتے ہیں:

''اس میں توبہ کو علاجِ حرص بتلایا گیا ہے، جس کے معنیٰ ہیں توجہ الی اللہ اور اس کا علاج ہونا ایک قاعدے فلسفہ سے سمجھ میں آ جائے گا وہ قاعدہ یہ ہے کہ

النفس لا تتوجہ الی شیئین فی آن واحد

نفس ایک وقت میں دو چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔

ظاہر ہے کہ حرص کی حقیقت توجہ اور میلان الی الدنیا ہے اب توجہ کو کسی دوسری شے کی طرف پھیر دیا جائے تو توجہ الی الدنیا باقی نہ رہے گی، پھر جس چیز کی طرف توجہ کو پھیرا جائے گا اگر وہ طبعاً بھی محبوب ہو تو اس صورت میں یہ توجہ اشد ہو گی اور اس سے توجہ الی الدنیا کا ازالہ بھی قوی ہو گا، اور اگر ایسی شے کی طرف توجہ پھیر دی جائے تو طبعاً محبوب نہ ہو تو اس صورت میں یہ توجہ کمزور ہو گی، اب سمجھو کہ حق تعالیٰ سے ہر شخص کو فطری تعلق ہے اور ذات حق کی طرف ہر ایک کو میلان طبعی ہے، فقط مسلمان ہی کو نہیں بلکہ کافر کو بھی کیونکہ انسان کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے تو کسی سبب سے ہوتی ہے اور وہ اسباب یہ ہیں، حسن و جمال، جود و نوال، یا فضل و احسان جس میں یہ کمال قوی ہوں گے، اس سے یہ محبت بھی قوی ہو گی اور یہ معلوم ہے کہ اوصاف ذاتی اعتبار سے حق تعالیٰ ہی میں ہیں، اور دوسری اشیا میں بالواسطہ ہیں، جب معلوم ہوا کہ یہ اوصاف حقیقت میں حق تعالیٰ کے اندر ہیں تو اس وقت ہر شخص حق تعالیٰ ہی کی طرف مائل و متوجہ ہو گا پس علاج کا حاصل یہ ہوا کہ اپنی توجہ کو حق تعالیٰ کی طرف متوجہ کر دو چونکہ حق تعالیٰ سے طبعی تعلق ہے، اس لیے یہ توجہ اشد و اکمل ہو گی، تو جتنی توجہ الی اللہ ہو گی اتنی ہی دنیا سے توجہ ہٹے گی، کیونکہ نفس دو چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتا''۔ (علاج الحرص: ۸۲)

احکام الٰہی کی کامل اتباع کی جائے:

توجہ الی اللہ اصل اور بنیاد ہے زندگی کے سکون و راحت کے لیے جس کی صورت یہ ہے کہ پورے طور پر حق تعالیٰ کی طرف توجہ کی جائے ظاہری اعتبار سے بھی باطنی اعتبار سے بھی احکامات الٰہی کی پوری پوری اتباع کی جائے، جس سے خود بخود ظاہراً و باطناً توجہ الی اللہ ہو جائے گی، کیونکہ شریعت کے جو احکام ہیں ان کی دو نوع ہیں، بعضے احکامات تو وہ ہیں جن کا تعلق انسان کے ظاہر سے ہے اور بعضے احکامات وہ ہیں جو انسان کے باطن سے متعلق ہیں تو ایک نوع ہوئی احکام ظاہری کی اس سے مراد ظاہری اعمال ہیں، مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ، ایک نوع ہوئی احکام باطنی کی اس سے مراد وہ اعمال ہیں جن کا تعلق باطن سے ہے مثلاً صبر و شکر، قناعت و زہد، دیانت و امانت وغیرہ، ان دونوں احکامات کی تعمیل کے بغیر چین و سکون میسر نہیں ہو سکتا۔

شریعت میں دونوں ہی مقصود ہیں:

ظاہر و باطن دونوں ہی کی اصلاح ضروری ہے، شریعت میں دونوں ہی کی اہمیت ہے ایسا نہیں ہے کہ ایک تو مقصود ہو اور دوسری غیر مقصود ہو جس طرح ظاہر کو شریعت کے موافق بنانا اور اس کی پابندی کرنا ضروری ہے اسی طرح باطن کو بھی موافق شریعت بنانا ضروری ہے قرآن پاک میں فرمایا گیا۔

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ

''ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو''۔

اس سے دونوں کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ حکم ہے کہ ظاہر بھی درست ہو اور باطن بھی درست ہو، ظاہری احکام پر بھی عمل کرو اور باطنی احکام پر بھی عمل کرو۔

ظاہر و باطن کا باہمی ربط:

کیونکہ ظاہر و باطن کا آپس میں اس طرح تعلق و ربط ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا ہے ہر ایک کا دوسرے پر اثر ہوتا ہے، ظاہر باطن پر پڑتا ہے اور باطن کا اثر ظاہر پر پڑتا ہے مثال کے طور پر ایک شخص نہا دھو کر، صاف ستھرا عمدہ لباس پہنے ہوئے کسی عزیز کے یہاں جا رہا ہے، راستہ میں ایک بچے کے قلم سے کچھ چھینٹیں پڑ گئیں تو دیکھئے کہ اس روشنائی کے کپڑے پر پڑ جانے کی وجہ سے دل پر اثر ہو جاتا ہے حالانکہ روشنائی ظاہری کپڑے پر پڑی ہے مگر دل میلا اور مکدر ہو جاتا ہے اور قلب پر اثر پڑتا ہے کپڑے کی گندگی سے دل پر اثر ہوا اگر کہیں چہرے پر چھینٹیں پڑ جائیں تو قلب کا کیا حال ہو گا؟

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل

مولانا سعید اللہ کریمی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے امت محمدیہ کو بے شمار خصوصیات عطا فرمائی ہیں من جملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ اپنے خصوصی فضل وکرم سے نیکی واطاعت کے لیے کچھ خاص اوقات مقرر فرمادیے ہیں جن میں اعمالِ صالحہ کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور باری تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ بطورِ خاص متوجہ ہوتی ہے تاکہ لوگ اس میں زیادہ سے زیادہ نیک عمل کر کے اپنے رب کا قرب حاصل کر سکیں۔ خوش قسمت اور سعادت مند ہیں وہ لوگ جو ایسے لمحات واوقات کی قدر کر کے ان سے صحیح فائدہ اٹھاتے ہیں اور لاپرواہی وسستی اور غفلت وکوتاہی کی بجائے خوب محنت کرتے ہیں اور اپنی آخرت کے لیے زادِ راہ جمع کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ اس نے اپنی مخلوق میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے ،اسی طرح کچھ مہینوں کو کچھ مہینوں پر کچھ دنوں کو کچھ دنوں پر کچھ راتوں کو کچھ راتوں پر اور کچھ وقتوں کو کچھ وقتوں پر فضیلت اور بزرگی عطا فرمائی ہے ۔ رب العالمین کی جانب سے نیکیوں کے یہ خصوصی لمحات اس لیے عطا کیے گئے تاکہ اس کے بندے نیکیوں کے اس موسم کو غنیمت جانیں اور کم وقت میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر کے اجر عظیم حاصل کر لیں۔ ان اشرف واعلیٰ اوقات میں عشرہ ذی الحجہ بھی شامل ہے۔ قرآن اور سنت رسول میں ذی الحجہ کے پہلے دس ایام کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے نیکیوں خاص موسم کو اگر ہم آج کل کی زبان نیکیوں کا ''سیل'' کہیں تو بے جا نہیں۔

لہٰذا ایک عقل مند انسان کے لیے ضروری ہے کہ ان دنوں کو ضائع نہ کرے اور اپنے لیے آخرت کا زادِ راہ تیار کرے ،اس سفر کے لیے سامان جمع کرے جو انتہائی طویل ترین، سخت ترین اور مشکل ترین ہے۔ ایسا سفر جس پر سب نے جانا ہے چاہے کوئی اس کی تیاری کرے یا نہ کرے!

ذوالحجہ حرمت وعزت والا مہینہ:

قمری سال کے آخری مہینہ کا نام ذی الحجہ ہے۔ یہ مہینہ ان حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تخلیق ہی کے وقت سے محترم بنا رکھا ہے۔ ذوالحجۃ کا مہینہ ان حرمت والے مہینوں میں سے ہے جس کا ذکر قرآن میں ہوا ہے اور اس مہینہ کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کیونکہ اس میں اسلام کا عظیم رکن حج ادا کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق یہ حرمت والے مہینے چار ہیں۔ یعنی ذو القعدۃ ،ذوالحجۃ، محرم الحرام اور رجب۔

عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت قرآن کی روشنی میں:

۱۔ قرآن کریم کی بعض آیات میں ذوالحجہ کی پہلے دس دنوں کی فضیلت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دس دنوں کی قسم کھائی ہے اور اللہ عزوجل کا کسی شے کی قسم کھانا اس کی عظمت وفضیلت کی واضح دلیل ہے۔ اس لیے کہ جو ذات خود عظیم ہو وہ عظمت والی چیز ہی کی قسم کھاتی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ

''قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی''۔

اکثر مفسرین کا قول ہے کہ ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں اور بہت سارے سلف وخلف کا یہی قول ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی اپنی تفسیر میں اسی کو صحیح کہا ہے۔

۲۔ ذی الحجہ کے اِن دس دنوں کو قرآن نے ان کی عظیم فضیلت بناپر ''الأیام المعلومات'' کہا ہے۔ قرآن مجید میں جن اَیامِ معلومات میں ذکر اللہ کا بیان خصوصیت سے کیا گیا ہے جمہور اہل علم کے نزدیک وہ یہی دس دن ہیں ۔ قال تعالیٰ :

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ (الحج: ۲۸)

اس آیت کے ذیل میں صاحب تفسیر عثمانی فرماتے ہیں:

> ''ایام معلومات سے بعض کے نزدیک ذی الحجہ کا پہلا عشرہ اور بعض کے نزدیک تین دن تک قربانی کے مراد ہیں ۔ بہرحال ان ایام میں ذکر اللہ کی بڑی فضیلت آئی ہے اسی ذکر کے تحت میں خصوصیت کے ساتھ یہ بھی داخل ہے کہ قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام لیا جائے اور 'بسم اللہ اللہ اکبر' کہا جائے ان دِنوں میں بہترین عمل یہ ہی ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنا''۔

ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی ایامِ معلومات سے ذوالحجہ کے دس دن ہی مراد لیے ہیں۔

> وقال ابن عباس الأیام المعلومات هی أیام العشر ویوم النحر وأیام التشریق. تفسیر المحرر الوجیز لابن عطیة

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت احادیث کی روشنی میں:

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:

> عن جابر رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: أفضل أیام الدنیا العشر (یعنی عشر ذی الحجة) قیل: ولا مثلهن فی سبیل اللہ قال: ولا مثلهن فی سبیل اللہ إلا رجل عفر وجهه بالتراب. ورواه ابن حبان فی صحیحه (أخرج البزار بسند حسن وأبو یعلی بسند صحیح کما قال المنذری فی الترغیب والترهیب)

"دنیا کے افضل ترین دن ایام العشر (یعنی ذوالحجہ کے دس دن) ہیں.
دریافت کیا گیا کہ کیا جہاد فی سبیل اللہ کے ایام بھی ان کی مثل نہیں؟
فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ میں بھی ان کی مثل نہیں سوائے اس شخص کے جس کا چہرہ مٹی میں لتھڑ جائے (یعنی وہ شہید ہو جائے)"۔

۲۔ ما من أیام العمل الصالح فیها أحب إلى الله من هذه الأیام۔ یعنی أیام العشر۔ قالوا یا رسول الله ولا الجهاد فی سبیل الله ﷺ قال ولا الجهاد فی سبیل الله إلا رجل خرج بنفسه وماله ثم لم یرجع من ذلك بشیء۔ رواه البخاری عن ابن عباس رضی الله عنهما

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دس دنوں میں کیے گئے اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا "اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد بھی نہیں؟" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں لیکن وہ شخص جو اپنا مال اور جان لے کر نکلے اور کچھ بھی واپس نہ لائے۔ (یعنی اللہ کے راستے وہ شہید ہو جائے)۔

تو معلوم ہوا کہ ذوالحجہ کے پہلے دس ایام میں کیا گیا نیک عمل دیگر دنوں میں کیے گئے نیک اعمال سے اللہ تبارک وتعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ یعنی ان دس دنوں میں ہر نیک عمل ان کے علاوہ دیگر دنوں کی بہ نسبت افضل و محبوب ہے۔ اس کے علاوہ دوسری نصوص اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ذوالحجہ کے پہلے دس دن باقی سال کے سب ایام سے بہتر اور افضل ہیں اور اس میں کسی بھی قسم کا کوئی استثنیٰ نہیں حتیٰ کہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ بھی نہیں لیکن رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی دس راتیں ان ایام سے بہتر اور افضل ہیں کیونکہ ان میں لیلۃ القدر شامل ہے اور لیلۃ القدر ایک ہزار راتوں سے افضل ہے۔

عشرہ ذی الحجہ کی کچھ خصوصیات:

۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی قسم اٹھائی ہے جو کہ ان کے شرف وفضل وعظمت پر دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی عظیم مخلوقات کے ساتھ ہی قسم اٹھاتے ہیں جیسے زمین و آسمان اور سورج و چاند اور ستاروں وغیرہ اور عظیم اوقات مثلاً فجر و عصر اور دن و رات وغیرہ اور عظیم مقامات مثلاً مکہ مکرمہ اور کوہ طور وغیرہ کی قسم اٹھائی ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ اپنے مخلوقات میں کسی قسم اٹھائے لیکن مخلوق کو سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی اور کی قسم کھانا جائز نہیں۔

۲۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو "الأیام المعلومات" کہا ہے اور ان میں خصوصی طور پر ذکر کا حکم دیا ہے۔

۳۔ ان دس ایام میں کیا گیا نیک عمل دیگر دنوں میں کیے گئے نیک اعمال سے اللہ تبارک وتعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے اور خصوصی طور پر ان ایام میں ذکر اللہ کی کثرت کا حکم دیا گیا۔

۴۔ یوم الترویۃ بھی ان دس دنوں میں ہے اور وہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ ہے جس میں حج کے اعمال شروع ہو جاتے ہیں۔

۵۔ یوم عرفہ بھی ان دس دنوں میں ہے اور وہ ایک عظیم فضائل وبرکات کا دن ہے۔ گناہوں کی مغفرت اور جہنم سے آزادی کا دن ہے اور حج کا رکن اعظم وقوف عرفہ ہی ہے۔ یہ دن انتہائی شرف وفضیلت کا حامل ہے بلکہ اگر عشر ذی الحجہ میں سوائے یومِ عرفہ کے اور کوئی قابل ذکر یا اہم شے نہ بھی ہوتی تو یہی اس کی فضیلت کے لیے کافی تھا۔ یوم عرفہ کی فضیلت میں کئی احادیث مروی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ جس قدر عرفہ کے دن لوگوں کو آگ سے آزاد فرماتا ہے اس سے زیادہ کسی اور دن آزاد نہیں کرتا"۔

ایک اور حدیث میں ہے:

أخرج مالك فی الموطأ من مراسیل طلحة بن عبید الله من كریز أن النبی صلى الله علیه وسلم قال ما رئ الشیطان یوما هو فیه أصغر ولا أحقر ولا أدحر ولا أغیظ منه فی یوم عرفة وما ذلك إلا لما رأى من تنزل الرحمة وتجاوز الله عن الذنوب العظام إلا ما رأى یوم بدر. (لأنهُ رَأى النَّصرَ المُبینَ) قیل: وما رأى یوم بدر یا رسول الله صلى الله علیه وسلم فقال: أما أنه رأى جبریل یَزَعُ الملائكة هكذا - أی تَصُفُّهُم وتُرَتِّبُهُم یُقدمُ ویُؤخر وإذا حضر الملائكة حضر النصرُ معهم

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان یومِ عرفہ کے علاوہ کسی اور دن میں اتنا چھوٹا حقیر وذلیل اور غضبناک نہیں دیکھا گیا۔ یہ محض اس لیے ہے کہ اس دن میں وہ اللہ کی رحمت کے نزول اور انسانوں کے بڑے گناہوں کی معافی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ البتہ بدر کے دن شیطان نے اس سے بھی بڑی چیز دیکھی تھی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یوم بدر میں اس نے کیا دیکھا؟ فرمایا: جبرئیل کو جو فرشتوں کی صفیں ترتیب دے رہے تھے"۔

۶۔ اسی عشرہ میں عظیم عبادات جمع ہوتی ہیں: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ ظاہری طور پر عشرہ ذی الحجہ کے امتیاز کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بڑی بڑی عبادات جمع ہو جاتی ہیں، یعنی نماز، روزہ، صدقہ اور حج ان کے علاوہ دیگر ایام میں ایسا نہیں ہوتا۔

۷۔ لیلۃ الجمع ان ایام میں ہے اور وہ مزدلفہ کی رات ہے عرفات میں وقوف کے بعد جس میں حجاج دسویں ذی الحجہ رات گزارتے ہیں۔

۸۔اسلام کا پانچواں عظیم الشان رکن وبنیاد یعنی حج بھی ان ایام میں ادا کیا جاتا ہے۔

۹۔یوم النحر بھی ان ایام میں ہے اور وہ دسویں ذی الحجۃ کا دن ہے جس کو حدیث میں أعظم أیام الدُنیا کہا گیا بعض علما کے نزدیک یومِ نحر پورے سال میں سب سے افضل ہے۔

عن عبد الله بن قُرط عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه قال إن أعظم الأیام عند الله تبارك وتعالی یومُ النحر ثم یوم القَرّ (رواه أبو داؤد)

''اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں سب سے عظمت والا دن یوم نحر (دس ذی الحجہ) ہے پھر یوم القر (یعنی اس سے اگلا گیارہ ذی الحجہ کا دن) ہے۔ القرّ قَرار (ٹھہرنے) سے ہے کیونکہ اس میں لوگ منیٰ میں قیام کرتے ہیں لہذا اس وجہ سے اسے یومُ القَرّ کہا گیا''۔

۱۰۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ذی الحجہ کے پہلے دس دن رمضان کے آخری دس دنوں سے افضل ہیں اور رمضان کی آخری دس راتیں ذی الحجہ کی دس راتوں سے افضل ہیں۔

۱۱۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَوَاعَدْنَا مُوسَى ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً وَقَالَ مُوسَى لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ (الأعراف: ۱۴۲)

''اور وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا اور پورا کیا ان کو اور دس سے پس پوری ہو گئی مدت تیرے رب کی چالیس راتیں اور کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہ میرا خلیفہ رہ میری قوم میں اور اصلاح کرتے رہنا اور مت چلنا مفسدوں کی راہ''۔

جب بنی اسرائیل کو طرح طرح کی پریشانیوں سے اطمینان نصیب ہوا تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ اب ہمارے لیے کوئی آسمانی شریعت لائیے جس پر ہم دلجمعی کے ساتھ عمل کر کے دکھلائیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کا معروضہ بارگاہ الٰہی میں پیش کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے ان سے کم از کم تیس دن اور زائد از زائد چالیس دن کا وعدہ فرمایا کہ جب اتنی مدت تم پے بہ پے روزے رکھو گے اور کوہ طور پر معتکف رہو گے تو تم کو تورات شریف عنایت کی جائے گی۔ اس طرح یکم ذی القعدہ سے شروع ہو کر ۱۰ ذی الحجہ کو پورا ہوا جیسا کہ اکثر سلف سے منقول ہے۔ واللہ اعلم۔

موضح القرآن میں ہے کہ حق تعالیٰ نے وعدہ دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہ پہاڑ پر تیس رات خلوت کرو کہ تمہاری قوم کو 'تورات' دوں۔ اس مدت میں انہوں نے ایک دن مسواک کی، فرشتوں کو ان کے منہ کی بو سے خوشی تھی، وہ جاتی رہی اس کے بدلے دس رات اور بڑھا کر مدت پوری کی۔ (تفسیر عثمانی)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ: اکثر علما کے نزدیک ثلاثین سے ذوالقعدہ کے تیس دن اور عشر سے ذی الحجہ کے دس دن مراد ہیں

عشرہ ذی الحجہ میں خاص طاعات وعبادات

حج وعمرہ کی ادائیگی

عشرہ ذی الحجہ میں کیے جانے والے تمام اعمالِ صالحہ میں سے افضل عمل حج بیت اللہ اور عمرہ کی ادائیگی ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال العُمرةُ إلى العُمرةِ كفارةٌ لما بينهما (رواه البُخاري)

اور حدیث میں ہے حج مبرور کا بدلہ سوائے جنت کے اور کچھ نہیں۔ حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جو سنت نبوی کے مطابق کیا جائے جس میں ریاکاری نمود و نمائش وشہوت کی بات اور کسی قسم کی معصیت و نافرمانی نہ کی جائے بلکہ نیکی اور بھلائی کے کام زیادہ سے زیادہ کیے جائیں۔

ذکر اللہ ودعا وتلاوت کی کثرت:

لقوله تبارك وتعالى وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ

ذوالحجہ کے ان پرانوار ایام میں ذکر الٰہی اور تکبیر وتحمید کا بھی کثرت سے اہتمام کرنا چاہیے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ما من أیام أعظم عند الله ولا أحب إلیه العمل فیهن من هذه الأیام العشر فأكثروا فیهن من التكبیر والتهلیل والتحمید (مسند احمد)

''ان دس دنوں سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں کیا گیا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں ان سے زیادہ عظیم اور محبوب ہو پس تم ان دنوں میں تہلیل (لا الٰہ الا اللہ) تکبیر (اللہ اکبر) اور تحمید (الحمد للہ) کی کثرت کرو''۔

ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنھما عشرہ ذی الحجہ کے دوران بازار میں نکلتے تو تکبیرات کہتے اور انہیں سن کر لوگ بھی تکبیرات کہتے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمے میں تکبیرات کہتے اور مسجد والے لوگ ان کی آواز سن کر اس میں شریک ہو جاتے۔ اس طرح منیٰ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نمازوں کے بعد اپنے بستر پر اپنے خیمے میں اپنی مجلس میں اور چلتے ہوئے تکبیرات میں مشغول رہتے۔ لہٰذا ان تمام ایام میں زیادہ سے زیادہ بآوازِ بلند تکبیرات کہنی چاہئیں اسی طرح دعا بھی بکثرت کرنی چاہیے کیونکہ ان مبارک لمحات قبولیت دعا کی زیادہ امید ہے۔

فرض نمازاور نوافل:

نماز بھی جلیل القدر اور افضل ترین عبادات میں شامل ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو بروقت اور باجماعت نماز ادا کر کے اس پر محافظت اور ہمیشگی کرنی چاہیے۔ عشرہ ذی الحجہ میں فرض نمازوں پر خصوصی توجہ کے ساتھ ساتھ کثرت سے نوافل بھی ادا کرنے چاہئیں۔

روزہ رکھنا:

روزہ بھی نیک اعمال میں شامل ہے بلکہ افضل ترین عمل ہے۔ اس کی عظمت شان اور علو مرتبت کی وجہ سے اللہ جل شانہ نے اسے اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے کے کہ وہ صرف میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرِ ذی الحجہ کے دیگر ایام میں سے ۹ ذی الحجہ (یومِ عرفہ) کے روزے کا بطورِ خاص ذکر کیا ہے اور اس کی فضیلت بیان فرمائی کہ یومِ عرفہ کے روزے کے بارے میں مجھے اللہ سے امید ہے کہ یہ ایک سال گذشتہ کے اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہو گا۔ لہٰذا ۹ ذوالحجہ کا روزہ رکھنا سنت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دلائی ہے اور خود بھی آپ نے روزہ رکھا جیسا کہ مسند احمد و اَبو داؤد و نسائی کی روایت سے ثابت ہے۔ اور مذاہب اربعہ کے کبار علما نے ذوالحجہ کے پہلے نو ایام کے روزوں کو مستحب قرار دیا اور حنفی و مالکی و شافعی و حنبلی فقہا کا ان روزوں کے مستحب ہونے پر اتفاق ہے بلکہ امام نووی رحمہ اللہ نے تو فرمایا کہ ذی الحجہ کے یہ روزے انتہائی درجے میں مستحب ہیں۔ اور علامہ ابن حزم ظاہری نے بھی ان روزوں کو مستحب قرار دیا ہے۔

حاصل کلام

جو اوقات و لمحات خصوصی اہمیت و فضیلت کے حامل ہوں تو ان کی قدر کرنا ضروری ہے اور ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نیکی و اطاعت کی ان بابرکت ایام کا استقبال سچی توبہ و رجوع الی اللہ سے کرے اور ان ایامِ فضیلت سے فائدہ اٹھانے کا پختہ عزم کرے اور اپنی آخرت کے لیے بڑھ چڑھ کر نیک اعمال کرے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ان مبارک لمحات میں ہر قسم کی معصیت اور نافرمانی سے اجتناب کرے کیونکہ مبارک لمحات و مقامات میں جس طرح نیکی کا اجر و ثواب بہت بڑھ جاتا ہے اسی طرح گناہ و معاصی کی شدت و سزا بھی سخت ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ راقم الحروف سمیت جمیع اہل اسلام کو ان مبارک و مختصر لمحات و اوقات سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی ظاہری و باطنی گناہوں سے محفوظ رکھے۔ آمین بحرمۃ خاتم المرسلین

☆☆☆☆☆

''اس فوج کی تاریخ و نظریات جان لینے کے بعد یقیناً کوئی صاحبِ فہم شخص ایبٹ آباد، کراچی، اسلام آباد اور خروٹ آباد میں فوج کی بہیمانہ حرکات پر حیرت کا اظہار نہیں کرے گا۔ نہ ہی اس پر حیرت کا اظہار کرے گا اگر ہم اسے بتائیں کہ اس فوج نے گزشتہ چار سالوں کے دوران سوات سے لے کر وزیرستان تک دس بیس نہیں، کئی سو مساجد و مدارس شہید کئے ہیں؛ لاکھوں مسلمانوں کو ہجرت پر مجبور کیا ہے، جیٹ طیاروں اور توپخانے کی بم باری سے ہزارہا معصوم لوگوں کو قتل کیا ہے، ڈرون حملوں کے لیے جاسوسی کر کے سیکڑوں مسلمانوں کا لہو بہانے میں براہِ راست شرکت کی ہے، پوری پوری بستیوں کو جلا ڈالا گیا، بازاروں کو اجاڑا ہے، حق گو علمائے کرام کو برہنہ کر کے ان پر وحشیانہ تشدد کیا ہے، شریعت کے نام لیواؤں کو قطاروں میں کھڑا کرکے گولیوں سے بھونا ہے، چادر و چار دیواری کی حرمت پامال کر کے مجاہدین کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو اغواء کیا ہے، سوات، بونیر، درہ آدم خیل اور کئی دیگر علاقوں میں عام آبادی کے گھروں سے سامان لوٹ کر، ٹرکوں میں بھر بھر کر ساتھ لے کر گئے ہیں، امت کے مجاہد بیٹوں کو گلیوں اور چوکوں میں گھسیٹا ہے، آئی ایس آئی کے قید خانوں میں ان پر ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں، حتیٰ کہ ان کو ذہنی اذیت دینے کے لیے اللہ جل شانہ کی شان میں گستاخی تک کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

یقیناً ان میں سے کوئی بات بھی قابلِ حیرت نہیں۔ حیرت تو اس سادہ لوحی پر ہے جس کے سبب اب بھی کوئی صاحبِ ایمان شخص اس فوج کو 'اپنی فوج' سمجھتا ہو اور اب بھی اس سے خیر کی امیدیں لگائے بیٹھا ہو۔ ایک ایسی فوج جسے برطانوی راج اپنا دایاں بازو قرار دیتا ہو، جس نے کبھی دہلی میں علماء و مجاہدین کا خون بہایا ہو تو کبھی سوات و قبائلی علاقہ جات میں، کبھی بنگال میں عزتیں پامال کی ہوں تو کبھی بلوچستان میں، کبھی انگریز کو بغداد فتح کر کے دیا ہو تو کبھی یہود کو فلسطین، کبھی خلافتِ عثمانیہ گرائی ہو تو کبھی افغانی امارت...

ایسے بدبختوں کو 'اپنا' سمجھنا یا ان سے کسی بھلائی کی امید لگانا چہ معنی دارد؟''

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

خزاں کے بعد دورِ فصلِ گل آتا ہے گلشن میں

مولانا گل محمد شیر زادہ

قرآن حکیم میں رب الحکماء کا ارشاد ہے:

إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

"(اور) بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے"۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

"عادت اللہ یہی ہے کہ جو شخص سختی پر صبر کرے اور سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھے اور ہر طرف سے ٹوٹ کر اسی سے لو لگائے اسی کے فضل و رحمت کا امیدوار رہے، امتدادِ زمانہ سے گھبرا کر آس نہ توڑ بیٹھے ضرور اللہ تعالیٰ اس کے حق میں آسانی کرے گا"۔

؎ خزاں کے بعد دورِ فصلِ گل آتا ہے گلشن میں
چمن والو! خزاں میں پھول مرجھایا ہی کرتے ہیں

زکی کیفیؔ

قانون یہ ہے کہ اگر تیر کو دور تک پھینکنا ہو تو اسے پیچھے کی اور کھینچا جاتا ہے۔ صبا کے انتظار کرنے والے کو صرصر کے تھپیڑے جھیلنے پڑتے ہیں۔ اونچے اور بلند و بالا پہاڑوں سے ہی آندھیاں ٹکرایا کرتی ہیں۔ شیر کو بھی مکھیاں ستاتی ہیں۔ پھل دار درخت ہی کو پتھر کی مار جھیلنی پڑتی ہے۔ کنول کو کیچڑ میں ہی جنم لینا پڑتا ہے۔ گلاب کو کانٹوں کے درمیان ہی کھلنا پڑتا ہے...

نہ گھبرا کثرتِ غم سے حصولِ کامیابی میں
کہ شاخِ گل میں پھول آنے سے پہلے خار آتے ہیں

عام مشاہدہ ہے، جب رسی زیادہ سخت ہو جائے تو کٹ جاتی ہے۔ مصیبت کی شدت زیادہ بڑھ جائے تو اُٹھ جاتی ہے۔ ہمیشہ تنگیوں کی پگڈنڈیوں کے بعد کشادگی کا سرسبز و شاداب گلشن ضرور ہوتا ہے۔ صحرائے حیات میں صرف سراب ہی نہیں ہوتے ہیں بلکہ نخلستان بھی موجود ہوتے ہیں، بس سفر شرط ہے۔ آندھی کی عمر بہت مختصر ہوتی ہے۔ سمندری مد و جزر میں صبر واستقلال سے کشتی کھینے والا ملاح بالآخر ساحل تک پہنچتا ہے۔ جس مسافر میں گر کر اٹھنے کا حوصلہ ہو وہ منزل مراد کو پالیتا ہے۔

عرب شاعر نے اس آفاقی صداقت کو کس اختصار سے بیان کر دیا... کہتا ہے:

اشتَدِّی أزمَةُ تَنفَرِجی
قَد آذَنَ لَیلُكِ بِالبَلَجِ

"اے گردش دوراں! تیری شدت آسانی کی اور تیری سیاہ رات چمکتی صبح کی خبر دے رہی ہے"۔

کبھی ابر آلود آسمان پر نگاہ ڈالیے، یہ جو بادل بظاہر سیاہ اور مہیب نظر آتے ہیں، وہ در حقیقت رحمت اور خوش خبری بنتے ہیں... اسی طرح مشکل وقت، اچھے وقت کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ اسے نظامی اپنے مخصوص فلسفیانہ انداز میں شعر کے سانچے میں سموتا ہے:

بہ ہنگامِ سختی مشو نا امید
کز ابرِ سیہ بارد آبِ سپید

"سختی کے وقت 'ناامید نہ ہو،
کہ سیاہ ابر سے سفید پانی برستا ہے"۔

ایک راز کی بات بتاؤں؟

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی داستانِ عروج میں ایک صفت درجہ کمال کو پہنچی ہوئی نظر آتی ہے!

اور وہ ہے 'تسلیم و رضا'!

آسان لفظوں میں کہوں تو "وہ وہاں پر شُکر کرتے تھے جہاں پر صبر مشکل تھا!"

☆☆☆☆☆

"یہ فوج تو میری اور آپ کی نہیں، انگریز کے مفادات کی محافظ ہے! انگریزی نظام کی محافظ ہے! انگریزی تہذیب کی محافظ ہے! میرے اور آپ کے دفاع میں لڑنے والے تو وہ گمنام مجاہدین ہیں جو کل تک سید احمد شہید رحمہ اللہ کی قیادت میں لڑتے دکھائی دیتے تھے اور آج ملا عمر اور شیخ اسامہؒ کی قیادت میں۔ شاہی ہندی فوج اور سید احمد شہید کے جانشینوں کا معرکہ آج بھی جاری ہے... افغانستان و قبائل کے کوہ دامن میں، پنجاب کے میدانوں، سندھ کے ساحلوں اور بلوچستان کے ریگستانوں و پہاڑوں میں۔ دہلی و بنگال کے مسلمانوں کا مستقبل بھی اسی معرکے سے وابستہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہندوستان تا خراسان، ہر بندہ مومن دوست اور دشمن کو بخوبی پہچان لے، اپنے اور پرائے میں تمیز کرلے ... اور اس جنگ کو اپنی جنگ سمجھتے ہوئے اللہ کے دوستوں سے دوستی اور اللہ کے دشمنوں سے دشمنی نبھانے کا حق ادا کرے۔

اللہ ہمیں حق کو پہچاننے اور اس کی اتباع کرنے کی توفیق دے؛ اور باطل کو پہچاننے اور اس سے بچنے کی توفیق دے، آمین!"

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

اسلامی موسم بہار!

شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ

امیر جماعت القاعدۃ الجہاد شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے کچھ ماہ قبل ''الربیع الاسلامی'' [اسلامی موسم بہار] کے عنوان سے دنیا بھر میں مجاہدین کو ملنے والی فتوحات، عالمی کفر کی ذلت اور اُس کے ایجنٹوں کی خواری پر ایک طویل سلسلہ گفتگو ریکارڈ کروایا۔ یاد رہے کہ شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے جس وقت اس سلسلہ گفتگو کا آغاز فرمایا اُس وقت حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے انتقال سے متعلق خبر کو عام نہیں کیا گیا تھا۔ [ادارہ]

امام ماوردی رحمہ اللہ نے خلیفہ کے ۱۰ فرائض کا ذکر کیا ہے، جن کا خلاصہ یہ ہے:

''عقیدے کی حفاظت، بحث/تنازع سے گریز، امن کا فروغ، حدود کا قیام، بغاوتوں کو کچلنا، دشمنوں سے جہاد، مال فے وصدقات جمع کرنا''

اس کے بعد امام ماوردیؒ فرماتے ہیں:

''اگر امام امت کے ان تمام حقوق کو پورا کردے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے تو اس نے اللہ کا وہ حق پورا کر دیا جو لوگوں پر اللہ کا ہے اور جو لوگوں کا اللہ پر ہے۔ اور لوگوں پر اس کے یہ دو حقوق ہیں کہ وہ اس کی اطاعت کریں اور اس کی مدد کریں جب تک کہ اس کا حال نہ بدل جائے (یعنی جب تک وہ اپنے فرائض پورے کرتا رہے)''۔ (الاحکام السلطانیہ للماوردی، ص: ۲۷)

پس اگر ایک خلیفہ ایسا نہیں ہے جو اپنے زیرِ قبضہ علاقوں پر ان تمام امور کو قائم کر سکے، جب کہ یہ مسلمان ممالک کے زمین کے تھوڑے سے حصے میں سے بھی ایک چھوٹا سا زمین کا ٹکڑا ہے، اور اس کی استطاعت نہیں ہے کہ وہ امن کو فروغ دے سکے، زکوٰۃ کا مال اکٹھا کر کے مستحقین کو پہنچا سکے، اپنی زمینوں کو دشمن کے قبضے سے چھڑا سکے، اس کا زور وہاں بس اتنا ہی چلتا ہو کہ اس کی قوت وکمزوری کے پلڑے ہر روز اوپر نیچے ہو رہے ہوں، تو اس صورت حال میں وہ یہ دعویٰ کیسے کر سکتا ہے کہ وہ تمام مسلمان ممالک کا خلیفہ ہے؟

اور اگر اکثر مسلم ممالک کے اندر، حتیٰ کہ جس ملک پر اس کا قبضہ ہے، مختلف قسم کی جماعتوں اور حکومتوں کا زور ہو، ایسی جماعتیں اور حکومتیں جو کہ بہت سے شرعی فرائض مثلاً امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور جہاد وغیرہ سے روگردانی کیے ہوئے ہوں، اور ان ممالک کے اندر اس خلیفہ کا کوئی زور نہ ہو، نہ ہی یہاں کی عوام نے اس کی بیعت کی ہو، تو وہ اس بات کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے کہ وہ ولایت کا ان سے زیادہ حق دار ہے جب کہ اس نے صرف اپنے ارد گرد کے چند لوگوں کی بیعت سے ہی اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا ہو!

اگر وہ اپنے کیے گئے خلافت کے دعوے سے قبل مسلمانوں کی کچھ بھی مدد ونصرت کی استطاعت نہ رکھ سکا ہو، اور اکثر مسلم ممالک کے مسلمانوں کے حقوق انہیں نہ دلا سکا ہو، تو وہ کیسے ان مسلمانوں سے اپنی بیعت ونصرت اور اطاعت طلب کرے گا؟

اگر خلافت کے دعوے دار نے خلافت کے دونوں ارکان پورے نہ کیے ہوں جو کہ بیعت اور اس کے تمام حقوق کے ساتھ اس کا قیام ہیں، تو حد سے حد بھی جو دعویٰ کرنے کے وہ لائق ہے وہ یہ ہے کہ وہ دعویٰ کرے کہ وہ مسلم ممالک کے بعض علاقوں کا مستولی ہے اور وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ منصبِ خلافت کا دعویٰ کرے جس کی اس نے نہ پہلی شرط (یعنی بیعت) مکمل کی ہے نہ ہی دوسری (یعنی خلافت کے تمام حقوق کے ساتھ اس کو قائم کرنا)۔

بلاشبہ خلافت ایک بہت بڑی امامت ہے، بنا دلیل کے یہ صرف ایک دعویٰ نہیں ہے، نہ ہی بنا حقیقت کے یہ کوئی وہم ہے۔ بلکہ یہ تو ایسے حقائق پر مبنی ہے جن کا پورا ہونا فی الحقیقت عملی طور پر لازم ہے تاکہ یہ صحیح معنوں میں شرعی خلافت بنے، اور اس کے تمام وہ مقاصد بھی پورے ہوں جن کے لیے اس کو شرعی حیثیت دی گئی ہے۔

ایسا نہیں ہوتا کہ صرف خواہشات اور پسندیدگیٔ نفس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ایسے نام اور القابات اختیار کر لیے جائیں کیونکہ شریعت میں اعتبار ناموں کا نہیں بلکہ حقائق کا کیا جاتا ہے۔ یہاں پر ایک اہم سوال اٹھتا ہے کہ: کسی چیز کے اوصاف والقاب کا دعویٰ کرنے میں پہل کر لینا اس چیز کے حقائق پورے کیوں نہیں کر لیتا؟

ہم حقیقت کو ویسے ہی کیوں نہیں تسلیم کر لیتے جیسے کہ وہ ظاہر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابھی ہم مسلمانوں پر حملہ آور دشمن کے دفاع کے مرحلے میں ہیں، اور یہ کہ مجاہدین کو ابھی چند علاقوں پر حکومت کی صرف ایک قسم حاصل ہوئی ہے جسے فی الحال اُس خلافت کے درجے تک نہیں پہنچایا جا سکتا جس خلافت کے قیام کے لیے ہم اللہ کی مدد سے کوشش کر رہے ہیں۔

بجائے اس کے کہ ہم بے حقیقت القاب اور اوصاف کا دعویٰ کریں، ضروری ہے کہ ہم عملی طور پر موجودہ اسلامی جہادی ڈھانچے کو قوی تر کریں۔ جس کی نمایاں اور قابلِ تقلید مثال ملا محمد عمر مجاہد (رحمہ اللہ) کی قیادت میں امارت اسلامیہ افغانستان ہے۔ ایسا کیوں ہو کہ ہم اس کے خلاف بغاوت کریں، اس کی بیعت کا مذاق بنائیں، اس پر چڑھ دوڑیں، اس کے حسنِ نظم کا انکار کریں، اس کی حقیقت کو جھٹلائیں، اس کی اپنی صفوں میں سے کچھ سپاہی، اشرار کا کردار اپنا لیں اور بے حقیقت اور بے دلیل دعووں کی بنیاد پر اس سے کیے ہوئے عہد کو توڑ دیں۔ آخر اس سب سے سوائے فتنہ وفساد اور افتراق وانتشار کے کیا حاصل ہو گا؟ حسبنا اللہ ونعم الوکیل

ان شاءاللہ اسی بابت میں یہ بھی بیان کروں گا کہ خلافت کے قیام کے لیے مناسب حالات موجود ہیں یا نہیں؟ اور اگر یہ حالات میسر نہیں ہیں تو پھر ہمیں اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے؟اور اللہ کے حکم سے اس (خلافت) کے قیام کے لیے کیا راستہ اپنانا چاہیے؟

3۔ خلیفہ کو چننے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

ضروری ہے کہ خلافت کے منصب کا ذمہ دار کا تعین مسلمانوں کی رضا سے ہو، یہی طریقہ خلفائے راشدین کا بھی تھا، خواہ اختیار کے ذریعے خواہ استخلاف کے ذریعے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب انصار رضی اللہ عنھم سے گفتگو کی تو بخاری کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''قریش کے اس گروہ کے علاوہ اس امر کی ہر گز کوئی بنیاد نہیں ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب: رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت۔ حدیث: ۶۳۲۸)

اور مصنف عبدالرزاق میں ہے:

''قریش کے اس گروہ کے علاوہ عرب میں اس امر کا کوئی حق دار نہیں ہے کیونکہ قریش کا یہ گروہ حسب نسب اور علاقے کے حوالے سے بہترین ہے''۔(مصنف عبدالرزاق، کتاب المغازی۔ بیعۃ ابی بکر۔ رضی اللہ عنہ۔ فی سقیفۃ بنی ساعدۃ۔ حدیث: ۹۷۵۸۔ ج:۵۔ ص:۴۳۹)

یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انصار پر یہ ثابت کیا کہ مسلمانوں کی عوام (جو کہ اس وقت عرب تھی) کسی پر راضی نہیں ہوں گے سوائے قریش کے آدمی کے، اور اسی بات پر حدیث شریف کی بھی نص موجود ہے کہ مسلمانوں کے اہل حل وعقد کا حق ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے کسی ایک کو خلیفہ مقرر کریں جن میں شرعی خلافت کی شرائط موجود ہوں۔ اور اسی بات کی تاکید حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ منورہ میں دیے گئے اپنے جامع خطبے میں کی۔امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے، فرماتے ہیں:

''میں مہاجرین میں سے کچھ لوگوں کو پڑھاتا تھا، ان میں ایک عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ایک مرتبہ میں منیٰ میں ان کے گھر میں تھا اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے آخری حج کے موقع پر ان کے ساتھ تھے، جب وہ واپس لوٹے تو کہنے لگے: آج امیر المؤمنین کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ''اے امیر المومنین! آپ کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جس نے کہا ہے کہ اگر عمر وفات پا جائیں تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں، پس اللہ کی قسم حضرت ابو بکر کی بیعت تو بس ایک لغزش تھی جو ختم ہو گئی''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات پر غضب ناک ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں ان شاءاللہ رات کو لوگوں کو بلا کر انہیں ایسے لوگوں سے متنبہ کروں گا جو ان کے امور پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ عبدالرحمن ؓ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمرؓ سے کہا: اے امیر المؤمنین! ایسا مت کیجیے گا کیونکہ ایام حج کے باعث لوگوں بڑا ہجوم اور مجمع اکٹھا ہو جائے گا اور یہ سب لوگ وہی ہیں کہ جب آپ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوتے ہیں تو یہ جھرمٹ کی صورت میں آپ کے قریب رہتے ہیں لیکن میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اگر آپ یہاں ایسی کوئی بات ارشاد فرمائیں گے تو لوگ آپ سے دور ہو جائیں، آپ کی بات کی حمایت نہ کریں اور آپ کی اس بات کو وہ مقام نہ دیں جس کے وہ لائق ہے، آپ مدینہ طیبہ واپسی تک صبر کیجیے کہ مدینہ دار الھجرت ہے اور دار السنۃ ہے اور اس میں فقہا و اشراف موجود ہیں، وہاں آپ اپنے عہدے کی حیثیت سے جو کہنا چاہیں کہیں، اہل علم آپ کی بات کی حمایت کریں گے اور اسے اس کا مقام عطا کریں گے۔ سیدنا عمرؓ نے فرمایا: ''اب میں اللہ کی قسم ان شاءاللہ ضرور مدینے میں پہلا قدم رکھتے ہی یہ کام کروں گا!''

یہاں تک کہ (عبدالرحمنؓ) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''سیدنا عمرؓ منبر پر بیٹھے اور جب مؤذن خاموش ہو گئے تو آپ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثناء بیان کی جس کے وہ لائق ہے، پھر فرمایا: میں وہ بات کہنے والا ہوں جس کا کہنا میری قسمت میں لکھ دیا گیا ہے، میں نہیں جانتا کہ شاید اسے بیان کرنے کے بعد میری موت واقع ہو جائے، پس جس شخص کو یہ بات سمجھ میں آگئی وہ جہاں جہاں بھی وہ جائے ضرور اس بات کو مجھ سے آگے بیان کرے اور جس کو یہ ڈر ہو کہ اسے یہ بات سمجھ نہیں آئی تو کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مجھ پر جھوٹ باندھے۔

یہاں تک کہ (سیدنا عمرؓ) رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میرے پاس خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے ایک شخص نے کہا ہے کہ اگر عمر وفات پا جائیں تو میں فلاں کی بیعت کر لیتا، پس کسی بھی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ ابو بکر کی بیعت ایک فتنہ تھی جو ختم ہو گئی، جان لو کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح ہو، جس نے بھی مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی شخص کی بیعت کی تو نہ بیعت لینے والے شخص کے حق میں بیعت منعقد ہوئی اور نہ ہی بیعت کرنے والے کی بیعت ہوئی''۔

پھر (سیدنا عمرؓ) نے یہاں تک فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد ثقیفہ بنو ساعدہ میں شور و غوغا بڑھتا گیا، آوازیں اونچی ہوتی گئیں، حتی کہ میں اختلاف سے الگ ہو کر اٹھا اور کہا ''اے ابو بکر! اپنا ہاتھ آگے کیجیے''۔ انہوں نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو میں نے ان کی بیعت کر لی اور پھر باقی مہاجرین

نے ان کی بیعت کی اور پھر انصار نے بھی کی"۔(صحیح البخاری، کتاب الحدود۔باب: رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت۔حدیث:۶۳۲۸۔ ج:۲۱۔ ص: ۱۰۶)

ایک اور روایت مصنف ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ میں ہے:

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ابو بکر کی خلافت تو محض ایک غلطی تھی، یہ ضرور ایک غلطی ہوتی مگر اللہ نے اس کا شر اس سے دور کر دیا، اور بغیر مشورے کے کوئی خلافت نہیں ہے"۔(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی۔ ما جاء فی خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ و سیرتہ فی الردۃ۔حدیث:۳۸۱۹۷۔ ج:۱۴۔ص:۵۶۳)

اور مسند احمد رحمہ اللہ میں امام مسلم کی شرط پر پوری اترتی صحیح روایت ہے کہ:

پس جس نے بھی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی امیر کی بیعت کی تو اس کے لیے کوئی بیعت نہیں ہے تغرۃ ان یقتلا"۔(مسند احمد بن حنبل۔ مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔حدیث:۳۹۱۔ج:۱۔ص:۵۵)

ملاحظہ فرمائیے کہ یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ ہے جو انہوں نے مدینہ منورہ میں دیا ہے، وہ مدینہ جسے اللہ نے شرف عطا کیا ہے، جو امت کے قائدین، اہل سنت، اہل علم و فقہ کی جائے قیام ہے۔اور جیسا کہ اس بات کی اہمیت کے لیے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی کی طرف زور دیا ہے، اور جو شخص اس بات کا ادراک کرتا ہوا اس کو پابند کیا ہے کہ وہ جس جس تک بھی یہ امر پہنچا سکتا ہو اس تک پہنچائے۔

پس یہ بہت عظیم اور اہم معاملہ ہے جسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک بڑی جماعت کی موجودگی میں واضح کیا گیا، جو کہ اہل حل و عقد تھے، اور اس معاملے کے مخالف کوئی ایک صحابی بھی معلوم و معروف نہیں ہیں، نہ ہی سنت کی صحیح ترین کتب میں اس کے خلاف کوئی روایت موجود ہے۔ سو یہ اجماع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت امر ہے جس کا کوئی مخالف نہیں ہے۔

اس اہم خطبے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان نازک امور کی تاکید کی ہے:

أ. جس نے مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی آدمی کی بیعت کی اس نے مسلمانوں کے حقوق غصب کیے۔

ب. جس نے بھی ایسا فعل انجام دیا اس سے امت کی تنبیہ واجب ہے۔

ج. اس شخص (بیعت کرنے والے) کی بیعت نہیں ہوئی، نہ ہی اس شخص کی بیعت ہوئی جس کی بیعت کی گئی۔

د. اس فعل کی پیروی واجب نہیں ہے۔

ہ. پانچواں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت مہاجرین و انصار میں سے عامۃ الناس کی طرف سے کی گئی تھی۔

و. چھٹا: حل و عقد کا کام اہل علم، فقہا اور عزت و شرف والے لوگوں کا ہے، اور مدینہ میں رہنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے اسلام کی عظمت کے علمبرداروں کا ہے، نہ کہ ان مجہول لوگوں کا کام ہے جن کے ناموں کو لوگ پہچانتے ہیں نہ کنیتوں کو، نہ تعداد کو اور جو کہ غیر مسلموں سے متاثر ہوتے ہیں۔

مصنف عبدالرزاق میں (حضرت عمر) رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی درج ہے:

"امارت شوریٰ ہے"۔(مصنف عبدالرزاق، کتاب المغازی۔ بیعۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ۔ فی سقیفۃ بنی ساعدۃ۔ حدیث:۹۷۶۰۔ج:۵۔ص:۴۴۶)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن الکبریٰ میں تخریج کی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب بستر مرگ پر تھے تو انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا:

"خبردار رہو اگر مجھے کچھ ہو جائے (موت آجائے) تو ۳ راتوں تک صہیب مولیٰ بنی جدعان لوگوں کو نماز پڑھائیں، پھر تیسرے دن اشراف اور قائدین کو جمع کرو اور تم میں سے کوئی ایک امارت سنبھالے، اور جو کوئی بغیر کسی مشورے کے امارت سنبھال لے تو اس کی گردن اڑادو"۔(السنن الکبری للبیہقی و فیذیلہ الجوھر النقی— کتاب قتال اھل البغی۔ باب من جعل الامر شوریٰ بین المستصلحین لہ، حدیث نمبر: ۱۷۰۲۲۔ج:۸۔ ص:۱۵۱)

اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کے معاملے میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"امابعد، اے علی! میں نے لوگوں کے معاملے میں دیکھا تو مجھے محسوس ہوا کہ وہ عثمان کے بارے میں عدل نہیں کر رہے، تو تم اپنے نفس کے لیے کسی صورت کوئی راستہ نہ بنانا۔ تو (علی رضی اللہ عنہ) نے (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: میں اللہ اور اس کے رسول اور ان کے بعد دونوں خلیفہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ کی بیعت کرتا ہوں، پھر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ نے بیعت کی اور پھر مہاجرین و انصار نے بیعت کی اور سپہ سالاروں اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی"۔(صحیح البخاری، کتاب: الاحکام، باب: کیف یبایع الامام الناس۔ حدیث نمبر:۶۶۶۷)

اس حدیث میں بہت ہی اہم مفہوم ہے، اور وہ یہ کہ کسی شخص کے خلیفہ ہونے کے لیے یہی کافی نہیں ہے کہ اس میں خلیفہ کی ساری شرائط پائی جاتی ہوں اور وہ اس منصب کے اہل ہو، بلکہ وہ خلیفہ نہیں بن سکتا جب تک کہ مسلمان اسے اختیار نہ کر لیں، جن کا حق ہے کہ وہ اس منصب کے اہل لوگوں میں سے کسی ایک کو منتخب کریں۔ پس وہ چھ افراد جنہیں سیدنا عمر

رضی اللہ عنہ نے منتخب کیا وہ سب خلافت کی ذمہ داری کے اہل تھے، پھر انہوں نے اپنے میں سے دو کو منتخب کیا، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما۔ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی بلا اختلاف خلافت کے اہل تھے مگر مسلمانوں کی اکثریت کی رائے یہ تھی کہ وہ انہیں نہ منتخب نہ کریں، بلکہ ان کے علاوہ کسی کو منتخب کریں جو خلافت کا اہل ہو۔

یہ ہے خلفائے راشدین رضی اللہ عنھم کی سیرت، کہ امت کی اکثریت 'جس کے علم بردار اہل حل وعقد ہیں' اگر متفق ہو جائیں تو امت بھی متفق ہو جائے گی، اور اگر وہ انکار کر دیں تو امت بھی انکار کر دے گی، یہی وہ لوگ ہیں جو ان افراد میں سے ایک کو بطور خلیفہ کو چنتے ہیں جو منصبِ خلافت کے اہل ہوں۔ اور روافض کی یہ بات کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت 'صحابہ میں سے بہت کم لوگوں نے کی تھی' کا رد کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی بات کی تاکید کی ہے (جو اوپر بیان کی گئی ہے)۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ 'حضرت ابو بکر کی شان میں حلیرافضی کے اس گستاخانہ دعویٰ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت بہت کم صحابہ نے کی تھی' کے جواب میں فرماتے ہیں: اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ہی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی، اور باقی سب صحابہ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا، تب بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وجہ سے امام نہیں بنے تھے، بلکہ وہ ان تمام صحابہ کی بیعت کی وجہ سے امام بنے جو کہ صاحب قدرت و شوکت تھے۔ سو جس نے یہ کہا کہ وہ کسی ایک یا دو یا چار آدمیوں کے اتفاق رائے سے امام بن گئے تھے اور یہ سب اہل قدرت اور اہل شوکت نہیں تھے، تو اس نے غلط کہا۔ تمام وہ صحابہ جنہوں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی بیعت کی تھی، ان سبھی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

اور جہاں تک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بات ہے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے عہد لیا تھا اور لوگوں نے ان کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی، اور تبھی وہ امام بنے تھے، انہیں لوگوں کی اس بیعت سے حکومت و سلطنت کا حق حاصل ہوا تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے انتخاب کی وجہ سے امام نہیں بنے تھے بلکہ لوگوں کے ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے امام بنے تھے۔ اور تمام مسلمانوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور کسی ایک نے بھی ان کی بیعت کرنے سے ہاتھ پیچھے نہیں کیا۔

اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کی تھی اور علی رضی اللہ عنہ نے نہیں کی تھی اور نہ ہی دیگر مشرف صحابہ نے کی تھی، تب بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وجہ سے خلیفہ نہیں بنے تھے"۔ (منہج السنۃ النبویۃ۔ ج:۱۔ ص:۳۶۵تا۳۶۷)

جو شخص بھی اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ نبوت کی خلافت چھپی ہوئی بیعت کی صورت میں ہوئی تھی جو کہ غیر معروف صحابہ نے کی تھی، اس خلافت کو امت نے نہیں چنا تھا، جو مسلمانوں، اہل جہاد، اہل علم و فضل پر اور مسلمانوں کے قائدین و راہنماؤں پر فتوے لگاتا ہے، اس کے لیے میں کہوں گا: یہ جو دعویٰ تم کرتے ہو یہ بالکل وہی دعویٰ ہے جو مطھر الحلیرافضی نے کیا تھا 'کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسے خلیفہ بن گئے کہ صحابہ رضی اللہ عنھم میں سے بہت ہی کم تعداد نے ان کی بیعت کی۔

تمہارے اسی دعوے کا انکار شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کیا ہے الحلیرافضی کے خلاف، اور اس کے کلام کو باطل قرار دیا ہے، واضح طور پر بیان کیا ہے کہ خلفائے راشدین کی بیعت صحابہ اور مہاجرین میں سے اہل حل وعقد کے تمام افراد نے کی تھی۔

سو جس نے یہ زعم کیا کہ ایسا کوئی جس فرد پر امت راضی نہیں ہے اس پر چند غیر معروف لوگوں کی بیعت شرعی طریقہ ہے، اس زعم کرنے والے نے مطھر الحلیرافضی کے شبہ کے لیے دلیل مہیا کی۔ پس آپ خود دیکھ لیں کہ پھر وہ کس گمراہی میں گر گئے؟ جو کہتے تو یہ ہیں کہ وہ روافض سے دشمنی رکھتے ہیں، مگر ساتھ ہی اپنے دعووں سے روافض کے جھوٹے شبہات کے حق میں دلیلیں بھی خود ہی پیش کرتے ہیں۔

بیعت صرف رضامندی سے ہوتی ہے، جبر سے نہیں۔ اس بات پر امام مالک رحمہ اللہ نے اہل مدینہ کو فتویٰ دیا کہ ان لوگوں کی خلیفہ منصور سے کی ہوئی بیعتیں باطل ہیں کیونکہ یہ بیعتیں جبراً کرائی گئی ہیں۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ سن ۱۴۵ھ کے واقعات ذکر کرتے ہوئے اہل مدینہ کی محمد بن عبداللہ المعروف نفس زکیہ رحمہ اللہ سے کی گئی بیعت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس روز محمد بن عبداللہ رحمہ اللہ نے اہل مدینہ سے خطاب کیا، اور عباسیوں کی مذمت میں کچھ کلام کیا، اور انہیں کہا کہ وہ جس شہر میں بھی جائے گا وہاں کے لوگوں سے ضرور سمع و اطاعت پر بیعت لے گا، تو اہل مدینہ میں سے سوائے چند افراد کے سب نے اس کی بیعت کر لی"۔

اور ابن جریرؒ امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں:

"انہوں نے لوگوں کو فتویٰ دیا کہ وہ ان کی بیعت کریں، تو ان سے کہا گیا کہ اگر ہماری گردنوں میں منصور کی بیعت کا قلادہ ہو تو؟ تو امام مالک نے فرمایا کہ (اس معاملے میں) تو تم لوگ مجبور تھے اور مجبور کی بیعت نہیں ہوتی۔ تب

امام مالک کے اس قول کے بعد پھر لوگوں نے ان کی بیعت کی''۔(البدایہ والنھایہ، ج:۱۰ص:۹۰)

اس مقام پر یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ تاتاریوں نے جب خلافت عباسیہ پر حملہ کیا اور عباسی خلافت کا سقوط ہوگیا' تو اس کے ساڑھے تین سال بعد جب ۶۵۹ھ میں عباسی خلیفہ مستنصر مصر آیا تھا تب سلطان مصر و شام رکن الدین بیبرس اور کبار علما' جن میں سلطان العلماء شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمہ اللہ بھی تھے' نے بھی اس خلیفہ کی بیعت کی تھی۔

خلیفہ مستنصر کی اس سے پہلے بھی سن ۶۵۸ھ میں بیعت کی گئی تھی خلیفہ و حاکم بامر اللہ کے طور پر۔ مگر اس بیعت میں مصر کے سلطان اور علما شامل نہیں ہوئے اور نہ ہی انہوں نے مستنصر کی بیعت کی کیونکہ اس وقت مصر' اسلام کی عظمت و شوکت کا مینار تھا اور مصر و شام میں (جس میں حلب، حجاز، تمام ساحل ہائے یمن، بحر احمر بھی شامل تھے) اسی کا سکہ چلتا تھا حتیٰ کہ عالمی تجارت بھی اسی کے زیر سلطنت تھی۔ یہ تو مادی پہلو ہے، معنوی پہلو سے بھی یہ سلطان تین مسجدوں کا خادم تھا؛ حرمین شریفین اور مسجد اقصیٰ۔ اور اس لیے بھی کہ مصر میں ہی اکثر علما و فضلا سکونت پذیر تھے۔ پھر اس کے بعد اس حاکم نے مستنصر باللہ کی بیعت کی۔

اس پورے قصے سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ وہ کبار علما جو اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے' ان سب نے حاکم وقت کی بیعت نہیں کی جب کہ چند ایک افراد نے اس حاکم کی بیعت کی ہوئی تھی۔ یہ قصہ اگر شرعی دلیل نہیں بھی ہے، تب بھی اس سے استفادہ تو کیا جاسکتا ہے۔

پھر اسی قصے میں ایک اور فائدہ بھی ہے، خلیفہ مستنصر نے اپنی کی گئی بیعت خلافت کے بعد لوگوں کے سامنے علانیہ طور پر حکومت کی ذمہ داری سلطان بیبرس کو سونپ دی۔

یہ قصہ ہمیں اس بات کی طرف دعوت دیتا ہے کہ ہم ہر خفیہ بیعت پر توقف کریں اور دیکھیں کہ کیا اس بیعت کی شروط بھی خفیہ تھیں جن کا عوام کے سامنے اعلان نہیں کیا گیا؟ کیونکہ کبھی کبھار ہمیں ایسا شخص ملتا ہے جو ایک بات کہتا ہے اور اس کے پیروکار اس کے خلاف بات کرتے ہیں۔ پھر کیا وہ بات اس شخص کے پیروکاروں کے مخالف ہے؟ یا پھر حالات کے اعتبار سے بالکل بدل گئی ہے؟ یا پھر اس شخص کے پیروکاروں نے اپنے اوپر ایسے امور لازم کر لیے ہیں جن سے ہم واقف نہیں ہیں؟

ایسی بیعتیں جو کچھ شرائط کے ساتھ مشروط تھیں' مثال کے طور پر شیخ ابو حمزہ المہاجر رحمہ اللہ کی مشروط بیعت جو انہوں نے شیخ ابو عمر البغدادی رحمہ اللہ سے لی، اور انہوں نے بیعت لیتے وقت یہ شرط رکھی کہ شیخ ابو عمر المہاجر؎ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے تابع رہیں گے اور ان کے ذریعے سے ملا محمد عمر رحمہ اللہ کے تابع بھی رہیں گے۔ پھر شیخ ابو عمر رحمہ اللہ نے اقرار کر لیا اس بات کا۔ اور یہ بات ہم تک شیخ ابو حمزہ رحمہ اللہ نے پہنچائی اور اسی بات کی تائید ان کے بعد ان کے نائبین نے بھی کی۔

۴۔ خلیفہ کی اہم صفات کیا ہوتی ہیں؟

فقہانے خلیفہ کی کئی شروط بتائی ہیں۔ مگر میں صرف اس شرط پر توجہ مرکوز رکھوں گا جو کہ آج کل کے لوگوں کے ذہنوں سے بالکل غائب ہو چکی ہے۔ اور وہ شرط 'جامع عدل' ہے۔ یہ عدل ہر شرعی عہدہ اور منصب کے لیے شرط ہے۔ لہٰذا یہ اہل حل و عقد کے انتخاب کے لیے بھی شرط ہے، اور جسے خلافت کی ذمہ داری کے لیے سوچا جائے اس کے لیے بھی شرط ہے، سو جس کی عدالت میں بھی جرح یا جہل ہو وہ کسی بھی شرعی عہدہ کے لیے نامناسب ہوتا ہے۔ اسی کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّيجَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِيقَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِيالظَّالِمِينَ (البقرۃ: ۱۲۴)

''یاد کرو جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورا اتر گیا، تو اس نے کہا: ''میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں''۔ ابراہیم نے عرض کیا: ''اور کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے''۔

امام قرطبیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں ابن خویز منداد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے:

''ابن خویز منداد کہتے ہیں: اور ہر وہ شخص جو ظالم ہو وہ نہ نبی ہو سکتا ہے، نہ خلیفہ، نہ حاکم، نہ مفتی، نہ نماز میں امام بن سکتا ہے، اور اس کی اس روایت کو بھی قبول نہیں کیا جاتا جسے وہ صاحب شریعت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت کرے، اور نہ ہی احکام کے اندر اس کی گواہی قبول کی جاتی ہے''۔ (تفسیر القرطبی۔ ج:۲ص:۱۰۹)

اور میں یہاں چاہوں گا کہ اپنے مجاہد بھائیوں کو نصیحت کروں، خود مجھے ان سے زیادہ اس نصیحت کی ضرورت ہے، لہٰذا میں ہر مجاہد بھائی سے کہتا ہوں:

اس شخص کے علاوہ کسی کو قتل مت کیجیے جس کے بارے میں آپ کو یقین ہو کہ یہ اسلام کا دشمن ہے یا جنگ کا مستحق ہے، اور جان لیں کہ آپ کا امیر روز قیامت آپ کو کچھ بھی فائدہ نہ دے گا، اور خبردار رہیے اس بات سے کہ آپ کے امیر کا کوئی سیاسی مقصد ہو یا کسی مخالف سے دشمنی ہو یا کسی عہدے و منصب کے حصول کے لیے جھگڑا ہو، اور وہ آپ کو اپنی لڑائی کے لیے استعمال کرے۔

اور کسی شخص کی تکفیر مت کیجیے سوائے اس کے جس کے کفر کو آپ اچھی طرح جانچ چکے ہوں، اور اپنے آپ کو 'امت' کا قائم مقام مت بنائیں کیونکہ آپ سے روز قیامت اکیلے حساب کتاب لیا جائے گا۔

آپ کا امیر قیامت کے دن ذرہ برابر بھی آپ کو کوئی فائدہ نہیں دے سکے گا، بلکہ وہ تو خود کسی کا محتاج ہو گا جو اسے حساب سے نجات دلا دے۔ اور اللہ کا یہ فرمان یاد رکھیے:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُتَعَمِّداً فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيهَا وَغَضِبَ اللهُ عَلَيهِ وَلَعَنَهٗ وَأَعَدَّ لَهٗ عَذَاباً عَظِيماً (النساء: ۹۳)

''اور جس کسی نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا تو اس کی سزا جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اللہ اس پر غضب ناک ہوا اور اللہ کی لعنت ہے اس پر اور اللہ نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے جو اس حدیث کی تخریج کی ہے، اس کو بھی یاد رکھیں۔ فرماتے ہیں:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ''حرقہ'' کی جانب بھیجا، ہم صبح کے وقت ایک قوم کی طرف پہنچے جسے ہم نے شکست دے دی، اور میں نے اور ایک انصاری آدمی نے اس قوم کے ایک فرد کو دیکھا، جب ہم اس پر غالب آ گئے تو اس نے کہا: لا الہ الا اللہ۔ انصاری آدمی فوراً پیچھے ہٹ گیا تو میں نے اپنے تیر سے اس (قوم کے) آدمی کو نشانہ بنایا اور اُسے قتل کر دیا، پھر جب ہم کھڑے ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے اور فرمایا: اے اسامہ! کیا تم نے اسے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد بھی قتل کر دیا؟ میں نے کہا: وہ تو صرف جان بچانے کے لیے یہ کہہ رہا تھا۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس جملے کو اتنی بار دہرایا کہ میرا دل چاہا کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوتا''۔ (صحیح بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب بیعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامۃ بن زید الی الحرقات من جھینۃ۔)

اس پر میں اکتفا کرتا ہوں۔ اس سے اگلی مجلس میں ان شاء اللہ میں اس موضوع سے متعلق بعض سوالات اور شبہات کو مختصراً پیش کروں گا۔

اور میں آپ کو اس اللہ کے حوالے کرتا ہوں جس کے حوالے کرنا کبھی بے سود نہیں ہوتا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ وصحبہ وسلم۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

☆☆☆☆☆

کوئٹہ ہسپتال حملہ، جہاد کو بدنام کرنے کی ایک اور سازش

استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ، ترجمان جماعت القاعدہ برصغیر

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ

۸ اگست کو کوئٹہ کے سول ہسپتال میں دھماکہ ہوا جس میں کم و بیش ۷۳ افراد جاں بحق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس واقعے کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ عوامی مقامات پر دھماکوں کی صورت میں مسلمان عوام کو دہشت زدہ کرنے اور انہیں نقصان پہنچانے کے حوالے سے مجاہدینِ القاعدہ کا انتہائی سخت مؤقف ہے جو ساری دنیا جانتی ہے؛ یہ خاص القاعدہ کا مؤقف نہیں بلکہ شرعی اسلامی مؤقف ہے جو ہر مومن اور ہر مجاہد کا مؤقف ہونا چاہیے۔ اس موقع پر اس مؤقف کی تکرار کیے بغیر ایک اہم امر کی طرف پاکستانی عوام کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ظالم فوج اور خائن حکمرانوں کو چھوڑ کر عوامی مقامات پر دھماکے کرنے کے یہ واقعات درحقیقت جہاد کو بدنام کرنے کی کوشش ہیں۔ ہر ایسی کارروائی جس کا ہدف نہتے عوام ہوں درحقیقت ملکی خفیہ ایجنسیوں اور شریعت سے آزاد مجرم افراد کے گٹھ جوڑ کا نتیجہ ہوتی ہے۔ ایسی کوششیں دوسرے ممالک میں بھی آزمائی گئی ہیں جہاں جہاد اور مجاہدین سے مسلمانوں کو متنفر کرنے کے لیے ملکی خفیہ ایجنسیوں نے جہاد سے منسوب بعض مجرمین کو اپنے ساتھ ملایا اور مسلمان عوام کا مجاہدین کے نام پر قتل کیا۔ یہ سازشیں تب بھی ناکام رہیں اور یہاں بھی ان شاء اللہ نامرادی کا منہ دیکھیں گی۔ 'نظام کفر کے مسلح چوکیداروں سے عداوت جب کہ مسلمان عوام کی حفاظت اور ان پر شفقت' جہاد اور مجاہدین کی پہچان ہے۔ ہندوستان اور پاکستان دونوں پر قابض یہ افواج شریعت کی دشمن، مسلمانوں کی قاتل اور نظام کفر کی محافظ ہیں، ان سے نفرت اور دشمنی جب کہ مظلوم مسلمانوں کی حمایت اور نصرت ہی جہاد کی کسوٹی ہے اور اسی راستے سے ان شاء اللہ شریعتِ محمدی علی صاحبہا السلام قائم ہوگی۔ اس موقع پر مجاہدین اور مسلمان عوام کو جہاد مخالف ہر سازش کے خلاف ایک صف بن کر کھڑا رہنا ہے تاکہ ظلم کی یہ رات عدل کے پرنور صبح میں تبدیل ہو جائے۔ یہ حقیقت بھی مدنظر رہے کہ اللہ کے محبوب راستے جہاد کو بدنام کرنے کے لیے دنیا جہاں کے کافر و منافق، حکومتیں، افواج اور ان کے آلۂ کار سب سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور پھر ہر سمت سے حملہ آور ہو جائیں، تب بھی یہ جہاد جاری و ساری رہے گا ان شاء اللہ۔ اس لیے کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ بس آزمائش ہماری ہے کہ کون کس کے پلڑے میں اپنا وزن ڈالتا ہے۔

وَاللهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهٖ وَلَاكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُون

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ أجمعین

جنگ جاری رہے...

مولانا عاصم عمر دامت برکاتہم العالیہ

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ

"تحقیق کہ ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اتاری اور میزان اتارا اور ہم نے لوہا اتارا جس میں سخت قوت ہے"۔

اگر کوئی اس عدل و انصاف والے نظام کو تسلیم نہ کرے، اس کو اپنے ملک میں نافذ نہ کرے، قوت کے زور پر اس کا راستہ روکے، اللہ کی مخلوق کو اس کی برکتوں سے محروم رکھنے کی کوشش کرے، وہ صرف اس لیے نفاذِ شریعت کا مخالف ہو کہ اس کی شراب و کباب کی محفلیں ختم ہو جائیں گی، اس کی رنگ رلیاں اور حیوانی خواہشات پوری نہ ہو سکیں گی، تو ہم نے اس کتاب کے ساتھ لوہا اتارا ہے، جو ایسے ہٹ دھرم لوگوں کو راستے سے ہٹائے گا جو اس حق و انصاف والے نظام کے راستے میں رکاوٹ بنیں گے، جو اس کی مخالفت کریں گے

فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْد

"اس لوہے میں جنگ کا سامان ہے، اس میں بڑی قوت ہے"۔

امام نسفیؒ تفسیر مدارک میں فرماتے ہیں:

"اس آیت میں جن تین چیزوں کو بیان کیا ہے یعنی قرآن، میزان اور لوہا۔ ان تینوں میں مناسبت یہ ہے کہ قرآن شریعت کا قانون اور دستور ہے جو امن و انصاف کا حکم کرتا ہے اور اللہ کی بغاوت و سرکشی سے روکتا ہے، انصاف کا قیام اور ظلم سے بچنا یہ کسی آلے اور پیمانے کے ذریعے سے ہو سکتا ہے، یہ میزان ہے، اور یہ کتاب یعنی قرآن مسلمانوں کو تلوار کے استعمال پر ابھارتی ہے، جو کہ مانعینِ شریعت اور منکرین کے لیے اللہ کی طرف سے حجت ہے۔ یہی لوہا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے "باس شدید" سے تعبیر کیا ہے"۔

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں:

"اس میں اشارہ ہے کہ قرآن اور میزان کو قائم کرنے کے لیے تلوار کی ضرورت ہے تاکہ امن و انصاف قائم کیا جا سکے کیونکہ ظلم بعض لوگوں کی خصلت میں شامل ہوتا ہے"۔

علامہ شنقیطیؒ اضواء البیان میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اس آیت اور پچھلی آیت میں یہ بیان فرمایا ہے کہ دین کے نفاذ کا دارومدار دو باتوں پر ہے: ایک کو (وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيْزَانَ) میں بیان کیا یعنی قرآن اور میزان، کیونکہ اس میں دلائل، براہین اور حجتیں ہیں، پھر جب کوئی اس کو ماننے سے انکار کرے، اس کے نفاذ کا انکار کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے لوہا اتارا یعنی تلوار، نیزے اور تیر سے ان کو قتل کرنا"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کو یوں بیان فرمایا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ بِالسَّيْفِ حَتَّى يُعْبَدَ اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي

سوائے ایمان والو! تم اس قوت کو تیار کر کے رکھنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ

تاکہ تمہیں اپنے حقوق کے لیے کافروں سے بھیک نہ مانگنی پڑے، تمہیں دردر کی ٹھوکریں نہ کھانی پڑیں، تمہاری عزتیں اللہ کے دشمنوں کے رحم و کرم پر نہ ہوں، کہ وہ جب چاہیں ان کو پامال کر دیں، تمہیں اس دنیا میں کافروں کی غلامی کے لیے نہیں بھیجا گیا بلکہ اس دنیا کا امام بنا کر بھیجا گیا ہے۔

اور اگر جہاد چھوڑ دیا تو پھر ذلت ہی ذلت ہے یہ ذلت اس وقت تک رہے گی جب تک کہ جہاد کی طرف دوبارہ واپس نہ لوٹ آئیں، آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالعِينَةِ وَ أَخَذْتُمْ أَذْنَابَ البَقَرِ وَ رَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ وَ تَرَكْتُمُ الجِهَادَ سَلَّطَ اللهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ

"جب تم عینہ کی تجارت میں لگ جاؤ گے اور گائے کی دُم پکڑ کر بیٹھ جاؤ گے اور کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ گے اور جہاد کو چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جو تم سے اس وقت تک نہیں ہٹے گی جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہ آ جاؤ"۔

لیکن یہ بھی یاد رکھنا کسی کا جہاد میں نہ آنا اللہ کے دین کو نقصان نہیں پہنچائے گا، اگر قوم کے اہلِ علم نہ آئیں، اگر قوم کے مال دار نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا، فرمایا:

إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ (التوبۃ: ۳۹)

اور فرمایا:

وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ (محمد: ۳۸)

اللہ ایسے جوان مردوں کو بھیجیں گے جو نفاذِ شریعت کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے، جانوں کے سودے کر دیں گے، موت کو خوشی خوشی گلے لگا لیا کریں گے، اس کے نظام کو غالب کرنے کے لیے اس کی شریعت کو نافذ کرنے کے لیے، اللہ تعالیٰ ایسے دیوانے پیدا فرمائیں گے کہ عشقِ الٰہی ان کے سینوں میں موجیں مارتا ہو گا، اپنے رب سے ملاقات کے

لیے وہ ایسے تڑپتے ہوں گے جیسے مچھلی پانی کے بغیر پھڑ پھڑایا کرتی ہے، وہ عشق و جنوں کی ایسی تاریخ رقم کریں گے کہ تاریخ بھی عش عش کر اٹھے گی۔ اہلِ عشق، عشق کے قرینے ان سے سیکھیں گے، اہلِ وفا اپنی وفا پر ندامت محسوس کیا کریں گے، یہ وہ دل والے ہوں گے جو میری محبت میں میرے دین کی محبت میں میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے قرآن کی محبت میں جسموں پر بارود سجا کر زبان سے نعرہ توحید لگا کر، اس جان کو اللہ کو بیچ دیں گے جس کو بچانے کے واسطے دنیا کے بندے اپنی آخرت بیچ رہے ہوں گے، بارود سے بھری گاڑیاں لے کر اللہ کے دشمنوں کی صفوں میں اس ناز و انداز سے گھس جایا کریں گے کہ جنت کی حوریں بھی ان پر رشک کیا کریں گی، یہ موت کے پیچھے بھاگنے والے ہوں گے جس طرح اہلِ ہوس زندگی کے پیچھے بھاگ رہے ہوں گے۔ موت اُن سے خوف کھائے گی جن سے دنیائے کفر خوف کھاتی ہو گی۔

اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کتاب کے نظام اور اس کی شریعت کو دنیا میں نافذ کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ ہم نے یہ کتاب یوں ہی نہیں اتاری اور نہ ہی ہم نے اس دنیا کو عبث پیدا کیا ہے۔ اس کا ایک مقصد ہے، اس کتاب کو اور انبیاء کو بھیجنے کا ایک مقصد ہے کہ دنیا میں موجود ہر نظام کو مٹا دیا جائے۔ جس رب نے یہ دنیا بنائی اسی کا نظام انسانیت کی کامیابی کا ضامن ہے، اسی کی طرزِ زندگی دنیا میں چلنی چاہیے، ورنہ ہر طرف تباہی پھیل جائے گی، ہر طرف بربادی کا راج ہو گا، جب نظام ہی ظالمانہ ہو گا تو خلقِ خدا کو کیونکر انصاف مل سکے گا، ظالم حکمرانی کریں گے، کمزوروں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح کچل دیا جائے گا، اس لیے اس دنیا میں اسی کتاب کا نظام نافذ ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن اہلِ کشمیر کو جہاد پر بلا رہا ہے۔ کشمیر کے مسلمانوں کو شہیدوں کا خون غیرت دلا رہا ہے، اس جہاد کو از سرِ نو کھڑا کرنے کے لیے، آزاد قبائل کی سرزمین سے کشمیر کی آزادی کے لیے، سرینگر کے لال چوک پر اسلام کا پرچم لہرانے کے لیے، آزاد افغانوں کی دھرتی سے مقبوضہ ہندوستان کی آزادی کے لیے... تاریخ خود کو دہرانے والی ہے۔ سرزمینِ افغان سے ہندستان کی طرف قافلے رواں دواں ہیں... کسی خفیہ اشارے پر نہیں، کسی حکومتی پالیسی کی بنیاد پر نہیں... صرف اللہ کا حکم مانتے ہوئے، صرف اسی کے بھروسے پر... غزنوی و غوری کی یاد تازہ کرنے کے لیے... اور نگ زیب و ابدالی کے روندے ہوئے راستوں کو پھر سے روندنے کے لیے... دہلی میں کھڑے قطب مینار کی عظمت مسلمانوں کو واپس دلانے کے لیے... دہلی کے لال قلعہ پر اسلام کا جھنڈا پھر سے لہرانے کے لیے... اور دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر امیر المومنین کا خطبہ پھر سے گونجنے کے لیے... نہیں، نہیں... یہ کسی شاعر کا خواب، نہیں!... یہ ان اللہ والوں کا خواب ہے جنھوں نے اپنے رب کی مدد سے اس سے پہلے خوابوں کو بھی سچی تعبیر دی ہے... افغان سرزمین پر روس جیسی سپر پاور کو ذلت کی شکست کا خواب... اس کے بعد اللہ کی سرزمین پر اللہ کا نظام نافذ کرنے کا خواب... عالمِ اسلام کے بچے بچے کی زبان پر امیر المومنین کا لفظ عام کرنے کا خواب... اور اس کے بعد فرعونِ وقت امریکہ کی طاقت کا گھمنڈ اسی سرزمین پر چکنا چور کر دینے کا خواب...!!!

اے کشمیر کے غیور مسلمانو! اے نوّے ہزار شہیدوں کے وارثو! اے ہندوستان میں بسنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو! یہ دور سچے خوابوں کا دور ہے... ان خوابوں کی سچی تعبیر کا دور ہے... یہ اسلام کی سربلندی اور کفر کے ٹوٹ کر بکھر جانے کا دور ہے۔ سو یقین جانئے! ہم اور ہمارے ساتھی کشمیر و دہلی پر اسلام کا پرچم لہرانے کے خواب دیکھ رہے ہیں... ہندو حکمرانوں کو زنجیروں میں جکڑ کر لاتا ہوا دیکھ رہے ہیں... آیئے آپ بھی ان قافلوں کے راہی بن جایئے... سرزمینِ خراسان میں ہی اپنا مسکن بنا لیجیے... کشمیر کی آزادی اور بھارت کی بربادی کا خواب، آزاد سرزمین پر رہ کر ہی سچا ہو سکتا ہے... آزاد جہاد کے لیے آزاد سرزمین...! آیئے اس قافلے میں شامل ہو جایئے!!!

یاد رکھیے! جہاد کے بغیر اسلام آزاد نہیں ہو سکتا، کفر کی قوت توڑے بغیر اسلام کا غلبہ ممکن نہیں۔ فریادوں، قرار دادوں، منّتوں اور ساجتوں سے قوموں کو آزادیاں نہیں ملا کرتیں۔ قتال کا راستہ چھوڑ کر خالی مظاہروں اور دھرنوں کی وجہ سے بھلا ظالم کو کیا ضرورت کہ وہ آپ کی فریاد سنے۔ ہمارا دشمن تو مذاکرات کی بات ہی اس لیے کرتا ہے، جب اس پر جہادی ضربیں لگتی ہی، اس کی طاقت کا غرور خاک میں ملتا ہے۔ وہ یہ سمجھ جاتا ہے کہ مسلمانوں میں اتنی قوت ہے جو ہمارا مقابلہ کر سکیں، لہٰذا وہ ہم سے طاقت سے لڑتے ہوئے ڈرتا ہے۔ اس کو ہماری تاریخ کا علم ہے، چنانچہ وہ مکاری و عیاری سے کام لیتا ہے، ہمیں امن کا درس دیتا ہے، جمہوری طریقوں سے اپنے مطالبات منوانے کی تلقین کرتا ہے، حالانکہ انہی جمہوری طریقوں سے تو ان ظالموں نے تمام عالمِ اسلام کو اپنا غلام بنایا ہوا ہے۔

یاد کیجیے! جموں و کشمیر کے چپے چپے کو آپ کے اور ہمارے پیاروں نے اپنی جوانی کے لہو سے گلزار بنایا ہے۔ لہٰذا اس جہاد کو جاری رکھا جائے گا... جو وعدے اپنے شہید ساتھیوں سے کیے تھے اللہ کی مدد سے ان کو پورا کیا جائے گا... وہ عہد و پیمان جو برفانی راتوں میں باندھے گئے ان کو نبھایا جائے گا... نفاذِ شریعت تک... کشمیر کے گلشن پر اسلامی نظام کی بہاریں لانے تک... شریعت یا شہادت تک...!!!

ز ورِ بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے
آج تک کوئی قفس ٹوٹا نہیں فریاد سے

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

”ہر جنگ غلط اور باعثِ فتنہ ہے، مگر اس کے جو اللہ کی راہ میں ہو“۔
شیخ انوار العولقی رحمہ اللہ

سرزمینِ حرمین کی پکار!

شیخ حمزہ بن اسامہ بن لادن حفظہ اللہ

ان الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین! اما بعد!

یہ پیغام عموماً اُمت اسلام اور خصوصاً بلادِ حرمین کے باسیوں کے لیے ہے جو کہ عظیم فاتحین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اولاد ہیں... جن کے آباؤاجداد نے دنیا کے طول و عرض کو اسلام کی روشنی سے منور کیا... قریش اور عتیبہ کے معززین، بنی تمیم، حرب اور جہینہ کے باوفا سپوت، زہران و غامد کے عقاب، بنی شہر اور خوالد کے شیر، قبیلہ دوسر کے شاہین، قبیلہ شمر الکواسر کے ابطال، نشامی، مطیر و قحطان اور تمام کے تمام قابل عزت و قابل فخر قبائل! معزز و مکرم شیوخ اور بہادر و غیور نوجوانو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ آپ کی قدر و منزلت میں اضافہ کرے، آپ کے رزق میں برکتیں عطا فرمائے، جائز خواہشات کو پورا فرمائے اور فردوسِ اعلیٰ آپ کا مسکن ہو... میں آپ سے اس بڑھتے ہوئے ظلم و سرکشی کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں جس کا سامنا بلادِ حرمین کے رہنے والے کر رہے ہیں... یہاں شریعت کی مخالفت حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے جس کے مرتکب ہمارے ملک کے حاکم ہیں، جنھوں نے کفار سے دوستی اور مسلمانوں سے عداوت پالی ہوئی ہے... یہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کے خلاف فیصلے کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے سود کو حلال کر رکھا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اسے حرام قرار دے چکا ہے... جہاد فی سبیل اللہ ' جسے اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہے اسے یہ لوگ حرام کر چکے ہیں اور اس کے علاوہ بھی یہ لوگ بہت سے کبائر میں مبتلا ہیں... حسبنا اللہ ونعم الوکیل...

ہم چاہتے ہیں کہ سنجیدگی سے بلادِ حرمین کے نازک حالات پر غور کریں اور تبدیلی اور اصلاح کی طرف دعوت دینے والوں پر پہلے سے ہی فتویٰ بازی نہ کریں... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن ربیعہ 'جب کہ وہ کافر و مشرک تھا' سے کہا تھا:

''اے ابو ولید کیا تم اپنی بات مکمل کر چکے؟''

اس نے کہا: ''جی ہاں''...

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب میری بات سنو''... اس نے کہا ٹھیک ہے... اسی موضوع سے متعلق میں آپ کے سامنے دو احادیث مبارکہ رکھتا ہوں یہ احادیث خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں جو مسلمانوں کے لیے راہ نجات ہیں... امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اسے چاہیے کہ وہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی استطاعت نہ پائے تو زبان سے منع کرے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے''...

اسی طرح امام مسلم نے ایک اور حدیث روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے سے پہلے جتنے نبی بھی مبعوث کیے گئے ان کے حواری، امتی اور ساتھی ہوتے تھے جو اپنے نبی سے احکام لیتے اور ان پر عمل کرتے، پھر ان کے بعد ایسے لوگ جانشین ہوئے جو کہتے کچھ تھے اور کرتے کچھ... پس جو کوئی ایسے لوگوں سے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے... اور جو کوئی ایسے لوگوں سے زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو کوئی ایسے لوگوں سے دل میں جہاد کرے وہ مومن ہے... اس کے علاوہ کسی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوتا''...

اے میرے عزیزو! اس سے پہلے کہ ہم بات کو آگے بڑھائیں ان نیک لوگوں کا تذکرہ کرنا ضروری ہے جو یہ مبارک کوششیں کرتے ہوئے ہم سے سبقت لے گئے... انہوں نے اصلاح کی خاطر حکومت وقت کو نصیحتیں کیں، علما اور داعیان کے ساتھ مل انجمنیں بنائیں لیکن حکمران خاندان نے اس حکمت و دانائی سے دی جانے والی دعوت کا جواب اس طرح دیا کہ علما اور داعی حضرات کو پابند سلاسل کیا، ملک بدر کیا اور اس طرح کی کئی مختلف سزائیں دیں... جب انہوں نے مصلحین کے لیے سب دروازے بند کر دیے اور صلیبیوں کے لیے اپنی پالیسیاں نرم کیں، ان کے لیے اپنے ہوائی اڈے اور بحری اڈے کھول دیے... تب نیک لوگوں نے ارادہ کیا کہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر عمل کیا جائے:

''مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دو''...

انہوں نے حجاز میں امریکی صلیبیوں کے اہداف کو نشانہ بنایا اور واضح کیا کہ وہ اپنے ملک کے سرکاری افسروں اور پولیس کے خلاف جنگ نہیں کریں گے مگر حکومت اور اس کے اداروں نے صلیبیوں کا دفاع کیا اور ان کی جنگ خود لڑی اور بہت سے ایسے نوجوان مجاہدین شہید کیے جنھوں نے افغانستان کے معسکرات سے تربیت لی تھی، علما، طلبہ اور ایسے فاضل نوجوانوں کی بڑی تعداد کو 'جو معاشرے میں (اپنے علم و فضل کی بدولت) بہت معروف تھے اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے' گرفتار کیا اور پھانسی کے پھندے پر چڑھا دیا گیا...

اللہ تعالیٰ ان پر اپنی بے بہار رحمتیں نازل کرے اور انہیں وسیع جنتوں میں جگہ دے...

اس سرکشی کے مقابل ہمارا یہ پیغام، اصلاح کا پیغام ہے... یہ پکار امریکہ کے حمایتیوں کے خلاف بغاوت کی پکار ہے... یہ دعوتِ عام ہے کہ اپنے اپنے ممالک کو امریکی و صلیبی قوانین اور ان کے حمایت یافتہ لوگوں سے آزاد کراؤ جو مسلمانوں کی داخلی و خارجی پالیسیوں پر قابض ہیں... یہ پیغام پکار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کا امیر، غریب، فقیر، مسکین، وزیر پر مکمل اس طریقے سے نفاذ کیا جائے جیسا کہ اس نے احکام نازل کیے ہیں... یہ ایسی پکار ہے جو توحید کے کامل نظریہ کو قبول کرنے اور اسے نافذ کرنے کی طرف دعوت دیتی ہے، ایسی توحید جس میں توحیدِ حاکمیت بھی شامل ہو اور شرک سے برسرِ جنگ اور مملکت میں قائم

نظامِ شرک سے برأت کا اظہار کرتی ہو... یہ پیغام سرکش اور باغی مرتدین و منافقین کا رد ہے... یہ پیغام تبدیلی کے لیے ابھارتا ہے... مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس پیغام کو اپنی زبانوں، تحریروں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے پھیلائیں... یہ پکار بلادِ حرمین کے حقوق ادا کرنے کی پکار ہے جو کہ امت پر امانت ہے... یہ مرحلہ امت کے لیے قربانی و آزادی کا ہے! ایسی قربانی جو اسے شرف و بلندی کی طرف لے جائے گی اور دنیا کی قیادت پہلے کی طرح اس امت کے ہاتھ آجائے گی... یہ پیغام ہے قیدی مرد اور پاک باز مطہر خواتین کو آزادی دلانے کا... یہ حقیقی عزت کی طلب ہے... یہ آزادی کی دستک ہے...

یہ پکار ہے کہ سوچ اور سمجھ کے دھاروں کو جکڑ بندیوں سے آزاد کرایا جائے اور آلِ سعود کی پابندیوں سے نجات دلائی جائے... یہ دعوت 'مجرم آلِ سعود سے بغاوت کی دعوت ہے، یہ وہ خاندان ہے جس نے سرزمینِ عرب کو قیصر و کسریٰ جیسی مملکت بنایا ہوا ہے، اپنے نام پر اُنہوں نے اس ملک کا نام رکھا ہے، اس کے معدنی وسائل اور قدرتی ذرائع پر قبضہ کر رکھا ہے، یہاں کے رہنے والوں کے حقوق ہضم کر لیے گئے ہیں، اس کے رہنے والوں پر ہر طرح کا ظلم و ستم روا رکھا گیا ہے اور پورا بلاد ان کے قبضے میں ہے... یہ پکار ہے کہ اس زمین کے وسائل 'اُن کے حقیقی حق داروں میں منصفانہ طور تقسیم ہوں... پکار ہے بڑے بڑے لٹیروں کا محاسبہ کرنے کی، جو امت کے اموال کو عیاشیوں اور شہ خرچیوں میں برباد کر رہے ہیں... یہ پکار غریب کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کے لیے ہے اور قرض دار کی پریشانیاں دور کرنے کے لیے ہیں...

بلادِ حرمین میں رہنے والے ہمارے محبوب بھائیو! ہماری مبارک سرزمین وہ زمین ہے جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے گھر کی تعمیر کے لیے چنا... یہ پہلی عبادت گاہ ہے جو انسانوں کے لیے بنائی گئی اور اس کی اہمیت اور فضیلت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں... لوگوں کے دل اس کی طرف کھچے چلے آتے، اہلِ ایمان اس کی طرف چہرے رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں... اپنی ضروریات کو پورا کرنے اور حاجت روائی کے لیے اس کی زیارت اور عمرے کی غرض سے آتے ہیں... اس پر اپنی روحیں فدا کر سکتے ہیں... جو اس سرزمین کے خلاف اقدام کرے اس کو خوب جواب دیتے ہیں... یہ سب باتیں اس ملک کی تقدیس میں اضافہ کرتی ہیں... ہمارا اس سرزمین کو بہت سے خصوصی امتیازات بھی حاصل ہیں... مثلاً اس کا اقتصادی، جغرافیائی محلِ وقوع نہایت اہم ہے کہ یہ دنیا کے قلب (درمیان) میں واقع ہے... یہ ملک کئی بڑے سمندروں کے ساتھ متصل ہے ان وجوہات کی بنا پر یہ ایک بڑے علاقے پر حکومت کر سکتا ہے... سمندری راستوں سے ہونے والی عالمی تجارت پر بھی اثر انداز ہو سکتا ہے... تیل اور دوسری معدنیات یہاں سے نکلتی ہیں، اور اس کے علاوہ دیگر خصوصیات... اسے اسلام کی سربلندی کے لیے چننا حکیم و خبیر کی عظمت پر دلالت کرتا ہے، جو کہ تمام غیبی امور کو جاننے والا ہے کہ اس نے اس سرزمین کو ایسی فضیلت والے مقصد کے لیے چنا... اور اس علاقے کو آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن بنایا تاکہ ان کا عالم گیر پیغام ہر طرف پھیل جائے... آخری نبی سیدنا و نبینا و حبیبنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی طرف بھیجا... فرمانِ الٰہی ہے:

''ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''...

بلادِ حرمین' سرزمینِ وحی اور نزولِ قرآن کا شہر اور زمین کے مشرق و مغرب میں پھیلنے والی اُس اسلامی خلافت کا پہلا دار الخلافہ ہے جس کی برکات سے پوری انسانیت مستفیض ہوئی... اس سرزمین کی اہم جغرافیائی و اقتصادی اہمیت کی وجہ سے ہمارے پیغامات سلسلہ وار اس عنوان سے سامنے آئیں گے:

''اہلِ حرم کا انقلاب بہترین امت کی قیادت میں پوشیدہ ہے''۔

جس میں ہم واضح کریں گے کہ بلادِ حرمین میں تبدیلی پوری امت کے لیے نفع بخش ہو گی... اسی طرح یہ خطہ ایک مرتبہ پھر امت کی قیادت کرے گا جس طرح ماضی میں کرتا رہا، تاکہ اس کی قیادت میں ہماری امت اسلام کو ایک دفعہ پھر عزت ملے اور تمام امتوں پر اس کا غلبہ ہو... ہر چوٹی پر شریعت کا جھنڈا بلند ہو، دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے... اور ہمارا یہ پیغام اس لیے بھی ہے تاکہ ہم اصلاح کرنے والوں اور تبدیلی کے داعیوں کے ساتھ مل کر کوشش کریں اور ہماری کوششیں ہمارے ان بھائیوں اور مشائخ سے بھی منسلک ہو جائیں جو کہ سرزمینِ ایمان و حکمت 'یمن میں رہتے ہیں تاکہ اس مبنی ظلم نظام کو ختم کرنے کے لیے ہم متحد ہو جائیں اور شانہ بشانہ چلیں...

یہ تلخ حقیقت ہے کہ اس سرزمین پر مسلط آلِ سعود امت کے دشمن ہیں... انہیں امت سے محبت تو دور کی بات، یہ اس امت کے ادنیٰ معاملات سنبھالنے کے لائق بھی نہیں ہیں! آپ ان سے ان کے دوستوں اور محبین کے بارے میں پوچھ لیجیے! ان کا میڈیا آپ کو پوری وضاحت سے بتلائے گا کہ ان کے دوست اور محب کلنٹن، بش، ملکہ وکٹوریہ، ٹونی بلیئر، اوباما، حسنی مبارک، ابن علی اور سیسی جیسے اسلام دشمن، صلیب کے امام اور مرتدین کے سردار ہی ہیں... جب کہ مجاہد رہ نماؤں اور مہاجر و انصار مثلاً شیخ عبداللہ عزام، انور شعبان، احمد یاسین، قائد خطاب، اسامہ بن لادن، ملا محمد عمر اور ابی مصعب الزرقاوی رحمہم اللہ وغیرہ سے ان ان دشمنی ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے! اس صورت حال میں کیا یہ معقول بات ہے کہ ہم اپنی امت کے مقدس مقامات کی قیادت اس کے دشمنوں یا دشمنوں کے دوستوں کے ہاتھ میں تھمادیں؟

میرے محبوب بھائیو! ہمیں چاہیے کہ ہم اس بات کا شعور کریں کہ حرمین شریفین اور مقدس مقامات امانت ہیں جن پر ہمیں امین بنایا گیا ہے... ہم پر واجب کہ ہم وفاداروں کی طرح ان کا حق ادا کریں... اس امانت کا حق ادا کرنے میں سب سے اہم فریضہ یہ ہے

کہ اس کا دفاع کیا جائے،اسے دشمنوں سے بچایا جائے اور باغی و سرکش کو ڈرا کر رکھنے اور مکر و فریب کرنے والوں کے سدباب کے لیے ہر قیمتی سے قیمتی چیز کو اس کی راہ میں قربان کر دیا جائے...روافض کی خفیہ چالیں اور لشکروں کے بارے میں سب کو معلوم ہے جو کہ حرمین کی طرف داخلی و خارجی کئی سمتوں سے حملہ آور ہیں...یہ رافضی لشکر چند دنوں میں ہی پیدا نہیں ہوگئے بلکہ یہ منظم طور دو دہائیوں سے آہستہ آہستہ اپنے مکر و فریب کے تانے بن رہے ہیں، یہاں تک کہ یہ یمن کے دارالحکومت صنعاء اور دیگر شہروں تک پہنچ گئے حسبنا اللہ ونعم الوکیل...ان میں سے ایک نے واضح کہا تھا کہ ہم چند سالوں تک مکہ مکرمہ پہنچ جائیں گے...مگر دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ آل سعود تسلسل کے ساتھ بڑھنے والے اس لشکر کو روک نہ سکے...انہوں نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ ان کا لشکر کمزور ہے اور روافض کے ایک معمولی سے لشکر کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا...کیا حال ہو گا جب روافض پورے ملک سے جنگ کریں گے؟آل سعود نے ثابت کیا کہ ان کی عسکری قیادت ،جنگی میدان میں بری طرح ناکام ہے اور سیاسی طور پر وہ امریکی دباؤ کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں...اسی لیے مختلف امریکی وفود نے کوششیں کیں کہ وہ یمن کے مسئلے میں کامیابی حاصل کر سکیں...جب کویت میں جنگ بندی کی کوشش کی گئی تو آل سعود اور اس کے حامیوں نے اس کوشش کو ضائع کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا اور شہر مقلاء میں انصار شریعہ کے مجاہدین پر اس وقت حملہ کیا جب انصار شریعہ کے بھائی حوثیوں کے ساتھ میدانِ قتال سجائے ہوئے تھے اور ان کی چالوں اور دشمنی کا مقابلہ کر رہے تھے...ہمارے بھائیوں نے وہاں عظیم قربانیاں دی ہیں...مجاہد بھائیوں نے مقلاء میں حتی المقدور فلاحی کام کیے جس کی گواہی ہر عام و خاص نے دی...ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان قربانیوں اور مجاہدین کو قبول کرے انہیں بہترین بدلے سے نوازے...لیکن آل سعود نے ان کے معاملات کا لحاظ کیا نہ ہی انہیں حوثیوں سے قتال کرنے دی اور نہ ہی مسلمانوں کے درمیان شریعت کو نافذ کرنے دیا...اس سب کے علی الرغم آل سعود نے مسلمانوں سے خیانت کی اور مجاہدین پر یمن میں حملہ کر کے حوثیوں کا بالفعل دفاع کیا،نہ ہی حوثیوں کے خلاف خود لڑے اور نہ ہی مجاہدین لڑنے دیا جو کہ اُنہیں میدان جنگ میں مات دینے کے قابل بھی تھے...ان سب معاملات سے دو اہم خطرناک باتیں واضح ہوتی ہیں:

۱۔ آل سعود اور ان کا لشکر حرمین شریفین کے دفاع کے لائق نہیں...انہوں نے یمن میں حوثیوں کے مدمقابل مسلسل ناکامی کا سامنا کیا اور بدترین ناکامی کا سامنا آپریشن ''عاصفۃ الحزم'' کے موقع پر کیا...یہ اپنے مقاصد کو پانے میں ناکام رہے...میڈیا کے پروپیگنڈے اور سیاسی دعوؤں کے باوجود یہ تلخ حقیقت ہے کہ حرمین کی طرف روافض کی پیش قدمی مسلسل جاری ہے... آج سوچنے کا مقام ہے کہ ہم اس بارے میں کتنا فکر مند ہیں کہ ہم کیسے سرزمین حرمین کا دفاع کریں گے اور کیسے اس امانت کو ادا کریں گے جو ہماری گردنوں پر موجود ہے؟!۔

اے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیٹو! حرمین کے محبوب باسیو! جو کام ہمارا منتظر ہے وہ بہت بڑا ہے! امانت بہت بھاری ہے! ہمارے پیش رو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جو کہ نبوی مدرسے سے نکلے جن کی زندگی کا مقصد اور اوڑھنا بچھونا ہی دین کو سیکھ کر اس پر عمل کرنا تھا اور اسے زبان و تلوار کے ذریعے ساری دنیا تک پہنچانا تھا...اور انہوں نے صرف زبانی دعوت پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے سامنے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ قول تھا جس نے ان کی راہوں کو منور کیا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ(الحدید:۲۵)

''بے شک ہم نے رسولوں کو واضح پیغامات دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور لوہا(بھی)نازل کیا جس مین بڑا زور ہے اور لوگوں کے لیے فائدے ہیں اور اس لیے کہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ اسے دیکھے بغیر کون اس کی اور اس کے رسول کی مدد کرتا ہے اور اللہ بڑا طاقت ور اور زبردست ہے''...

اللہ کی کتاب جو راہنمائی کرتی اور تلوار جو حمایت کرتی اور تیرا رب حامی و ناصر کافی ہے!ان کے عزائم بلند و بالا تھے جو کہ آسمان کی بلندیوں کو چھوتے تھے!یہاں تک کہ ان کے کہنے والے کے ایک عظیم قول کو ہماری تاریخ نے محفوظ کیا کیونکہ یہ ایسے عزت والے کلمات ہیں کہ بلاشبہ اگر عزت خود بزبان قال بولتی تو اپنی تعریف ایسے نہ کر سکتی...یہ قول عظیم صحابی ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ کا ہے جو کہ معرکہ قادسیہ میں فارسی لشکر کے سردار رستم سے ملنے اور اسے دعوت الی اللہ دینے جاتے ہیں...پھٹے کپڑے،بوسیدہ تلوار،کمزور گھوڑے پر سوار،قالین کو گھوڑے کے قدموں تلے روندتے ہوئے اترے اور رستم کے تکیے کے ساتھ اپنا گھوڑا باندھ دیا...پھر قرآنی نور سینے میں لیے،ہتھیار ہاتھ میں تھامے جنگی لباس سے اپنا آپ ڈھانپے جب رستم کے سامنے آئے تو ان سے کہا گیا:''اپنا اسلحہ رکھ دو''آپؓ نے فرمایا:

''تم نے مجھے بلایا ہے اگر تم نہیں مانتے کہ میں اپنی مرضی کی ہیئت میں تمہارے سامنے آؤں تو میں واپس چلا جاتا ہوں اور تم رستم کو بتا دو''۔

رستم نے کہا:''انہیں آنے دو''...تو وہ اپنے تیر کی نوک سے رستم کے قیمتی ریشمی پردے کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے...اس نے پوچھا:تم یہاں کیوں آئے ہو؟آپ رضی اللہ عنہ فرمایا:

''اللہ نے ہمیں بھیجا ہے تاکہ ہم انسانوں کو انسانوں کی عبادت سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف لے آئیں،دنیا کی تنگی سے نکال کر آخرت کی

وسعتوں کی طرف بلائیں اور ادیان کے ظلم و زیادتی سے نکال کر اسلام کے انصاف میں لے آئیں...اس نے ہمیں اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہے تاکہ ہم اس کی طرف دعوت دیں پھر جو اسے قبول کرے گا وہ ہمارا بھائی ہے اور جو انکار کرے گا ہم اس سے ہمیشہ قتال کریں گے یہاں تک کہ ہم اللہ تعالیٰ کے موعود کی طرف لوٹ جائیں''...

ان سے پوچھا گیا موعود کیا ہے؟ فرمایا: ''جنت!!!...'' جنت دین کے منکروں سے قتال کرتے ہوئے شہید ہونے والوں کا انعام ہے اور فتح و نصرت بچ رہنے والوں کے لیے ہے... ہمیں بھی اسی طرح دعوت دینی چاہیے... صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا واحد دکھ دین کو دعوت و تبلیغ اور جہاد کے ذریعے پھیلانا تھا اور دنیا ان کے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتی تھی... وہ تجارت اور کاروبار کے لیے کوشش کرنے والے نہ تھے نہ ہی عالیشان گھر، مہنگی گاڑی، بہترین جاب کے پیچھے بھاگتے تھے کیونکہ یہ سب دنیا کی قید ہے...وہ اس دنیا کو محبوب نہیں رکھتے بلکہ آخرت سے محبت کرتے تھے... اور لوگوں کو اسی کی طرف بلاتے تھے... کتنی عزت والی تجارت اور کیسا مہنگا سودا ہے! لیکن اس کے لیے جو اس کا مزہ چکھ لے!

بات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے ممالک کو تبدیلی کی اشد ضرورت ہے...چوروں اور بڑے بڑے مجرموں، امریکی حمایتیوں کو گرانے، نزولِ وحی کی مبارک سرزمین کو صلیبیوں سے آزاد کرانے، حرمین شریفین کو صفوی شیعہ سے بچانے اور ایسے عادل نظام کے قیام کے لیے جو کہ اللہ کی شریعت کو مکمل نافذ کرے، عدل کو پھیلائے، شوریٰ کو عام کرے، جہاد کو زندہ کرے، قیادت و سعادت مسلمان کے لیے لوٹائے، ملکی خزانے فقیروں مسکینوں کے لیے کھول دے...جہاں سب لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے عزت و آزادی کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں... اس لیے ہم تمام جزیرہ عرب کے مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ تبدیلی کی اس لہر میں اپنی زبانوں، اپنے قلم، میڈیا اور ٹویٹس کے ذریعے حصہ ڈالیں... اپنے میں سے ایسے عقل مند لوگوں کا مجموعہ تیار کریں کہ جو مخلص و صادق ہوں، علما اور صلحا داعیانِ دین داعی جو بادشاہوں کے دربار سے دور رہنے والے، نیٹ پر موجود مخلص اور بیدار مغز نوجوان جو کہ امت کی نمائندگی کر سکیں...

اس مجموعے کا ہدف لوگوں کو تبدیلی پر ابھارنا، قوم کو اپنے حقوق کے حصول کے لیے شعور دینا، لوگوں کے سامنے حکومت کا کردار واضح کرنا ہو کہ جو قوم کی ذلالت اور غلامی کا سبب ہے...ہم جہاد فی سبیل اللہ کے فرض کی ادائیگی کے قابل نوجوانوں کو قتال کی دعوت دیتے ہیں اور جو بھائی حکومتوں کی سختی کی وجہ سے ایمان اور خیر و برکت کی سرزمین یمن میں اپنے مجاہد بھائیوں سے مل نہیں سکتے وہ جہاد کے لیے بنیادی ضروریات اور عقل و دانش کو حاصل کریں...اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَن يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا (النساء:۱۰۰)

''اور جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرتے ہوئے نکلے وہ بہت بڑی جگہ اور وسعتیں پائے گا، اور جو شخص اللہ و رسول کی طرف اپنے گھر سے ہجرت کرتے ہوئے نکلے اور موت اسے آلے تو اس کا اجر اللہ کے ہاں ثابت ہو چکا اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے''۔

اپنی بات ختم کرنے سے پہلے میں اپنے آپ کو اور آپ کو یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ اخلاص، صدق اور کلمہ حق ضروری ہے... اس دن کو یاد رکھنا ہے جب اللہ جبار مخلوق کا حساب کرے گا:

يَوْمَ هُم بَارِزُونَ لَا يَخْفَى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ (الغافر:۱۶)

''اس دن تم اللہ کے حضور پیش کیے جاؤ گے اور تمہارا کوئی راز چھپا نہ رہ سکے گا''۔

ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے:

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ○ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ○ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ○ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ

''تو اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا...اپنی ماں اور باپ سے، اپنی بیوی اور بیٹوں سے، اس دن ہر شخص کی حالت ایسی ہو گی جو اسے دوسروں سے بے پرواہ بنا دے گی''۔

اس دن ہم اپنے ملک میں ہونے والی منکرات پر خاموشی کا کیا جواب دیں گے؟ ہم بہت پیچھے رہ گئے ہیں اور بہت لوگ ہم سے سبقت لے گئے ہیں...جو امام کتاب اللہ کے بعض حصے کی طرف بلاتا اور بعض سے چشم پوشی کرتا ہے وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے کیسے کھڑا ہو گا؟ کیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نہیں فرمایا:

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ (البقرۃ:۸۵)

''تم بعض پر ایمان لاتے ہو اور بعض کو چھوڑ دیتے ہو؟''

کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدۃ:۵)

''آج کے دن کفار تمہارے دین سے مایوس ہو گئے پس تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے خوف کھاؤ، آج میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا اور تمہارے لیے دینِ اسلام کو پسند کر لیا''۔

کیا ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے نہیں ڈرتے ؟ کیا ہمیں اللہ حی و قیوم سے حیا نہیں آتی ؟ کیا ہمیں موت کا ڈر نہیں ہے ؟ کیا قبر کی وحشت سے خوف نہیں آتا؟ ہمیں بلا مقصد پیدا نہیں کیا گیا نہ ہی بیکار بنایا گیا ہے ! ہمارا مقصدِ تخلیق اللہ کی عبادت اور شریعت کا قیام کرنا ہے... کیا اللہ تعالیٰ کی شریعت ہمارے ملک کے اندر نافذ ہے ؟ کیا فسق و فجور، نافرمانی اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن محارب جنگی کافروں کو مہمان بنانا ہمارے ملک میں عام بات نہیں ؟ کلمہ حق کو اعلانیہ کہنے سے ہم کیوں ڈرتے ہیں ؟ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام انہیں لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے کیا خوف روکے ہوئے ہے ؟ کیا ہم نے اللہ تعالیٰ کو حساب نہیں دینا؟ ہم نے اللہ کی شریعت کے نفاذ میں سستی سے کام لیا اور مرتد سرکشوں کے سامنے خاموش رہے ہیں... صلیبی اور فاجر مرد و عورت کے قدموں نے بلادِ حرمین کو ناپاک کیا ہے ! کیا اس پر ہمارا محاسبہ نہ ہو گا؟ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت کی حفاظت کا یہی طریقہ ہے ؟ کیا اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سرزمین کی حمایت اسی طرح کی جاتی ہے ؟ کہ اس سرزمین پر صلیب کے پجاری دندناتے پھرتے ہیں اور ہم دنیا و اس کی زینت کے پیچھے دوڑ رہے ہیں... ہم کیوں ذلت ورسوائی پر راضی ہوگئے ہیں ؟ ہم کیوں مجرم سرکشوں کے سامنے جھک گئے ہیں ؟ ہم یہ سب کیوں نہیں سوچتے ؟ ہم ان باتوں پر کیوں غور نہیں کرتے ؟ ہم روز حساب کو یاد کیوں نہیں کرتے ؟ مرد کہاں ہیں ؟ آزاد لوگ کہاں ہیں ؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو چہروں کے کریہہ ہونے اور دلوں کو مضطر کرنے والے دن سے اپنے رب کا سامنا کرنے سے ڈرتے ہیں ؟ کہاں ہیں سرکشی اور بغاوت کے سامنے کلمہ حق کو بلند کرنے والے ؟ کہاں ہیں منافقین کا پیچھا کرنے والے ؟ جو انہیں وہی کچھ کہیں جیسا ابن اُبی کو کہا گیا تھا:

''او اللہ کے دشمن ! بیٹھ جا تو اس کا اہل نہیں''۔

اللہ کے راستے میں نکلنے والے، اس کی خاطر جان قربان کرنے والے کہاں ہیں ؟ کہاں ہیں شہادت کے متلاشی ؟ کہاں ہیں شہدا کے سردار بننے کی چاہت رکھنے والے ؟ کہاں ہیں وہ جن کی چاہت ہو کہ روزِ قیامت سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ اٹھائے جائیں ؟ اے اہل ایمان یہی وقت ہے ! مسلمانو ! تمہارے لیے فرصت کے لمحات آچکے ہیں... اللہ کو وہ کام دکھاؤ کہ وہ تم سے راضی ہو اور ہمیں تمہیں معاف کرے، شہادت کی موت دے... ہم اسی کی طرف پلٹنے والے ہوں پیٹھ پھیرنے والے نہ ہوں...

اے اللہ ! اس امت کے لیے بھلائی کے فیصلے فرمادے... اپنی اطاعت کرنے والوں کو عزت دے اور نافرمانوں کو ذلیل و رسوا کردے... اے اللہ اس امت میں بھلائی کو عام کردے اور برائی کو ختم کردے... اے اللہ ہمیں ظالم قوم کے لیے آزمائش نہ بنانا اور ہمیں اپنی رحمت سے کافر قوم سے نجات دے دے... اے اللہ ہمیں بخش دے اور ہمارے گناہوں کو معاف کردے، ہمارے معاملات درست کردے، ہمارے قدموں کو ثبات دے دے اور کافر قوم کے مقابل ہماری مدد فرما...

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

خیبر پختونخوا میں علمائے کرام کی شہادت کے حوالے امارت اسلامیہ کی تعزیت اور رد عمل

گذشتہ کئی دنوں سے صوبہ خیبر پختونخواہ کے مختلف علاقوں میں معروف افغان علمائے کرام کو تسلسل سے شہید کیا گیا جن میں شیخ الحدیث مولوی غلام حضرت صاحب، مولوی محمد نسیم حنفی صاحب اور قاری سید مراد صاحب رحمہم اللہ شامل ہیں۔ امارت اسلامیہ افغانستان اس وحشت ناک دہشت گردی اور بزدلانہ عمل کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتی ہے اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتی ہے کہ افغان مہاجر علمائے کرام کی حفاظت پر سنجیدگی سے توجہ دی جائے۔ اور ان کے قاتلوں کو انصاف کے کٹہرے میں لا کھڑا کرے۔

امارت اسلامیہ ان تینوں علمائے کرام کی شہادت کو عظیم سانحہ سمجھتی ہے اور ان کی شہادتوں کے پیچھے ان عناصر اور قوتوں کو کارفرما سمجھتی ہے، جو اس نوعیت کے مذموم اعمال انجام دے کر ملک میں فرقہ پرستی اور دشمنی کو جنم دینا چاہتے ہیں، لیکن انہیں سمجھنا چاہیے کہ تمام مسالک کے بااثر علمائے کرام اور مشائخ اس طرح کی سازشوں سے بخوبی آگاہ ہیں اور کبھی بھی اسلام دشمنوں کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ مذہبی طبقے کے درمیان فاصلے پیدا کریں اور دشمنی کو پروان چڑھائیں۔

اللہ تعالیٰ شہید کیے جانے والے تینوں شہدا کی شہادت کو اپنے دربار میں قبول فرمائیں اور ان کے خاندانوں، دوستوں اور ہمدردوں کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائیں۔ آمین

امارت اسلامیہ افغانستان

۱۷ ذی القعدہ ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۰ اگست ۲۰۱۶ء

☆☆☆☆☆

جنرل نیازی نے مشرقی پاکستان میں فوج کی کمان سنبھالنے کے فوری بعد کہا کہ :
''میں راشن کی کمی کا ذکر کیوں سن رہا ہوں ؟ اس علاقے کے لوگوں کے پاس گائے بکریاں نہیں ہیں ؟ یہ دشمن کی سرزمین ہے، جو جی چاہے چھین لو ! ہم (دوسری جنگ عظیم کے دوران) برما میں یہی کرتے تھے''۔
جنرل راؤ فرمان علی
(از : حمود الرحمان کمیشن رپورٹ)

پاکستان، مسائل اور حل

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ کا اہلِ پاکستان کے نام پیغام

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ کا یہ بیان تقریباً ساڑھے چار سال پہلے کا ہے۔ اس عرصہ میں پاکستان کے حالات گھمبیر سے گھمبیر تر ہوئے ہیں لیکن ان حالات کے سدھار کا طریقہ اور مسائل و آلام کے بوجھ تلے دبی قوم کی دنیوی و اخروی نجات کا حل آج بھی اُنہی نکات پر عمل درآمد کرنے میں ہے جن کی طرف شہید استاد احمد فاروق رحمہ اللہ نے ساڑھے چار سال قبل توجہ مبذول کروائی تھی۔ (ادارہ)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ وذریتہٖ اجمعین، اما بعد!

سرزمین پاکستان پر بسنے والے میرے بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ حقیقت یقیناً آپ سے پوشیدہ نہیں کہ ہمارا ملک آج اپنی تاریخ کے نہایت نازک مرحلے سے گزر رہا ہے۔ ملکی معیشت تباہ ہو چکی ہے، عوام مہنگائی اور بے روزگاری کے ہاتھوں خودکشیوں پر مجبور ہیں، گیس، بجلی اور پانی جیسی بنیادی ضروریاتِ زندگی کا حصول بھی مشکل ہو گیا ہے... کرپشن اور بدعنوانی کے ذریعے اس زمین کے قیمتی وسائل لوٹے اور بیرونِ ملک منتقل کیے جا رہے ہیں... ملکی آزادی و خود مختاری ہر روز امریکی ڈرون حملوں کے ذریعے پامال ہو رہی ہے... بدامنی عام ہو گئی ہے اور قانون نافذ کرنے والے ادارے خود چوری، ڈاکوں، بدکاری اور منشیات کی خرید و فروخت جیسے جرائم کی سرپرستی کر رہے ہیں... ملک کے خفیہ ادارے اپنے ہی شہریوں کی جاسوسی کرنے، اُنہیں اغوا کرنے اور اُن کی مسخ شدہ لاشیں بیابانوں و ویرانوں میں پھینکنے میں مصروف ہیں... بری اور فضائی افواج کی قیادت فخریہ اعلان کر رہی ہے کہ اُس نے بھارت کے خطرے سے منہ پھیر کر اب اپنی ہی آبادی کے خلاف جنگ کرنے کو اپنی اولین ترجیح بنا لیا ہے... ملک امریکی کالونی بن چکا ہے... اور امریکی خفیہ ایجنسیوں کے کارندے ملک بھر میں دندناتے پھر رہے ہیں... بلوچستان، قبائلی علاقہ جات، مالاکنڈ و سوات اور کراچی سمیت پورا پاکستان ہی میدانِ کارزار بن چکا ہے... لادین سیکولر طبقات اپنے کفریہ عقائد اور ملک کو سیکولر بنانے کے عزائم کا کھلم کھلا اظہار کر رہے ہیں... اسلام کے نام پر حاصل کردہ پاکستان میں علمائے اسلام غیر محفوظ ہیں... آئے روز ملک کے کسی نہ کسی حصے میں کوئی نہ کوئی ممتاز عالمِ دین شہید ہو رہا ہے... اور تو اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اس پاک سرزمین پر بھی قرآن عظیم الشان اور نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے واقعات معمول بن گئے ہیں اور ان گستاخوں کا ہر بار صاف بچ نکلنا بھی معمول بنتا جا رہا ہے... یہ اور ایسے دسیوں ہزار مسائل آج پاکستان کو گھیرے ہوئے ہیں... اور یہ تبصرے اب اکثر ہی سننے کو ملتے ہیں "اگر فلاں کام نہ کیا گیا تو پاکستان تباہ ہو جائے گا، اگر فلاں قدم نہ اٹھایا گیا تو ملک ٹوٹ جائے گا"... یقیناً یہ صورتِ حال اس سرزمین اور اس میں بسنے والے کروڑہا مسلمانوں سے محبت رکھنے والے اور اُن کے غموں کو اپنا غم جاننے والے ہر فرد کے لیے نہایت باعثِ تشویش ہے...

نااہل شیطانی تکون:

میرے عزیز بھائیو! پاکستان کے موجودہ حالات اور اُس کی ۶۵ سالہ سیاسی تاریخ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ملک کا حکمران طبقہ یعنی سرمایہ دار اور جاگیردار سیاسی خاندانوں، فوجی جرنیلوں اور بیوروکریٹ افسروں کی شیطانی تکون اس ملک کے معاملات چلانے کے لیے قطعاً نااہل ہے۔ یہ مفاد پرست و دین بیزار طبقہ ہمیں دنیا و آخرت دونوں کی تباہی کے رستے پر لے جا رہا ہے... ملکی معاملات ان کے ہاتھ میں چھوڑنے ہی کے سبب مشرقی پاکستان الگ ہوا... اور اب انہی کی حماقتوں اور ظلم و فساد سے باقی ماندہ پاکستان بھی خطرے میں ہے... ان سے مزید توقعات وابستہ کرنا، پارلیمانی قرار دادوں، عدالتی مداخلت یا فوجی انقلاب میں مسائل کا حل تلاش کرتے رہنا اور معاشرے کے مخلص اور صاحبِ فہم افراد کا بھی یہی روایتی گردان دہرانا یقیناً حقائق سے فرار پر مبنی رویہ ہوگا... یہ علم رکھنے کے باوجود کہ قوت و اقتدار کے حامل طبقے کی ترجیحات ہی مختلف ہیں، وہ اس بنیادی اہلیت ہی سے عاری ہیں جو ان مسائل کو حل کرنے کے لیے مطلوب ہے... بلکہ وہ تو خود تمام مسائل کی جڑ ہیں... اس سب کے باوجود انہی کی طرف امید کی نگاہوں سے دیکھنا درحقیقت سراب کو سراب جاننے کے بعد بھی اس تمنا میں اُس کے پیچھے دوڑتے رہنے کے مترادف ہے کہ شاید یہ سراب کبھی پانی میں بدل جائے... یقیناً یہ رویہ کسی صاحبِ ایمان اور صاحبِ عقل کو زیب نہیں دیتا...

آئیے! اس تلخ مگر ناقابلِ تردید حقیقت کا سامنا کریں کہ ہم بحیثیت قوم تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں یا شاید تباہی کے گڑھے میں گر چکے ہیں اور افسوس کہ جن کے ہاتھ میں ۶۵ سال سے قیادت و رہبری ہے، وہی اس تباہی کے ذمہ دار ہیں... یہ صورتِ حال سنجیدہ اور دردِ دل رکھنے والے لوگوں پر ذمہ داری کا بھاری بوجھ عائد کرتی ہے، اب مزید انتظار و تاخیر کا وقت نہیں، ورنہ حالات ایسے مقام پر پہنچ جائیں گے جہاں سے واپسی ناممکن ہو گی... اس ملک کے اہلِ علم و نظر، اہلِ صدق و اخلاص حضرات پر لازم ہے کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں، مجتمع ہوں اور بلا تاخیر قوم کی رہنمائی کے لیے کوئی لائحہ عمل طے کریں... بلاشبہ یہ معمول کی زندگی گزارتے رہنے اور روزمرہ مصروفیات میں مشغول رہنے کا وقت نہیں... عوام کسی رہبر کے متلاشی ہیں اور کسی صالح اور قابلِ اعتماد قیادت کے منتظر ہیں...

حقیقی قیادت کا اہل کون...؟

میں اس موقع پر بالخصوص اس ملک کے علمائے حق سے درخواست کروں گا... وہ اس قوم کی کشتی کو منجدھار سے نکالنے کے لیے آگے بڑھیں... اس سے قبل کہ کوئی اور مداری

اور دھوکے باز آگے بڑھے اور حکمرانوں سے بے زار اور حالات سے تنگ عوام کو کسی ایسی سمت میں لے جائے جو اس قوم کو ایک نئی منجدھار میں پھنسانے کا باعث ہو... بلاشبہ اس مرحلے پر بھی فساق وفجار اور بد طینت افراد کے ہاتھوں میں قیادت چھوڑ دینا، اس خطے کے لیے اور اس میں اسلام اور اہل اسلام کے مستقبل کے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے... یہ تو دشمنانِ دین کی دلی تمنائیں پوری کرنے کا باعث ہو گا... اقبال نے شیطان اور اُس کے چیلوں کی اسی تمنا کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے...

؎ تم اسے بیگانہ رکھو عالمِ کردار سے
تا بساطِ زندگی میں اس کے سب مہرے ہوں مات
خیر اسی میں ہے، قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات

اور کہتے ہیں کہ

؎ ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتسابِ کائنات

میرے محترم علمائے کرام اور اساتذہ عظام! یقیناً حق گو علما ہی مسلم معاشرے کی حقیقی قیادت ہیں... استعماری طاقتوں نے ان سے یہ مقام قیادت بزور قوت چھینا تھا... لیکن اب اس نازک مقام کو دوبارہ سنبھالنے کا وقت آچکا ہے اور اس کے بھاری تقاضے پورے کرنا ایک شرعی فریضہ بن چکا ہے... جس طرح لوگوں کے شخصی معاملات میں آپ حضرات اُنہیں دین کا حکم بتاتے ہیں، اسی طرح ان کے اجتماعی امور میں بھی آپ ہی نے انہیں اسلام کی مبارک تعلیمات کی روشنی میں لے کر چلنا ہے...

میرے محترم علمائے کرام اور اساتذہ عظام! اللہ رب العزت نے آپ حضرات کو کتاب و سنت کا وہ مبارک علم دیا ہے جس کی روشنی اندھیری راتوں میں بھی راہ دکھاتی ہے... بلاخیز طوفانوں میں بھی منزل پر پہنچاتی ہے... اس ملک کے افق پر چھائے گہرے بادل بھی اسی علم کے نور سے چھٹ سکتے ہیں... میرے محترم علمائے کرام اور اساتذہ عظام! اللہ رب العزت نے آپ حضرات کو وہ لاکھوں طلبہ و متبعین دیے ہیں جو آپ کے حکم پر اس دین کی خاطر سر تک کٹانے پر تیار ہیں... ابھی چند دن قبل ہی کراچی میں شیخ الحدیث حضرت مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے موقع پر مولانا عثمان صاحب نے فرمایا تھا:

"اس وقت پاکستان میں وفاق المدارس کے ۳۵ لاکھ طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں مدارس ہیں... ایسا نہیں ہے کہ یہ ۳۵ لاکھ طلبہ آسمان سے اترے ہیں یا زمین سے نکلے ہیں، ان کے خاندان ہیں، گھر بار ہیں... کروڑوں میں یہ تعداد پہنچتی ہے... کیا حکومت ہمیں مجبور کرنا چاہتی ہے کہ ہم اس پبلک کو سڑکوں پر نکالیں؟"۔

میرے محترم و محبوب علمائے کرام! اب وقت آگیا ہے کہ اللہ کے دین کی سربلندی اور اس خطے کو تباہی سے بچانے کے لیے یہ قوت بروئے کار لائی جائے... قدم بڑھائیے، قوم کی رہ نمائی کیجیے، شریعت کی روشنی میں ایک واضح لائحہ عمل دیجیے... ان شاءاللہ اس ملک کے عوام آپ کے ساتھ ہوں گے اور آپ اپنے مجاہد بیٹوں کو بھی ہر قدم پر اپنا دست و بازو پائیں گے... ابھی کچھ عرصہ قبل ہی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اس قوم نے گستاخانہ فلم کے خلاف احتجاج کے موقع پر کس طرح ایک دن میں بیس سے زائد جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور اپنی نبی علیہ صلوۃ اللہ و تسلیمہ کی محبت سے سرشار ہو کر ہر قربانی دینے کے لیے نکل آئی۔

یہ واقعہ یہ ثابت کرنے کے لیے کافی دلیل ہے کہ مغرب اور اُس کے آلہ کاروں کی ساری مذموم کوششوں کے باوجود، اُن کے سارے پروپیگنڈے اور گمراہ کرنے کی ساری سازشوں کے باوجود، یہ قوم اپنے دین کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہے اور اس کی خاطر قربانی دینے سے لمحہ بھر نہیں جھجکتی...

مسئلہ قیادت کے فقدان کا ہے... پس آگے بڑھیے، اللہ آپ کو قوت بخشے، آپ کے اقدامات میں برکت عطا فرمائے، آپ اس امت کا دل ہیں، آپ کی زندگی و حرکت سے امت کی زندگی و موت کا براہ راست تعلق ہے

؎ گر صاحب ہنگامہ نہ ہو منبر و محراب
دیں بندۂ مومن کے لیے موت ہے یا خواب

میں اس موقع پر اس ملک کے غیور عوام اور معاشرے کے تمام موثر طبقات سے بھی یہ اپیل کروں گا کہ وہ اہل حق علما کے گرد اکٹھے ہوں... اللہ رب العزت اپنی پاک کتاب میں حکم فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْاْ أَطِيْعُوْاْ اللّهَ وَأَطِيْعُوْاْ الرَّسُوْلَ وَأُوْلِيْ الأَمْرِ مِنكُمْ (النساء: ۹۵)

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اولوالامر کی اطاعت کرو"۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بعد ہمیں اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے... اور امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور متعدد تابعین و مفسرین کرام نے ذکر کیا ہے کہ "یہاں اولوالامر سے مراد ہے دین کا علم و فہم رکھنے والے افراد"... پس میں اس ملک کے عوام و خواص سے، ملکی حالات پر کڑھنے اور دردِ دل رکھنے والے ہر فرد سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ علمائے حق کے گرد اکٹھے ہوں، علما کے دست و بازو بنیں، مساجد کو اپنا بنیادی مورچہ بنائیں اور ایک ملک گیر عوامی تحریک کی بنا ڈالیں جو اس ملک کو ان مسائل سے نجات دلانے پر منتج ہو جس میں آج یہ مبتلا ہے...

مسائل کا حل:

میں اس ملک کے تمام اُن افراد سے جو اس قوم کا غم کھاتے ہیں اور حالات کو بدلنے کے لیے درکار جذبہ عمل اور غیرت وحمیت رکھتے ہیں، یہ درخواست کروں گا کہ وہ یہ یقین اپنے سینوں میں راسخ کر لیں کہ ہمارے تمام مسائل کا حل شریعت پر عمل کرنے اور اسے غالب وحاکم بنانے میں پوشیدہ ہے فرنگی سامراج کی مسلط کردہ جمہوریت اور امریکی سامراج کے وفادار جرنیلوں کی آمریت ہم بہت بھگت چکے... اس دھرتی کے سارے وسائل یہ بدبخت نظام چوس گئے...

ہم نے رب سے منہ پھیرا تو ہماری زمین کی زرخیزی چھین گئی، آسمان نے اپنے خزانے روک لیے... ہم نے دین کے احکامات پامال کیے تو ہم اللہ جل جلالہ کی رحمت سے محروم ہو گئے... ایسا کیوں نہ ہو جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے مسائل کے سبب کی واضح نشان دہی کرتے ہوئے فرمادیا:

وماحکموا بغیر ماانزل اللہ الا فشا فیھم الفقر

''اور جب بھی کوئی قوم اللہ کی نازل کردہ شریعت سے ہٹ کر فیصلے کرے گی تو اُس میں فقر وفاقہ پھیل جائے گا''۔

جب کہ ایک اور حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ

اذا ظھر الزنا والربا فی قریۃ فقد احلوا بانفسھم عذاب اللہ

''جب کسی بستی میں زنا اور سود پھیل جائے تو وہ خود کو اللہ کے عذاب کا حق دار بنا لیتے ہیں''۔

پس شریعت کا نفاذ ہی ہمارے مسائل کا حل ہے، ہمارے دکھوں کا مداوا ہے، ہمارے رب کی رضا، دنیا میں اُس کی تائید ونصرت اور آخرت میں اُس کی جنتوں کے حصول کا واحد رستہ ہے...

بندۂ فقیر کی نگاہ میں شریعت کے نفاذ کی سمت چند بنیادی عملی اقدامات یہ ہو سکتے ہیں:

☆موجودہ فاسد سیاسی وفوجی قیادتوں کی بجائے ربانی علما کے گرد اکٹھا ہوا جائے۔

☆معاشرے کے صالح بااثر افراد و طبقات دشمن کی سازشوں اور ہر قسم کے دباؤ کے مقابلے میں علما کو قوت بخشیں، ان کی پشت پر کھڑے ہوں اور ان کی حفاظت وحمایت کریں تاکہ وہ آزادانہ کلمہ حق کہہ سکیں۔

☆معاشرہ اپنے باہمی فیصلوں اور تنازعات کے حال کے لیے تھانہ کچہری کے متعفن، کرپٹ اور باطل نظام کی جگہ دارہائے افتاء کی طرف رجوع کرے، علمائے کرام دار الافتاء میں شرعی دار القضا بھی قائم کریں اور یوں محلوں، قصبوں اور شہروں کی سطح پر نفاذ شریعت کا عملی آغاز کیا جائے۔

☆دین سے محبت کرنے والے نوجوانوں پر مشتمل ایسے گروپس تشکیل دیے جائیں جو علمائے کرام کی رہ نمائی میں اپنے محلوں اور علاقوں کی سطح پر منکرات کے خاتمے اور کمزوروں ومظلوموں کی مدد کا فرض سرانجام دیں۔

☆ملک بھر کے باحمیت اور حق گو علما اکٹھے ہو کر ملکی سطح پر، تمام شعبہ ہائے زندگی میں شریعت کے جامع اور مکمل نفاذ کا مطالبہ کریں اور یہ نفاذ، دین سے جاہل اور سورہ اخلاص پڑھنے کی صلاحیت سے بھی عاری ممبران پارلیمان کی بجائے ملک کے جید علما کی رہ نمائی میں انجام پائے۔

☆ملک بھر کے اہل حق علما ملک سے امریکی نفوذ کے مکمل خاتمے اور پاکستانی سرزمین سے افغانستان پر قابض امریکی افواج کے ساتھ کیے جانے والا ہر قسم کا تعاون رکوانے کے لیے مضبوط ومتفقہ موقف اختیار کریں۔

میری رائے میں یہی اقدامات اس قوم کو مسائل کی دلدل سے نکالنے، رب کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور ملک کو ٹوٹنے یا بھارت اور امریکہ کا براہ راست غلام بننے سے بچانے کی واحد سبیل ہیں...

اپنی بات سمیٹنے سے قبل میں قبائل کے غیور عوام سے بھی اپیل کروں گا کہ وہ حالات کی نزاکت کا ادراک کریں اور دشمنوں کی سازشیں سمجھنے کی کوشش کریں...دنیا بھر کی دین دشمن قوتیں قبائلی عوام کا اسلام سے والہانہ لگاؤ دیکھ چکی ہیں اور قبائلی علاقہ جات کو اپنے مذموم مقاصد میں حائل ایک اساسی رکاوٹ سمجھتی ہیں... تبھی آج ہر ترغیبی و ترھیبی ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے اس خطے کے عوام کو جھکانے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے...ایک طرف تو قبائل کو جمہوریت کا تحفہ دینے کے وعدے کیے جارہے ہیں، گویا کہ جمہوریت کوئی بڑی اعلیٰ وارفع شے ہو...

وہی جمہوریت جس نے ملک کے بندوبستی علاقوں میں رہنے والوں کا نہ دین سلامت چھوڑا اور نہ ہی دنیا اور ملک کو اس بھیانک صورت حال سے دوچار کیا...قبائل کو بھی وہی گھٹیا نظام دینے کی نوید سنائی جارہی ہے۔ دوسری جانب قبائلی عوام کے بے رحمانہ قتل اور ان کے گھروں کی حرمت پامال کرنے کا سلسلہ بھی بلاناغہ جاری ہے...چند دن قبل ہی خیبر ایجنسی کے علاقہ باڑہ میں فوج نے گھروں میں گھس کر اٹھارہ عام شہریوں حتیٰ کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں تک کو جس بہیمانہ انداز سے شہید کیا...اُس نے ہر مسلمان کو ہلا کر رکھ دیا...پھر ان شہدا کی لاشوں سمیت پشاور میں احتجاج کرنے والوں پر پولیس نے جس طرح گولیاں برسائیں اور درجن بھر لوگوں کو زخمی کیا، وہ قبائلی عوام کو یہ سمجھانے کے لیے کافی ہونا چاہیے کہ ملک کا مقتدر طبقہ اور سیکورٹی ادارے قبائلی عوام کے ساتھ اُسی متکبرانہ انداز میں معاملہ کر رہے ہیں جو اُنہوں نے اپنے فرنگی آقا سے سیکھا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۳پر)

شریعت یا شہادت

الشیخ المجاہد ابو عبیدہ احمد عمر حفظہ اللہ [امیر تنظیم القاعدۃ فی الصومال]

چوتھا پیغام: مشرقی اور وسط افریقہ میں موجود اپنے مسلمان بھائیوں کے نام:

میرا چوتھا پیغام مشرقی افریقہ خصوصاً کینیا، ایتھوپیا وغیرہ اور وسط افریقہ میں رہنے والے مسلمان بھائیوں کے نام ہے۔

ہم آپ پر کفار کی جانب سے مسلط کی گئی سختیوں، ظلم وجبر اور استحصال سے اچھی طرح باخبر ہیں اور یہ حالات ہمارے دلوں کو چھلنی کیے دیتی ہیں۔ان شاءاللہ مجاہدین اپنے موجودہ وسائل اور صلاحیتوں کے ساتھ آپ کی نصرت کے لیے کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں گے اور اللہ کی مدد سے آپ کے دشمنوں سے آپ کا انتقام لیں گے تاکہ موت کا کڑوا ذائقہ وہ بھی چکھ سکیں۔

ہمارے ممباسا کی گلیوں میں بہائے جانے والے علمائے دین کے خون کو ہرگز نہ بھولیں گے جیسے انہوں نے شیخ عبود روگو، شیخ ابو بکر مکابری، شیخ ابو نصیبہ (سمیر خان) رحمہما اللہ اور دیگر کو انہوں نے خون میں نہلا دیا۔ جس کسی نے بھی اس قتل عام میں دشمن کا ساتھ دیا ہے وہ ہمارے نشانے پر ہے اور ان شاءاللہ اسے جلد اس کی بھاری قیمت چکانی پڑے گی۔

میں آپ کو جہاد میں شرکت کی دعوت دیتا ہوں کہ اپنی نوجوانوں کو جہادی تربیت گاہوں کی جانب بھیجیں۔ میں آپ کو ہجرت کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کی اس پکار کا جواب دیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ Oاِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْــــًٔا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ(التوبۃ: ۳۸،۳۹)

”اے ایمان والو تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو گرے جاتے ہو زمین پر کیا خوش ہوگئے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر سو کچھ نہیں نفع اٹھانا دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا اگر تم نہ نکلو گے تو دے گا تم کو عذاب دردناک اور بدلے میں لائے گا اور لوگ تمہارے سوا اور کچھ نہ بگاڑ سکو گے تم اس کا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے“۔[ترجمہ: شیخ الہندؒ]

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(التوبۃ: ۴۱)

”نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی راہ میں یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے“۔[ترجمہ: شیخ الہندؒ]

میں مشرقی افریقہ کے مسلمانوں کو ہتھیار اٹھا کر جنگ کے مختلف طریقے سیکھنے کی اپیل کرتا ہوں جیسے کہ گوریلا جنگ۔ میں ان کے نوجوانوں کو اپنے قریب موجود کفار کے قتل پر ابھارتا ہوں اور انہیں کہتا ہوں کہ ان کفار کے ساتھ لڑنے میں کوئی کسر نہ چھوڑیں۔اگر کوئی چاقو یا کلہاڑی سے انہیں قتل کر سکتا ہے تو بھی کر گزرے اور اگر کوئی ان کے اوپر گاڑی چڑھا کر انہیں قتل کر سکتا ہے تو بھی کر گزرے۔ جہاں بھی یہ نظر آئیں انہیں نشانہ بنائیں۔

اپنی کارروائیوں میں اللہ سے خصوصی مدد مانگیں اور جہاں تک ہو سکے انہیں خفیہ رکھیں اور ہدف کا تعین کرتے وقت حکمت سے کام لیں۔اپنی ماضی کے تجربوں پر نظر دوڑائیں گے تو ان شاءاللہ آپ اپنی کوششوں میں اللہ کی رحمت کو موجود پائیں گے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا(النساء: ۸۴)

”سو تو لڑ اللہ کی راہ میں تو ذمہ دار نہیں مگر اپنی جان کا اور تاکید کر مسلمانوں کو قریب ہے کہ اللہ بند کر دے لڑائی کافروں کی اور اللہ بہت سخت ہے لڑائی میں اور بہت سخت ہے سزا دینے میں“[ترجمہ: شیخ الہندؒ]

میں اللہ وحدہ لا شریک لہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کی عزت و وقار کی بحالی کا جہاد کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے کہ یقیناً جو چیز طاقت کے ذریعے آپ سے چھینی گئی ہے اسے طاقت ہی سے واپس لی جا سکتی ہے۔

اگر آپ یہ طریقہ اختیار کریں گے تو یقیناً اللہ آپ کو فتح دے گا اور جان لیجیے کہ مجاہدین آپ کو ہرگز نہیں بھولے ہیں۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کی، آپ کے دین، عزت و وقار کی حفاظت کرے۔ان شاءاللہ جلد آپ خوشیاں منائیں گے اور آپ پر آنے والی یہ سختیاں فتح و کامرانی میں بدل جائیں گے۔

آخری پیغام: رباط میں موجود مجاہدین کے نام

میرا آخری پیغام مختلف محاذوں میں رباط میں مصرف مجاہدین کے نام ہے جو کفر کا زور توڑ رہے ہیں اور ان کے دلوں میں خوف طاری کیے ہوئے ہیں۔ جان لیجیے کہ آپ ہی اس امت کے وہ شہسوار ہیں جن سے امت کو امیدیں وابستہ ہیں۔آپ اسلام کے سب سے عظیم عبادت میں مصروف ہیں اور اللہ کی رحمت کے بعد یہ آپ کا جہاد ہی ہے جس نے امت کو آج اس مقام پر کھڑا کیا ہے۔

اگر آپ کا جہاد نہ ہوتا تو مسلمانوں کو نماز پڑھنے اور روزے رکھنے کی بھی اجازت نہ ہوتی جیسا کہ آپ کچھ ممالک میں دیکھ سکتے ہیں۔ خواتین اسلام کے حجاب اور عزت و آبرو آپ ہی کے

دم قدم سے قائم ہیں۔ مساجد اور مدارس آپ ہی کے جہاد کی بدولت کام کر رہے ہیں۔ آپ ہی کی قربانیوں کی بدولت شریعت کا نفاذ اور صحیح عقیدے کی ترویج ہو رہی ہے۔

یہ آپ ہی ہیں جو کفر کی جانب سے اسلامی ولایات پر زمین و آسمان اور سمندروں سے ہونے والی ہر ایک جارحیت کا مقابلہ کر رہے ہیں اور ان کو پسپا کر رہے ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو یقیناً یہ امت آج سے بہت پہلے ختم ہو چکی ہوتی۔ دعا ہے کہ اللہ آپ کے جہاد اور شہادتوں کو قبول فرمائے اور آپ کے زخمیوں کو شفا جب کہ قیدیوں کو رہائی دلائے۔ آمین

کفار سے لڑنے کی اپنی کوششوں کو دوگنا کر دیجیے اور جان لیجیے کہ آپ سے پہلے آپ کے بھائی اپنا وعدہ پورا کر چکے اور ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے پس آج یہ ذمہ داری آپ کے کندھوں آپڑی ہے۔ جان لیجیے! کہ اگر آپ اللہ کی جانب سے خود پر عائد یہ ذمہ داری نبھائیں گے تو آپ دونوں جہانوں میں کامیابی پائیں گے اور اگر آپ نے لاپرواہی کی تو اللہ آپ کی جگہ کسی دوسری بہتر قوم کو لے آئے گا۔ جہاد کا راستہ طویل ہے اس لیے صبر واستقامت کا مظاہرہ کیجیے۔ ہم میں سے ہر ایک کو ان میں سے کسی ایک گروہ میں ہونا چاہیے کہ یا تو شہید ہو جائیں یا پھر جہاد کے راستے پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہادت کا انتظار کریں۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (الاحزاب: ۲۳)

”ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو ان میں پورا چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ“۔ [ترجمہ: شیخ الہندؒ]

ان میں سے نہ ہو جایئے کہ جو اس وقت پیچھے ہٹ گئے جب فتح قریب آگئی۔ جان لیجیے کہ آپ کا جہاد کسی جغرافیائی حدود کا پابند نہیں ہے بلکہ یہ ایک عالمی جہاد ہے۔ ہمارے جہاد کا مقصد کلمۃ اللہ کی سربلندی اور مظلوم مسلمانوں کا دفاع، کفار سے قتال، مقبوضہ اسلامی سرزمینوں کی بازیابی، مرتدین و کفار کی قید میں موجود مسلمانوں کی رہائی ہے... یہ جہاد اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ کفر و شرک کو صفحہ ہستی سے نہ مٹایا جائے اور کرہ ارض پر اللہ کی شریعت کا نفاذ نہ ہو جائے۔

آپ پر لازم ہے کہ مسلمانوں اور مجاہدین کی صفوں میں اتحاد کو برقرار رکھیں۔ کبھی بھی ایک متحدہ امت بننے والے اصولوں پر سمجھوتہ نہ کریں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف: ۴)

”اللہ چاہتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی“۔ [ترجمہ: شیخ الہندؒ]

جب تک ایک دوسرے کا عقیدہ کسی بھی نفاق سے پاک ہے ایک دوسرے کی بات سنو اور فرمانبرداری کا مظاہرہ کرو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (الانفال ۴۵،۴۶)

”اے ایمان والو جب بھڑو کسی فوج سے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم مراد پاؤ اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا، اور آپس میں نہ جھگڑو، پس نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی تمہاری ہوا اور صبر کرو بے شک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے“۔ [ترجمہ: شیخ الہندؒ]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

”اللہ نے تمہارے لیے تین چیزوں کو پسند اور تین چیزوں کو ناپسند فرمایا ہے۔ وہ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ تم بغیر کسی کو شریک کیے صرف اسی کی عبادت کرو، اور یہ کہ تم سب اس کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ نہ پھیلاؤ اور وہ فضول گپ شپ، تکرار اور مال کے ضیاع کو ناپسند فرماتا ہے“۔ (مسلم)

جہاد کے راستے کو غلو اور گمراہی سے بچائیں۔ اپنے جہاد کے لیے خود سے شرائط وضع نہ کیجیے اور ہر ایک کو اس کی ذمہ داری اخلاص کے ساتھ ادا کرنے دیجیے تا کہ اللہ آپ کو جنت میں جگہ دے۔ اللہ کے رسول صلی للہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر اپنے امیر کی اطاعت لازم ہے چاہے وہ اس کو پسند کرے یا نہ کرے الاّ یہ کہ وہ آپ کو کوئی غیر شرعی کام کا نہ کہے۔ اگر وہ ایسا کہے تو پھر اس کی سمع واطاعت نہ کی جائے۔ (بخاری و مسلم)

جہاد ایک عبادت ہے اور ہمیں اس بات کا خیال رہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی احکامات کے مطابق سرانجام دیا جائے اور اس کو کسی بھی دنیاوی ذرائع یا شہرت حاصل کرنے کے لیے استعمال کرنے سے محتاط رہنا چاہیے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان لوگوں سے خبردار کیا ہے جو دنیاوی مفادات کے لیے جہاد کو استعمال کرتے ہیں اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک سچے مجاہد کی مثال بھی واضح کر کے دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

”ہلاکت ہو درہم و دینا اور خمیصہ (مال اور قیمتی کپڑے) کے غلام کے لیے کہ اگر اسے دیا جائے تو وہ خوش ہو جائے اور اگر نہ ملے تو ناخوش ہو جائے پس ہلاک و برباد ہو جائے ایسا شخص۔ اور اگر اس کو کوئی کانٹا چبھے تو کسی کو اس نکالنے کو نہ پائے۔ خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جو اپنے گھوڑے کی زین پکڑ کر اللہ کی راہ میں جدوجہد کرتا ہے اور اس کے بال بکھرے ہوئے

جبکہ پاؤں دھول میں اٹے ہوں۔ اگر اسے آگے کیا جائے تو وہ خوشی سے آگے ہوتا ہے اور اگر اسے پیچھے بھی کرو تو رضامندی کے ساتھ پیچھے ہو جاتا ہے۔(وہ اتنا مخلص ہوتا ہے) اگر اجازت مانگے تو اجازت نہ ملے اور اگر سفارش کرے تو سفارش قبول نہ ہو''۔(بخاری)

میں مجاہدین کو ان علما سے علم حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہوں جو مختلف محاذوں پر موجود ہیں اور سچ و حق کو واضح کرنے کے لیے اپنی جانوں کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں۔اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (العنکبوت:۶۹)

''اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سجھادیں گے ان کو اپنی راہیں اور بے شک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے''۔[ترجمہ: شیخ الہندؒ]

مجاہدین کے خلاف گردش کرنے والے جھوٹی خبریں پھیلانے والوں سے محتاط رہیے اور کوشش کیجیے کہ ان کے دل شکستہ ہو جائیں اور ان کے درمیان اختلاف کو ہوا دیں۔ایک طرف تو وہ اسلام پر ایک بوجھ ہیں تو دوسری طرف وہ کبھی بھی آپ کے لیے طاقت اور نصرت کا ذریعہ نہیں بن سکیں گے۔اللہ رب العزت نے ہمیں ان سے کچھ اس طرح خبردار کیا ہے:

وَ لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّ لٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَ قِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّ لَا اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۭ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ (التوبۃ:۴۶،۴۷)

''اور اگر وہ چاہتے نکلنا تو ضرور تیار کرتے کچھ سامان اس کا لیکن پسند نہ کیا اللہ نے ان کا اٹھنا سو روک دیا ان کو اور حکم ہوا کہ بیٹھے رہو ساتھ بیٹھنے والوں کے اگر نکلتے تم میں تو کچھ نہ بڑھاتے تمہارے لیے مگر خرابی اور گھوڑے دوڑاتے تمہارے اندر بگاڑ کروانے کی تلاش میں اور تم میں بعضے جاسوس ہیں ان کے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو''۔[ترجمہ: شیخ الہند]

علمائے تفسیر کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کے ساتھ نکلنے کو اس لیے ناپسند فرمایا کہ اگر بالفرض مومنین کے ساتھ (جہاد کے لیے) نکل بھی جائیں تو بھی یہ تمہارے لیے فتنہ اور اختلاف ہی پیدا کریں گے۔کیونکہ وہ بزدل ہیں اس لیے وہ تمہارے درمیان بہتان بازی، غیبت، چغلی، دشمنی اور آزمائشیں پیدا کریں گے (تمہارے گروہ کا حال یہ ہے کہ ابھی ان میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو ان کی باتیں کان لگا کر سنتے ہیں)۔یعنی کے ان کی بات سنتے ہیں اور اس پر یقین کرتے ہیں۔کیونکہ ان کو ان دھوکہ بازوں کی حقیقت کا پتہ نہیں ہوتا اس لیے وہ ان کی باتوں پر یقین کریں گے اور یوں تمہارے درمیان فساد اور اختلاف پیدا ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو تم میں سے بہترین لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا کہ ہاں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین وہ ہیں جن کو دیکھ کر تمہیں اللہ کی یاد آجائے اور کیا میں تم میں سے بدترین لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ نے کہا ضرور بتائیں تو آپ نے فرمایا: تم میں سے بدترین وہ ہے جو محبت کرنے والوں کے درمیان نفرت پیدا کرے اور بہتان بازی کے ذریعے فساد پھیلائے۔(احمد)

اپنے دشمنوں کے خلاف لڑائی میں ثابت قدم رہیے اور ان کی جانب سے میڈیا پر پھیلائی گئی جھوٹی افواہوں سے گمراہ نہ ہو جائیے۔ان کے جدید ہتھیاروں اور مال و دولت سے خوفزدہ نہ ہوں۔ذلت کی زندگی کی بجائے ایک معزز شہادت کی موت کو ترجیح دیجیے۔اللہ کے اذن سے کفار اپنے مقاصد میں ناکام ہو چکے ہیں اور اب کا خاتمہ قریب آ گیا ہے۔ان کے سپاہیوں کا مورال گر چکا ہے اس لیے ان جارح صلیبی فوجیوں اور ان کے مرتد معاونین کے خلاف اپنے حملوں میں شدت لائیے۔ان کے مفادات کو اپنا ہدف بنائیے اور ان کو چین سے بیٹھنے نہ دیجیے۔ان کی کمک کے راستوں میں کمین لگائیے اور بارودی سرنگوں کے حملوں کو وسعت دیجیے۔اس وقت تک میدان کو نہ چھوڑیے جب تک آپ میں سے ہر ایک یہ یقین نہ کر لے کہ اس نے کم از کم ایک صلیبی فوجی کو قتل کر دیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ (التوبۃ:۱۲)

''اور اگر وہ توڑ دیں اپنی قسمیں عہد کرنے کے بعد اور عیب لگائیں تمہارے دین میں، تو لڑو کفر کے سرداروں سے بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں تاکہ وہ باز آئیں''۔[ترجمہ: شیخ الہندؒ]

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (التوبۃ:۱۵،۱۴)

''لڑو ان سے تاعذاب دے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں اور رسوا کرے اور تم کو ان پر غالب کرے اور ٹھنڈے کرے دل مسلمان لوگوں کے اور نکالے ان کے دل کی جلن اور اللہ توبہ نصیب کرے گا جس کو چاہے گا اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے''۔[ترجمہ: شیخ الہندؒ]

فَاِذَا انۡسَلَخَ الۡاَشۡهُرُ الۡحُرُمُ فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَيۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ وَ خُذُوۡهُمۡ وَ احۡصُرُوۡهُمۡ وَ اقۡعُدُوۡا لَهُمۡ كُلَّ مَرۡصَدٍ ۚ فَاِنۡ تَابُوۡا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوۡا سَبِيۡلَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ(التوبۃ:۵)

''پھر جب گزر جائیں مہینے پناہ کے تو مارو مشرکوں کو جہاں پاؤ اور پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو ہر جگہ ان کی تاک میں پھر اگر وہ توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیا کریں زکوۃ تو چھوڑ دو ان کا راستہ بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان''۔ [ترجمہ: شیخ الہندؒ]

کبھی بھی کسی کافر صلیبی کو اپنی سرزمین پر سکون سے رہنے نہ دیجیے جبکہ ہمارے لوگ ذلیل ہو رہے ہوں۔ آپ کے نعرے 'شریعت یا شہادت' کے ہونے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَلَا تَهِنُوۡا وَ تَدۡعُوۡۤا اِلَى السَّلۡمِ ۖ وَ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ ۖ وَ اللّٰهُ مَعَكُمۡ وَ لَنۡ يَّتِرَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ(محمد:۳۵)

''سو تم بودے نہ ہوئے جاؤ اور لگو پکارنے صلح اور تم ہی رہو گے غالب اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور نقصان نہ دے گا تم کو تمہارے کاموں میں''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل موت کون سی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وہ سوار جس اس کی سواری کے جانور سمیت خون میں نہلا دیا جائے''۔ (ابن ماجہ)

پس کفار یہ اچھی طرح جان لیں کہ اگر وہ مزید ۱۰ سال بھی صومالیہ میں رہنا چاہیں تو ہم بھی کئی دہائیوں تک ان کا مقابلہ کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں ان شاءاللہ۔ ہم کبھی بھی دشمن کی بڑی تعداد اور عسکری ٹیکنالوجی کی برتری کی وجہ سے ان سے لڑنے سے عاجز نہیں آ سکتے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس راستے پر استقامت سے نوازے اور آخر میں شہادت کی موت سے۔ کفار سے میں کہتا ہوں کہ اللہ ہمارا حامی و مددگار ہے جب کہ تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے۔

ہم دنیا بھر میں موجود مسلمان قیدیوں سے کہنا چاہتے ہیں کہ جان لیجیے کہ ہم بھی آپ کی تکلیف کو محسوس کر رہے ہیں۔ صبر کیجیے اور جان لیجیے کہ آپ کی رہائی آپ کے مجاہدین بھائیوں کی گردنوں پر قرض ہے۔ ہم اللہ سے اپنے اس فرض کی ادائیگی کے لیے مدد مانگتے ہیں۔ میں مجاہدین سے کہتا ہوں کہ مسلمان قیدیوں کی رہائی تمہارے اولین مقاصد میں سے ہونی چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ فکو العانی (قیدیوں کو چھڑاؤ)۔ (بخاری)

جہاد میں شہید ہونے والوں کے والدین اور بیواؤں سے میں کہوں گا کہ صبر کیجیے اور جان لیجیے کہ جہاد میں اپنی زندگی کو قربان کرنے سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے۔ ان کو اللہ کی جانب سے اس راستے کے لیے چن لیا گیا ہے جس کی شدید تمنا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنی راہ میں اخلاص اور ایمان کے ساتھ نکلنے والے شخص کے لیے مال غنیمت یا جنت کی ذمہ داری لی ہے۔ اگر مجھے امت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں کسی بھی مہم سے پیچھے رہنا گوارا نہ کرتا۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ ہو جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ ہو جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔ (بخاری)

پس یہی حقیقی کامیابی ہے کہ انہوں نے اپنی جانیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ بیچ دی ہیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ نے ان کے اعمال قبول کر لیے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ اشۡتَرٰى مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ وَ اَمۡوَالَهُمۡ بِاَنَّ لَهُمُ الۡجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَيَقۡتُلُوۡنَ وَ يُقۡتَلُوۡنَ ۟ وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا فِى التَّوۡرٰىةِ وَ الۡاِنۡجِيۡلِ وَ الۡقُرۡاٰنِ ؕ وَ مَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَيۡعِكُمُ الَّذِىۡ بَايَعۡتُمۡ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ(التوبۃ:۱۱۱)

''اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں وعدہ ہو چکا اس کے ذمہ پر سچا تورات اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیاں کرو اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے اور یہی ہے بڑی کامیابی''۔ [ترجمہ: شیخ الہندؒ]

اس آیت کے ضمن میں حضرت حسن بصری اور حضرت قتادہ رحمہا اللہ فرماتے ہیں کہ ''یقیناً اللہ نے ان کے سات یہ تجارت کر لی ہے اور اس کو قیمتی بنا لیا ہے''۔

شمر ابن عطیہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

''کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کے گلے پر اللہ نے یہ بیعت نہ باندھی ہو چاہے وہ اس کو پورا کرے یا نہ کرے'' اور پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

وَ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ ۝ فَرِحِيۡنَ بِمَاۤ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۙ وَ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِيۡنَ لَمۡ يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ مِّنۡ خَلۡفِهِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضۡلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝ اَلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الۡقَرۡحُ ۛؕ لِلَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡهُمۡ وَ اتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ(آل عمران:۱۶۹۔۱۷۱)

”اور تو نہ سمجھ ان لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے۔ خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اپنے فضل سے اور خوش وقت ہوتے ہیں ان کی طرف سے جو ابھی تک نہیں پہنچے ان کے پاس ان کے پیچھے سے اس واسطے کہ نہ ڈر ہے ان پر اور نہ ان کو غم۔ خوش ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ ضائع نہیں کرتا مزدوری ایمان والوں کی۔ جن لوگوں نے حکم مانا اللہ کا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد کے کہ پہنچ چکے تھے ان کو زخم جو ان میں نیک ہیں اور پرہیزگار ان کو ثواب بڑا ہے“۔

ہم ان کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے حوالے سے بھی مبارکباد دیتے ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید اپنے خاندان کی ستر افراد کے لیے شفاعت کرے گا۔(ابوداؤد)

وہ صومالی نوجوان جنہوں نے ابھی تک جہاد میں شرکت نہیں کی ہے ان کو میری پکار ہے کہ وہ عالمی صلیبی سے قتال میں جلدی کریں اور اپنے مجاہدین بھائیوں کے ساتھ آملیں۔ یہ بات ہمیں ہر دن تکلیف دیتی ہے کہ مسلمان نوجوان چند حقیر دنیاوی مال ومتاع کے حصول کے لیے سمندر میں ڈوب کر مر رہے ہیں۔ جان لیں کہ جو کچھ اللہ نے آپ کے مقدر میں لکھا ہے اس میں کوئی بھی آپ سے چھین نہیں سکتا۔ اللہ پر توکل کیجیے اور اپنی زمین پر رہ کر اپنے دین کا دفاع کیجیے۔ جان لیجیے کہ جب آپ باہر جانے کی کوششوں میں لگے ہیں آپ ہی کی عمر کے ایتھوپی اور کینیا کے صلیبی سپاہی آپ کی سرزمین پر حملہ آور ہیں اور آپ کے گھروں پر قبضہ کر رہے ہیں۔

آخر میں ہم صومالیہ کے مسلمانوں کو کفار کے تیار کردہ اور منعقد کردہ نام نہاد /الیکشن میں حصہ لینے سے خبردار کرتے ہیں۔ ہم کبھی بھی جمہوری کفر کو اس سرزمین پر نافذ نہیں ہونے دیں گے ان شاء اللہ۔ صومالیہ پر صرف اور صرف اسلام ہی کی حکمرانی ہوگی۔

اے اللہ! ہم ہر اس طاغوت سے بری ہیں جو اپنے رب کی جانب سے تنبیہات کا خوف نہیں کرتا اور نافرمان ہے اور ہر اس جارح سے جو عذاب آخرت کا خوف نہیں رکھتا اور مظلوموں کو دباتا ہے۔ ہم ہر اس شخص سے بری ہیں جو اس کام میں مدد کرتا ہے جو آپ کو پسند نہیں ہے اور ہر اس گناہ میں مدد دینے والے سے جو آپ نے حرام کر رکھا ہے۔ ہم اس زمانے میں آپ کی ہدایت کے طلب گار ہیں کہ جب ہدایت کی نشانیاں گم ہو چکی ہیں اور باطل کی طرف پکارنے والے کھل کر پکار رہے ہیں اور ظالم حکمران جنہوں نے مسلمانوں کے دلوں پر ہیبت طاری کیا ہوا ہے اور علما اس قابل نہیں ہیں کہ کھل کر ان طواغیت کے سامنے سچ کہہ سکیں۔

اے اللہ! یہ آپ کا دین ہے جس کے خلاف ہر کفار چالیں چل رہا ہے۔ اے اللہ! اپنے دین، اپنے کتاب اور اپنی امت کی حفاظت فرما۔ اے اللہ! آپ ہی کے قدرت میں ہے کہ ان جابر حکمرانوں کو ذلیل کریں اور بدکار طواغیت کو فتح کریں۔ یہ آپ ہی کے قدرت میں ہے کہ کمزور کو فتح یاب کریں اور اسے انصاف مہیا کریں۔ اے اللہ! ہمارے قیدیوں کو رہائی، زخمیوں کو شفا اور شہدا کو قبول فرمالے۔ اے اللہ! یہ آپ ہی کی امت ہے جس کو کافر اقوام نے چاروں طرف سے ظلم واستبداد کی نیت سے گھیرے میں لے رکھا ہے۔ پس اے ہمارے رب! ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ جب ہم دشمن کا سامنا کریں تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور اپنے دین کے دفاع میں ہمیں استقامت عطا فرما اور محاذوں پر ہمیں جمائے رکھ۔ اے اللہ یہ جہاد کا دور ہے پس ہمیں شہادت عطا فرما اور بچ جانے والوں کو فتح کر کہ آپ ہی فتح دلانے والے ہیں۔ آپ ہی ہمارے حامی، مددگار اور کافروں پر فتح دلانے والے ہیں۔

یا تو ہم شریعت کی سائے میں زندگی گزاریں گے
جہاں مسلمانوں کے علم اونچے ہو کر لہرائیں گے
یا پھر ہمیں جنگ کے دنوں میں پاؤ گے
محاذ پر اپنے ہی خون میں نہلائے ہوئے
اے اقصیٰ ہم آرہے ہیں

☆☆☆☆☆

بقیہ: پاکستان، مسائل اور حل

یہ بدبخت حکمران اس خطے کے لوگوں کو اپنے سے کم تر مخلوق سمجھتے ہیں، ان کے جان ومال کو اپنے لیے حلال سمجھتے ہیں اور ان کی قسمتوں کا فیصلہ کرنے کو اپنا حق سمجھتے ہیں... اسی لیے اب وقت آچکا ہے کہ قبائلی عوام اپنے حقوق لینے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور قبائلی علما ومشران یک زبان ہو کر شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کریں! یقین رکھیے کہ قبائل کے جملہ دینی ودنیوی مسائل کا حل نہ تو ایف سی آر میں ترمیمات سے ممکن ہے اور نہ ہی جمہوری نظام کے نفاذ سے... اس خطے کی فلاح وکامیابی بس شرعی نظام کے قیام میں پوشیدہ ہے... یہی قبائل کا قدیم اور متفق علیہ مطالبہ ہے... اسی مقصد کی خاطر فقیر اپی، حاجی ترنگزئی اور امیر نیاز علی خان رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے جہاد کیا اور اسی کا حکم ہمیں اللہ جل جلالہ نے دے رکھا ہے... اللہ پاکستان کو داخلی وخارجی دشمنوں کی سازشوں سے محفوظ فرمائیں، ہماری محبوب قوم کو اس تکلیف دہ صورت حال سے نجات عطا فرمائیں اور اس ملک کو شریعت کی بہاریں نصیب فرمادیں... یقیناً اللہ جل شانہ کے لیے ایسا کرنا کچھ مشکل نہیں... اور اُس کے مومن بندے اُس کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوتے!!!

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما

☆☆☆☆☆

انٹرویو

سب سے پہلے کفر کے سرغنہ اور کفر کے سرداروں کو نشانہ بنائیں

شیخ آدم یحییٰ غدن کی ریسر جنس سے گفتگو

جماعت القاعدۃ الجہاد برصغیر کے انگریزی ترجمان رسالے 'ری سر جنس' کا شمارہ نمبر ۲/ ایک ایسے جہادی قائد کے تفصیلی انٹرویو پر مشتمل ہے، جنہوں نے کفر کے اندھیروں میں آنکھیں کھولیں لیکن فطرت سلیم اور قلبِ منیب کے حامل اس بندہٗ خدا نے اوائل عمری میں ہی حق کی تلاش کا سفر شروع کر دیا۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں کفر و طاغوت کی سیاہیاں چہار سُو پھیلی ہوئی تھیں، معصیت و فجور کی منہ زور آندھیوں نے پوری فضا کو مسموم کر رکھا تھا۔ ایسے ماحول میں ایک پاکیزہ فطرت نفس اٹھتا ہے اور اپنے خالق و مالک کی تلاش کا عزم لے کر نکلتا ہے۔ پھر اُس کا کریم رب بھی اُسے بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑتا بلکہ ایسی دست گیری فرماتا ہے کہ ہدایت و سعادت کا ہر دروازہ اس کے لیے کھلتا چلا جاتا ہے۔ ہجرت کی راہوں کا انتخاب ہوتا ہے تو پُر کٹھن اور پر صعوبت راستے 'پُر عزم اور ایمان و عمل کے جذبے سے پر جوش 'آدم' کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آسان ہوتے چلے جاتے ہیں! ایمان، ہجرت، رباط، جہاد، قتال فی سبیل اللہ اور دعوت الی اللہ کے راستوں کا یہ مسافر بالآخر اپنی منزل مراد پا گیا اور دنیوی و اخروی فلاح و کامیابیوں کے تمام خزانے اپنے دامن میں سمیٹتا ہوا' مہربان اور قدر دان رب کے دربار میں حاضر ہو گیا۔۔

کے اس انگریزی انٹرویو کا ترجمہ ماہنامہ نوائے افغان جہاد میں سلسلہ وار شائع ہو گا، ان شاء اللہ [ادارہ]۔

ری سر جنس: آپ نے بتایا کہ القاعدہ ایک بڑی اور منظم تنظیم تھی۔ تنظیم کے حجم اور درجے کے علاوہ ایسی کیا چیزیں ہیں جو اس وقت اسے باقی گروپوں سے ممتاز کرتی تھیں؟

آدم: جی! مگر پہلے میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ میری بات کہ مطلب یہ تھا کہ القاعدہ ان تمام تنظیموں اور گروپوں میں سب سے بڑی اور منظم تنظیم تھی جن کے ساتھ میں نے اس وقت تک تربیت حاصل کی تھی اور جنگ میں شرکت کی تھی۔ مثلاً شیخ ابو مصعب کا گروپ یا خالدن معسکر سے وابستہ مجاہد بھائی۔ لیکن اس بات یہ لازمی نتیجہ نہیں کہ القاعدہ اس علاقے میں موجود سب سے بڑی اور منظم تنظیم تھی۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں کچھ تنظیمیں القاعدہ سے بھی بڑی ہوں یا اس سے بھی زیادہ منظم ہوں مگر وہ میرے لیے اتنی مناسب نہیں تھی جتنا کہ القاعدہ... کیونکہ یا تو ان کی توجہ کا مرکز مقامی مسائل ہوتے تھے یا ان میں شمولیت اختیار کرنے کی کچھ شرائط ہوتی تھیں جن پر میں پورا نہیں اترتا تھا۔ لہٰذا جہاں تک میرا تعلق ہے تو القاعدہ میرے لیے ایک فطری انتخاب تھی۔ میری نظر میں القاعدہ میں کچھ خصوصیات ایسی ہیں جو اسے باقی تنظیموں سے (مگر باقی تمام تنظیموں سے نہیں) ممتاز کرتی تھیں (اور ابھی بھی یہ امتیازی خصوصیات اس میں موجود ہیں)۔

سب سے پہلی بات تو اس کا عالمی پھیلاؤ اور اس کے ارکان میں تمام اقوام عالم کی نمائندگی کا شامل ہونا ہے۔ اس کے مقابلے میں چند دیگر گروپوں کی توجہ کا مرکز صرف کچھ ممالک یا علاقے تھے اور بسا اوقات ایسا بھی محسوس ہوتا تھا کہ انہوں نے اپنے گروپ کی رکنیت کو انہی خاص ممالک اور علاقوں تک محدود رکھا ہوا ہے۔ اور میں یہ بھی واضح کر دوں کہ میں ہرگز بھی ان گروپوں کی ان پالیسیوں پر تنقید نہیں کر رہا ہوں۔ اس کی کئی معقول وجوہات ہو سکتی ہیں۔ مگر میں یہاں صرف چند ایک کا ذکر کروں گا۔

مثال کے طور پہ، جماعت القتال الاسلامی اللیبی کا بنیادی مقصد لیبیا کے طاغوت، القذافی کے خلاف لڑنا تھا اور جہاں تک میں جانتا ہوں کہ اس کی قیادت بلکہ اس کے ارکان تک کا تعلق لیبیا سے تھا۔ مصری گروپوں کا بنیادی مقصد مصری حکومت سے لڑنا تھا اور یہ مصریوں پر مشتمل تھا۔

اس طرح کشمیر اور افغانستان میں لڑنے والے کچھ کشمیری اور پاکستانی گروپوں کا میدان کار کشمیر اور انڈیا تک محدود تھا اور اس میں شامل افراد کی اکثریت کشمیریوں اور پاکستانیوں کی تھی۔ کرد گروپ کردستان میں جہاد کرنے میں مصروف تھا اور کرد ہی اسے چلا رہے تھے؛ کردستانی کردستان میں مصروف تھے۔ علی ھذا القیاس

اس سب کے برعکس، القاعدہ اپنی تاسیس سے لے کر ہمیشہ ایک ''عالمی اسلامی تنظیم'' رہی ہے اور اس نے کبھی بھی اپنے آپ کو کسی خاص ملک یا خطے تک محدود نہیں کیا۔ بلکہ یہ ہمیشہ ایک عالمی تاثر اور پوری دنیا کے کئی ممالک میں اپنی موجودگی کی حامل رہی ہے۔ اس کی اعلیٰ قیادت۔۔ اور ظاہر ہے کہ عام ارکان بھی۔ مختلف ممالک اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے افراد پر مشتمل رہی ہے جن میں حجازی، نجدی، یمنی، مصری، عراقی، شامی، لبنانی، لیبی، مغربی، تیونسی، یورپی، پاکستانی، ہندوستانی، بنگالی، بلوچی اور ہر اس قومیت کے لوگ شامل ہیں جن کا کوئی نام لے سکتا ہے۔ میرا نہیں خیال کہ کوئی مسلم ملک یا قوم ایسی ہے جس کی نمائندگی کسی نہ کسی طرح القاعدہ میں موجود نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

دوسری بات جو القاعدہ کو ہمیشہ سے ممتاز کرتی رہی ہے وہ اس کا دیگر گروپوں اور تحریکوں کے برعکس جو کہ مقامی طاقتوں (مرتدین) کے خلاف لڑنے کو ترجیح دیتی ہیں، امریکہ، صلیبی مغرب اور یہودیوں (کفار اصلی) کے خلاف جہاد پر توجہ مرکوز کرنا ہے۔ شہید اسلام، شیخ اسامہ بن لادن (تقبلہ اللہ) شیخ ابو بصیر الوحوشی (امیر قاعدۃ الجہاد جزیرۂ عرب۔ رحمہ اللہ) کو لکھے گئے ایک خط میں جو کہ ایبٹ آباد سے حاصل شدہ دستاویزات میں SOCOM-2012-0000016 کے نام سے جاری کیا گیا، اس حوالے سے تنظیم کی حکمت عملی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''میں آپ کو القاعدہ کی عسکری اور میڈیا کے میدانوں کی حکمت عملی کی یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں۔ القاعدہ اندرونی چھوٹے دشمن کے مقابلے میں خارجی بڑے دشمن پر اپنی توانائیوں اور توجہ کو مرکوز کرنے کے حوالے سے جانی جاتی ہے۔ کیونکہ اگرچہ اندرونی دشمن کفر کے لحاظ سے شدید ہے مگر خارجی دشمن کا کفر زیادہ واضح ہے اور اس وقت زیادہ خطرناک بھی وہی ہے۔ آج امریکہ کفر کا سرغنہ بنا ہوا ہے۔ اگر اللہ اسے سر کو کاٹ دے تو پر خود بخود ہی کمزور ہو جائیں گے۔

جیسا کہ حضرت عمرؓ نے ہرمزان سے اس کی رائے دریافت فرماتے ہوئے کہا تھا ''مجھے اپنی رائے سے آگاہ کرو کیونکہ تم فارس کے لوگوں کو مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔'' اس جواب دیا'' بالکل! فارس آج ایک سر اور دو پروں پہ مشتمل ہے۔'' حضرت عمرؓ نے پوچھا ''سر کدھر ہے؟'' اس نے جواب دیا ''اس کا سر نہاوند ہے''۔ پھر اس نے دو پروں کی جگہ کا بتایا اور کہا ''اے امیر المومنین! میری رائے یہ ہے کہ اگر آپ اس کے پروں کو کاٹ دیں تو اس کا سر خود بخود کمزور پڑ جائے گا'' اس پر حضرت عمرؓ نے جواب دیا ''تو نے جھوٹ کہا اے اللہ کے دشمن! میں سیدھا اس کے سر پر حملہ کروں گا اور اس کاٹ دوں گا کیونکہ اگر اللہ نے اس کے سر کو کاٹ دیا تو اس کے پر خود بخود ختم ہو جائیں گے''۔

میں نے پہلے بھی القاعدہ کی امریکہ پر توجہ کو مرکوز کرنے کی حکمت عملی کو واضح کرنے کے لیے ایک مثال دی ہے۔ یہ مثال یہ ہے کہ امت کے دشمن ایک موذی درخت کے مانند ہیں اور امریکہ اس کا ۵۰ سینٹی میٹر قطر کا حامل ایک تنا ہے۔ جب کہ اس کی شاخیں ان گنت اور جسامت میں مختلف ہیں جس میں نیٹو اور مسلم خطوں کی کئی حکومتیں شامل ہیں۔ ہم اس کو آری سے کاٹ کر گرانا چاہتے ہیں لیکن ہماری قوت اور توانائی محدود ہے۔ اس لیے ہمارے لیے اس کو کاٹ گرانے کا سب سے موثر اور مناسب طریقہ یہی ہے کہ ہم اس درخت کی بنیاد یعنی امریکہ پر آری چلائیں۔

آپ کے پاس اس کی عملی مثال بھی موجود ہے۔ وہ یہ کہ کس طرح مجاہدین افغانستان میں روس کے درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دینے میں کامیاب ہوئے۔ اس کے بعد اس کی جنوبی یمن سے مشرقی یورپ تک پھیلی ہوئی شاخیں ایک ایک کر کے گرنا شروع ہو گئیں حالانکہ اس وقت ان شاخوں کے خلاف علیحدہ کوئی کوششیں نہیں کی گئی تھیں۔

چنانچہ کوئی بھی تیر یا بارودی سرنگ جس سے امریکیوں کو ہدف بنایا جا سکتا ہے جب کہ دوسرے دشمن بھی موجود ہوں، اسے نیٹو معاہدے میں شامل دوسرے ممالک کے بجائے امریکیوں کے خلاف ہی استعمال کیا جانا چاہیے۔

ہر وہ شخص جو واقعات کا ادراک رکھتا ہو بآسانی جان سکتا ہے کہ یہ ہماری کارروائیاں اور پیغامات ہی ہیں خصوصاً گیارہ ستمبر کے بعد، جنہوں نے امریکیوں کو بری طرح تھکا کر بے حال کر دیا ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ اسی حکمت عملی کو کچھ دیگر جہادی گروپوں اور تحریکوں کی جانب سے جہاد اور صحیح منہج سے انحراف سے تعبیر کیا گیا اور آج بھی ایسا کیا جا رہا ہے۔ اسی کو بنیاد بنا کر القاعدہ پر اعتراضات کرنے اور اسے مسترد کرنے کے دروازے کھولے جا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ معاملہ مرتد حکومتوں سے قتال کی فرضیت پر اختلاف کے بجائے محض حکمت عملی اور پالیسی کی ترجیحات طے کرنے کا ہے''۔

اس ضمن میں شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی حال ہی میں بشریات (خوش خبریاں) کے عنوان سے جاری کی گئی ایک ویڈیو میں قریب کے دشمن پر توجہ کو مرکوز کرنے کے ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں:

> ''جیسا کہ میں نے کہا کہ سر کو نشانہ بنائیے اور ٹانگیں، بازو اور باقی ہر چیز خود ہی ختم ہو جائے گی۔ یہ ایک آکٹوپس ہے اور اس کا سر صلیبی صیہونی امریکہ اور اسرائیل ہے۔ کچھ لوگ اس رائے کے حامل ہیں کہ اس آکٹوپس (سمندری کیکڑے) کی ٹانگوں کو پہلے نشانہ بنانا چاہیے۔ ان کو نشانہ بنانا بھی صحیح ہے اور فائدہ مند ہے لیکن اس عالمی کفر کی جسامت اور حجم اور اس کے پاس موجود اسلحے اور گولے بارود کے مقابلے میں ہمارے پاس گولیوں کی تعداد بہت ہی محدود ہے۔
>
> لہٰذا جب تک مجاہد نوجوانوں کی تعداد اور ہماری صلاحیتیں محدود ہیں ہمیں باقی چیزیں چھوڑ کر اپنی کوششوں کو سر کو نشانہ بنانے پر ہی مرکوز کرنا چاہیے۔ وہ لوگ جو ٹانگوں کو نشانہ بنانے پر یقین رکھتے ہیں، اپنے اجتہاد پر عمل کرنے کی بنیاد پر ثواب کے مستحق ہیں مگر ہمارے فہم کے مطابق ہمیں سب سے اہم ترین حصے یعنی سر کو نشانہ بنانا چاہیے۔
>
> یہ وہ ہے جس پر ہم یقین رکھتے ہیں اور بہر حال یہ تمام معاملات اجتہادی نوعیت کے ہیں۔ آپ امریکہ کو پہلے ماریں گے یا حسنی مبارک کو، یا اس کے بعد، یا اس کے بعد؟ یہ تو اجتہادی معاملات ہیں اور ہمارا اجتہاد ہمیں اس بات پر قائل کرتا ہے کہ نصوص کی روشنی میں ہمارا موقف یہ ہونا چاہیے کہ ہم

سب سے پہلے کفر کے سر غنہ اور کفر کے سرداروں کو نشانہ بنائیں۔ واللہ اعلم بالصواب''۔

میں یہاں یہ بیان کرنا چاہوں گا کہ جب شیخ اسامہؒ حکمت عملی کے متعلق بات کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ یہ نصوص کے مطابق ہے تو اس سے وہ احادیث مبارکہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں... جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ہرمزان کے درمیان ہونے والا مذکورہ بالا مکالمہ اس کے ساتھ ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بازنطینوں کے خلاف قتال کے لیے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر کی روانگی پر اصرار کرنا۔ حالانکہ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب میں ارتداد کا فتنہ پھوٹ پڑا تھا۔ وہ قرآنی دلائل کے بارے میں بھی بات کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول؛

فَقَاتِلُوٓاْ أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لاَ أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ (التوبۃ: ۱۲)

''لڑو کفر کے سرداروں سے بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں تاکہ وہ باز آئیں''۔

تیسری چیز جو القاعدہ کے ساتھ خاص ہے وہ اس کا کسی خاص عقیدے یا منہج کا لکھا ہوا نہ ہونا ہے جس سے ہر رکن نے شمولیت کے وقت اتفاق کرنا ہو۔ کچھ دیگر گروپوں کے برعکس جو اپنے اندر شمولیت اختیار کرنے کی کڑی شرائط لاگو کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے بہت سے لوگ ان شرائط پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے رہ جاتے ہیں گویا کہ جہاد کسی خاص طبقے کے ساتھ ہی خاص ہے۔

اس کے برعکس القاعدہ اپنے اندر شمولیت اختیار کرنے کے معاملے میں بہت وسعت سے کام لیتی ہے۔ اگرچہ وہ قیادت کے تمام خیالات سے متفق نہ بھی ہوں۔ بس اتنی شرط ہے کہ وہ مسلمان ہو اور سیکورٹی کے حوالے سے کلیئر ہو اور کسی بڑی بدعت اور واضح برائی میں نہ مبتلا ہو۔ میرے ذاتی خیال میں، امت کی صلاحیتوں کے بہترین استعمال کے لیے اور ان کو ان کے دشمنوں کے خلاف لڑنے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے اکٹھا کرنے کے لیے یہ بہترین طریقہ ہے۔

دوسری طرف اگر آپ اپنے گروپ میں شمولیت اختیار کرنے کو صرف ان لوگوں تک محدود کر دیتے ہیں جو فقہ اور عقیدے کی ہر باریکی اور چھوٹی سی چھوٹی بات میں آپ سے اتفاق کریں، تو میرے خیال میں جن دروازوں کو اللہ نے کھولا ہے آپ ان کو بند کرنے کے اور اپنے آپ کو اور جہاد اور مجاہدین کو امت کے ایک بڑے حصے سے الگ کرنے کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

اللہ نے جہاد کسی خاص فقہ یا مذہب کی پیروی کرنے والوں تک محدود نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کو تمام امت حتیٰ کہ گناہگار مسلمانوں پر بھی فرض کیا ہے۔ تو ان کے بارے میں کیا خیال ہے جو صرف آپ سے مختلف مکتبہ فکر کی پیروی کرتے ہیں یا آپ ہی کے مکتبہ فکر کی پیروی کرتے ہیں مگر فقہ یا عقیدے کی کسی چھوٹی سی ضمنی بات میں آپ سے اختلاف رکھتے ہیں۔

آپ کیسے ان کو اپنے سے دور کر سکتے ہیں جب کہ وہ تو صرف ان معاملات میں آپ کے نقطہ نظر اور موقف سے اختلاف رکھتے ہیں جو کہ بحث اور بات چیت کے لیے کھلے ہیں اور اکثر تو ان کا روزمرہ کے معمولات میں کوئی حصہ نہیں ہوتا؟ جب تک کوئی آپ کے گروپ کے لائحہ عمل اور پالیسیوں سے متفق ہے اور اللہ کی معصیت کے علاوہ ہر معروف میں امیر کی سمع و طاعت کے لیے راضی ہے تو اسے آپ کے گروپ میں شمولیت سے کیوں روکا جانا چاہیے؟

یہاں میں یہ بھی بتادینا چاہتا ہوں کہ میں یہاں جواز اور عدم جواز کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں وہ بات کر رہا ہوں جو زیادہ مناسب اور امت کے مفاد کے لیے بہترین ہو۔

القاعدہ کی چوتھی امتیازی خصوصیت اس کا مجاہدین کے پبلک ریلیشنز کی اہمیت کا ادراک کرنا اور (ہمیشہ صرف اللہ ہی پر توکل کرتے ہوئے) عامۃ المسلمین کی حمایت حاصل کرنا ہے۔ ان گروپوں کے برعکس جو کہ عوامی حمایت حاصل کرنے اور اسے برقرار رکھنے کے خیال کو مسترد کرتے ہیں۔

پانچویں امتیازی خصوصیت اس کی باقیوں...افراد نہ کہ گروپ... کی نسبت اسلامی امارت افغانستان سے گہرے تعلقات ہیں، باقی کچھ تنظیمات اگر امارت کے واضح مخالف نہ بھی ہوں تو اس کے بارے میں ابہام کا شکار ہیں۔ یہاں تک کہ کچھ عناصر تو امارت کو دائرہ اسلام سے بھی خارج شمار کرتے رہے ہیں۔ چاہے اس کی وجہ ان عناصر کی طرف سے مخالف افغان گروہوں کی بے جا طرفداری اور حمایت تھی یا ان کے اسلام کے فہم میں غلو اختیار کرنے سے پیدا ہونے والی گمراہی اور تکفیر کے معاملہ میں شدت اختیار کرنا تھی۔

مگر اس کے برخلاف تکفیری ذہنیت کے حامل افراد جب افغانستان تربیت کی غرض سے آئے یا نواز شریف کی حکومت کی جانب سے پشاور اور خیبر کی قبائلی ایجنسی میں موجود ان کے گھروں تک ان کا پیچھا کئے جانے کے بعد جب یہ افراد افغانستان آنے پر مجبور ہو گئے تو امارت نے ان کا گرم جوشی سے استقبال کیا اور بسا اوقات ان کے لیے مفت رہائش اور دیگر سہولیات کا بھی بندوبست کیا۔ اس کی بڑی وجہ امارت کا ان کے تکفیری خیالات سے ناواقف ہونا تھا۔ مگر الحمد للہ دنیا کے اس خطے میں ان جیسے شدت پسندوں کی تعداد ہمیشہ کم ہی رہی ہے اور یہ کبھی بھی منظم نہیں ہو پائے والحمد للہ۔

رسر جنس: جب آپ ''تکفیری'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے آپ کی عین مراد کیا ہوتی ہے؟

آدم: تکفیری اس شخص کو کہتے ہیں جو تکفیر کے اصولوں کو منطبق کرنے میں شریعت کے بیان کردہ حدود کو بھی پار کر جاتا ہے اور اپنے اس افراط اور شدت کو اپنا منہج بنالیتا ہے یہاں

تک کہ یہ اس کی پہچان بن جاتی ہے۔ بالفاظ دیگر ہم یہاں اس شخص کی بات نہیں کر رہے جس نے اس معاملے میں چند غلطیاں کی ہوں؛ ہم تو اس شخص کی بات کر رہے ہیں جس کا اوڑھنا بچھونا ہی اعتدال سے ہٹی ہوئی تکفیر بن چکا ہو!

رسر جنس: کیا تکفیری اور خارجی سے مراد ایک ہی ہے؟

آدم: ضروری نہیں۔ ''تکفیری'' بظاہر ''خارجی'' سے ایک وسیع اصطلاح ہے، جس سے ایک تکفیریوں کی ایک خاص قسم مراد ہے۔ مگر آیا کہ وہ ایک ہی ہیں یا مختلف، یہ جاننا ہمارے لیے زیادہ اہمیت کا حامل نہیں۔ ہمارے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ دونوں گمراہ منہج ہیں۔ جو خطرہ یہ عمومی طور پر اسلام اور مسلمانوں کے لیے اور خصوصی طور پر جہاد اور مجاہدین کے لیے سموئے ہوئے ہیں، اس سے بچنے کے لیے ہمیں کبھی بھی اس کے خلاف لڑنے اور عوام الناس کو اس سے متعلق ہوشیار کرنے سے گھبرانا نہیں چاہیے۔

رسر جنس: ہم بعد میں تفصیل سے تکفیریت کے موضوع پر بات کریں گے (انشاءاللہ)، لیکن ابھی ہم اس لمحے کی طرف واپس آتے ہیں جب آپ نے القاعدہ میں شمولیت اختیار کی۔ جب آپ کا تعارف شیخ ابو محمد المصری (حفظہ اللہ) سے کروایا گیا پھر کیا ہوا؟

آدم: جہاں تک مجھے یاد ہے تو انہوں نے مجھ سے چند سوالات پوچھے۔ پھر انہوں نے مجھے خلاد بھائی (ولید بن عطاش) اور شیخ ابو فرج (فک اللہ اسرہ) کے حوالے کیا۔ یہ حضرات مجھے فوراً لوگر صوبے میں میس اینک کو پر مائن کے مقام پر واقع القاعدہ کے ایک مرکزی معسکر لے آئے۔ یہاں آتے ہی مجھے ایک انتہائی مشکل دورے میں داخل کر دیا گیا جو چند روز بلکہ کچھ ہفتوں پہلے ہی شروع ہوا تھا۔ یہ دورہ انتہائی سخت جسمانی مشقیں کروانے والے ایک ایرانی سارجنٹ کروا رہے تھے، جن کا نام صلاح الدین تھا جو کہ یا تو بلوچ تھے یا کرد یا فارسی اور شیعیت سے تائب ہو کر سنی ہوئے تھے۔ ان کی معاونت ایک تنزانی بھائی ابو قتادہ کر رہے تھے جو کہ اتنے سخت نہیں تھے۔

اس دورے میں مارشل آرٹس کے حربے اور ہلکے ہتھیار مثلاً چاقو اور پستول کے استعمال سے دست بدست لڑائی کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جا رہی تھی۔ جتنا مجھے اس دورے میں شامل دوسرے بھائیوں کی زبانی پتا چلا تو اس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ اس دورے کا مقصد شیخ اسامہ (رحمہ اللہ) کے لیے نئے محافظوں کو تربیت دینا تھا۔ تاہم، میں کچھ عرصے بعد... دو سال بعد... اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ دورہ گیارہ ستمبر کی کارروائی کے لیے ''لوہے کے آدمیوں'' کو تربیت دینے کے لیے ترتیب دیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

رسر جنس: تو کیا آپ نے دورہ مکمل کیا تھا؟

آدم: نہیں! مجھے استاد نے دو دن بعد ہی نکال دیا تھا۔ اور معلومات کے لیے عرض کروں کہ اس دورہ سے میں صرف اکیلا ہی نہیں نکالا گیا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ یہ بہت مشکل تھا۔ مزید برآں کہ کسی نے بھی حقیقی طور پر اسے ''مکمل'' نہیں کیا تھا کیونکہ معسکر کے بند ہونے کی وجہ سے اسے مختصر کر دیا گیا تھا۔

رسر جنس: جب آپ دورے سے نکل گئے، پھر کیا ہوا؟

آدم: میں معسکر میں شیخ ابو محمد سے ملا اور انہوں نے مجھے ایک اور نسبتاً آسان دورے میں شمولیت اختیار کرنے کو کہا۔ میں نے دبے الفاظ میں معذرت کر لی اور ان سے کابل بھیجے جانے کا مطالبہ کیا۔ 'کارتے پروان' کے مہمان خانے میں کچھ دن قوت بحال کرنے کے بعد میں کابل کے شمال قرہ باغ میں واقع خطِ اول پہ چلا گیا۔ وہاں میں نے القاعدہ کے خط اول پر قائم مرکز میں کئی ہفتے گزارے یہاں تک کہ موسم سرد ہونے لگا۔ پھر میں کابل واپس آ گیا۔ جب سردیوں کا موسم شروع ہو گیا اور برف باری ہونے لگی تو میں نے قندھار جانے کا مطالبہ کر دیا۔ میں نے سن رکھا تھا کہ وہاں کسی گروپ نے عربی اور شرعی علوم کے لیے ایک مدرسے کا افتتاح کیا ہے جس سے مجھے فائدہ ہو سکتا ہے۔ مجھے قندھار لے جانے کا اہم سبب ایک اور چیز کابل کی ہڈیوں تک اتر جانے والی سردی سے فرار تھا! لہٰذا جنوری ۲۰۰۰ء کے اوائل میں، میں قندھار آ گیا جو اگلے بائیس مہینوں تک میرا مسکن رہا۔

رسر جنس: کیا آپ نے اپنے منصوبے کے مطابق مدرسے میں داخلہ لیا؟

آدم: جی ہاں! میں نے فوراً ہی ایک عربی کی کلاس شروع کر دی جس کے استاد شیخ ابو یوسف الموریطانی (رحمہ اللہ) تھے، اس کے ساتھ ساتھ ہی میں نے کئی بنیادی شرعی علوم پڑھنا شروع کیے جنہیں مختلف شیوخ پڑھا رہے تھے۔ ان علوم کی کلاسوں کو تنظیم نے خصوصی طور پر یہ سوچ کر نئے بھائیوں کے لیے شروع کیا تھا کہ وہ تربیت شروع ہونے سے پہلے یہ پڑھ لیں (تاہم دیگر افراد بھی ان میں شامل ہو سکتے تھے اور بہت سے ہوئے بھی)۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان علوم کی ابتدائی اور بنیادی نوعیت کے باوجود مجھے ان سے واقعی بہت فائدہ ہوا۔

رسر جنس: قندھار میں قیام کے دوران آپ کی ملاقات لازماً شیخ اسامہ بن لادن (رحمہ اللہ) سے ہوئی ہو گی؟ آپ نے انہیں کیسا شخص پایا؟ شیخ رحمہ اللہ سے متعلق کوئی ایسی خاص بات جس میں آپ ہمارے قارئین کو شریک کرنا چاہیں گے؟

آدم: مجھے شیخ اسامہ بن لادن (رحمہ اللہ) سے کئی بار ملنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ زیادہ تر ملاقاتیں آتے جاتے ہوئیں اور سلام کے تبادلے، مصافحے اور مسکراہٹوں پر ختم ہو گئیں اور ایک بار اکٹھے کھانا بھی کھایا۔ ایک اور موقع پر میں نے شیخ اسامہ اور پاکستان سے تشریف لانے والے بھائیوں کے ایک وفد کے درمیان ترجمانی کے فرائض سرانجام دیئے۔

میں نے قندھار ایئر پورٹ کمپلیکس (جو کہ تارنک کے باغات کے نام سے مشہور تھا) میں منعقد ہونے والی کئی محفلوں اور مجالس میں بھی شرکت کی ہے۔ اسی جگہ شیخ اسامہ رہتے بھی تھے۔ ان اجتماعات سے متعلق میرے ذہن میں محفوظ یادوں میں وہ دن بھی موجود ہے جب

سفید لباس میں ملبوس شیخ اسامہ کی بیٹھ کر فائرنگ کرتے ہوئے مشہور تصاویر لی گئیں۔اس موقع پر شیخ اسامہ کے محافظ بھی ان کے ساتھ موجود تھے اور اور باقی بھائی ان کے پیچھے قطار میں کھڑے تھے (جو شخص شیخ کے دائیں طرف سفید پگڑی، لمبی ہری قمیص اور کالے رنگ کے جوتے پہنے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف کئے کھڑا ہے، وہ میں ہی ہوں)

مجھے یاد ہے کہ شیخ نے اچھے خاصے فاصلے پہ موجود ہدف پر کئی فائر کئے مگر ایک بار بھی ہدف کا نشانہ لینے میں ناکام رہے۔ حالانکہ گولیاں تقریباً ایک ہی مقام پر لگ رہی تھیں۔اس پر شیخ یہ دیکھنے پر مجبور ہو گئے کہ بندوق کے ساتھ کوئی مسئلہ تو نہیں اور انہوں نے دوسری بندوق لانے کا کہا۔ انہوں نے نئی بندوق سے نشانہ لیا اور پہلی ہی بار میں گولی ہدف کے عین درمیان جا کر لگی۔اس قصے سے پہلا سبق تو یہ ملتا ہے کہ شیخ اسامہ ایک اچھے نشانہ باز تھے۔ دوسرا سبق یہ کہ چاہے آپ دنیا کے اچھے نشانہ باز بھی ہوں اور پھر بھی آپ نشانے پر نہیں مار سکتے اگر آپ ناقص اسلحہ استعمال کر رہے ہوں۔

شیخ اسامہ کی ایک اور خوبی یہ تھی کہ کچھ خود پسند قائدین کے برعکس جو اپنے دنیاوی اور خود غرضانہ مقاصد کی حفاظت کے لیے اپنی تمام فوج کو بھی داؤ پر لگا دینے پر بخوشی تیار ہو جاتے ہیں، شیخ اسامہ ہمیشہ ماتحت لوگوں کی حفاظت اور بہتری کے لیے فکرمند رہتے تھے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب ایک بھائی جن کا نام شداد تھا اور انہیں میں ذاتی طور پر جانتا تھا اور ان کے ساتھ میں نے مختلف معسکرات میں تربیت حاصل کی تھی، ایک سخت تربیتی مشق کے دوران اپنے دستے سے الگ ہو کر لاپتا ہو گئے تھے تو شیخ نے بذات خود ان کی تلاش کے لیے سرگرم دستے میں حصہ لیا تھا (بعد میں ان بھائی کی لاش ایک پہاڑی کے دامن سے ملی تھی۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ بھائی انتہائی تھکن کی وجہ سے یا راستہ بھول جانے کی وجہ سے پہاڑی سے گر گئے تھے۔ تقبلہ اللہ شہیدا)۔

شیخ مختلف علاقوں میں موجود مجاہدین سے باقاعدگی سے سہولیات، معاشی، سیکورٹی اور شادی تک کے حوالے سے ان کے حالات پوچھا کرتے تھے اور یہ بھی پوچھتے تھے کہ وہ اپنے گھروں میں کتنی مرتبہ چکر لگاتے ہیں۔ وہ صحت کی حفاظت کو بھی بہت اہمیت دیا کرتے تھے۔اسی لیے انہوں نے علاج معالجے کی ضروریات کو پورا کرنے، بچوں کی نشوونما اور اسی طرح صحت کا خیال رکھنے کے لیے بجٹ میں خصوصی الاؤنس شامل کرنے کا حکم بھی دے رکھا تھا۔

شیخ واقعی اپنے ماتحت افراد اور ان کے خاندانوں کی بہتری کے لیے سوچا کرتے تھے اور یہ چیز تو ایبٹ آباد سے ملنے والے خطوط سے بھی واضح طور پر عیاں ہے۔

رسر جنس: ہم نے یہ سنا ہے کہ آپ نے امارت اسلامی افغانستان کے ساتھ مل کر بھی کام کیا ہے۔ یہ سب کیسے ہوا اور آپ امارت اسلامی کے ساتھ کام کرنے کے اپنے تجربے کو کیسے بیان کریں گے؟

آدم: قندھار آنے کے کچھ ہی عرصے بعد شریعہ انسٹیٹیوٹ کے سربراہ اور القاعدہ کے اس زمانے کے چوٹی کے رہنماؤں میں سے ایک شیخ ابو حفص الموریطانی نے مجھ سے ملاقات کی اور مجھے بتایا کچھ بھائی انگریزی زبان میں ایک جریدے کا اجرا کرنا چاہتے ہیں اور انہیں ان کے ساتھ کام کرنے کے لیے کسی ایسے شخص کی ضرورت ہے جو انگریزی زبان میں مہارت رکھتا ہو۔انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر میں ان کی مدد کر سکتا ہوں تو ان کی مدد کروں۔

انہوں نے مجھے اسی طرح بتایا کہ ''کچھ بھائی'': انہوں نے مجھے ان بھائیوں کے بارے میں نہیں بتایا اور نہ ہی مجھے ان کے بارے میں کوئی مزید تفصیل بتائی۔

جب میں ان مذکورہ بھائیوں سے ملا تو میں یہ جان کر حیران ہو گیا کہ ان کا تعلق تو بذات خود امیر المومنین کے دفتر سے تھا اور جس جریدے کا وہ افتتاح کرنا چاہتے تھے وہ اس کی اشاعت عربی اور انگرزی زبان میں امارت کی طرف سے جاری کردہ رسمی جریدے کے طور پہ ہونی تھی۔اس کا ترجمہ شدہ نام ''امارت اسلامی'' بن سکتا ہے۔

اصل میں تو یہ طے ہوا تھا کہ انگریزی شمارہ شروع تا آخر عربی زبان میں شائع ہونے والے شمارے کا ترجمہ ہوا کرے گا اور میرا کام دوسرے لوگوں کے کئے گئے ترجموں کی نظرثانی اور تصحیح ہوا کرے گا۔ لیکن جب میں نے فراہم کردہ تراجم کو دیکھا تو میں نے ان کو بتایا کہ میں ان سے بہتر ترجمہ کر سکتا ہوں۔اس طرح ہوا یہ کہ زیادہ تر تراجم میں خود ہی عربی انگریزی لغت سے دیکھ کر کیا کرتا تھا۔اس تجربے سے مجھے عربی زبان کی صلاحیت اور عربی ذخیرہ الفاظ بڑھانے میں واقعی بہت فائدہ ہوا۔ بعد میں، میں کچھ شماروں میں صفحات کی تعداد پوری کرنے کے لیے یا ان مضامین کی جگہ پر کرنے کے لیے جن کا ہم وقت پر ترجمہ نہیں کر پاتے تھے، خود بھی اپنی طرف سے کچھ مضامین لکھ کر شامل کر دیا کرتا تھا۔اسی طرح میں کبھی کبھار تنوع پیدا کرنے کے لیے دوسرے رسالوں مثلاً کابل ٹائمز سے بھی کچھ مضامین شامل کر دیا کرتا تھا۔

میں کبھی کبھی طباعت اور ڈیزائن کا کام بھی کر دیا کرتا تھا۔ بالآخر ہم بارہ مہینے کے عرصے میں تقریباً سات سے آٹھ شمارے شائع کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

جریدے پر کام کرنا ایک مثبت تجربہ تھا۔اس سے میری زبان دانی کی صلاحیتوں میں بہتری کے ساتھ ساتھ کئی دروازے کھل گئے اور مجھے امارت کو اندر سے دیکھنے، اس کی پالیسیوں سے آگاہ ہونے، امارت کی میڈیا میں اہمیت کی تفاصیل اور امارت کے کئی بڑے رہنما اور نمائندوں کو جاننے کا موقع ملا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

شاتمِ رسول کی سزائے قتل: اعتراضات کا تجزیہ و رد

مولوی حافظ حق نواز صاحب مدّظلہ العالی

کفرِ جدید کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت و بغض اتنا عیاں ہے کہ چھپائے نہیں چھپتا۔ گزشتہ ایک عرصہ سے اہلِ کفر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اظہارِ بغض کی مہمات اور طریقوں میں اضافہ بھی ہوا اور اس میں ایک شیطانی تنوع بھی پیدا ہوا۔ تحریری گستاخیوں اور تصنیفاتی ہرزہ سرائیوں سے نکل کر یہ شیطانی قبیلہ برقی تصویری دنیا میں نئے ہتھیاروں سے لیس ہو کر حملہ آور ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون بنانے، فیس بک پر نام نہاد ووٹنگ کروانے، ویڈیو فلمیں بنانے کے اطوار اس عہد کی شیطانی اختراعات ہیں۔ اہلِ کفر کی عداوت کو اس عہد میں جو ایک ''کامیابی'' حاصل ہوئی ہے وہ تاریخ میں کبھی نہیں ہوئی وہ کہ یہ ان کو مسلمانوں کے معاشروں کا حصہ اور مسلمانوں کی علمی و سماجی دنیا سے وابستہ ایسے ''مسلمان'' میسر آ گئے جو گستاخیٔ رسول کے کافرانہ عمل کے موید و معاون ہیں۔ یہ معاونین دو طرح کے ہیں۔ ایک روایتی علمی طبقہ سے تعلق رکھنے والے ''سکالرز'' جن کا سارا دینی علمی زور یہود و نصاریٰ کے حق میں قرآن و حدیث سے دلائل تلاش کرنے اور دینی ادب سے ایسے جزیے ڈھونڈنے میں صرف ہوتا جس سے ثابت ہو کہ یہود و نصاریٰ جو کہیں وہ آخری حق ہے اور مسلمان بنیادی طور پر باطل ہیں۔ اس کے لیے ان کا طریقۂ واردات یہ ہے کہ امتِ مسلمہ کے مُسلَّمات میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے اسلامی فقہی ادب سے اختلافی مسائل و آرا اور شاذ اقوال کو اپنا ہتھیار بناتے ہیں۔ حالانکہ جن غیرت مند فقہا کی آرا سے یہ فاسد مقاصد حاصل کرنے کے لیے ان کے فقہی ذخیرے کو یہ کھنگالتے ہیں ان فقہا کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا کہ کل مسلمان کہلانے والے اہل کفر کی حمایت میں ہماری فقہی آرا استعمال کریں گے۔ اس کی علمی بحث تو تفصیل کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی فقہی مسئلہ جس سیاق و سباق میں بیان ہوا ہو اور جو اس کے قایل (کہنے والے) کا ارادہ ہو اور جو اس کا اول مدلول ہو ان سب سے ہٹا کر اس کا اطلاق کرنا کیسے درست ہے؟ مثلاً حنفیہ کے ذمی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی سزا کے بارے جو بھی رائے ہے ان جدید صلیبی فقہا سے کوئی پوچھے:

1. کیا تم ان کافروں کو جنہیں تم غیر مسلم اقلیت کہتے ہو ذمی قرار دیتے ہو؟ جب نہیں کہتے تو ذمی کی سزا کے جُزیے کیوں نکال نکال پیش کرتے ہو؟ جب تمہارے نزدیک یہ ذمی نہیں تو آخر ان پر ذمی کے متعلق کسی بھی فقہی جُزیے کا اطلاق کیسے ہو گیا؟
2. کیا تم یہود و نصاریٰ کو کافر و مشرک قرار دیتے ہو؟ نہیں تم تو یہود و نصاریٰ کو کافر قرار دینا ہی جائز نہیں سمجھتے۔ تو ان فقہا کے جُزیے کیوں پیش کرتے ہو جن کی ساری بحث ہی اس اصل الاصول پر کی گئی ہے کہ یہود و نصاریٰ کافر و مشرک ہیں۔ جس اصل پر انہوں نے اپنی فقہ کی بنیاد رکھی ہے اس اصل کے تو تم منکر ہو اور بھاگ بھاگ ان فقہا کے فقہی جُزیے ڈھونڈتے ہو جن سے تمہارے محبوب یہود و نصاریٰ کو فائدہ پہنچ سکے۔
3. کیا تم یہود و نصاریٰ کے بارے قرآن و سنت سے اخذ کردہ قدیم فقہا و علما کی آرا کو تسلیم کرتے ہو؟ کیا وہ جو یہود و نصاریٰ کے بارے حکم لگاتے ہیں تم اسے مانتے ہو؟ جب نہیں مانتے تو ان کے فقہی ذخیرے سے کیوں جُزیے ڈھونڈتے ہو؟
4. کیا ان فقہا کی آرا کا مقصود اہلِ کفر کے غلبے کی حمایت تھی؟ کیا ان فقہا کے ہاں نام نہاد مسلمان اور اہل کفر کی گستاخیٔ رسول کو تائید دینے کے لیے یہ جزیے تخلیق کیے گیے؟ کیا ان فقہا کے دور میں گستاخانِ رسول کو سرکاری پروٹوکول دیا جاتا تھا؟ جب یہ سب نہیں تو ان کے فقہی جُزیوں یہ کام کیسے ان فقہا کا مقصود بنا لیا گیا؟

اہلِ کفر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی واضح وجوہات یہ ہیں:

1. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے فرمایا: ''محمد فرق بین الناس'' (محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان حد فاصل ہیں)۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا اور نہ ماننا ہی بنیادی مسئلہ ہے۔ اگر اس مسئلہ کا خاتمہ ہو جائے تو دینِ اسلام کی خاتمیت و حقانیت کا خاتمہ ہو جائے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو موردِ تضحیک و طعن بناتے ہیں تاکہ جو شخصیت حد فاصل ہے اس حد کو ختم کیا جائے۔
2. دین کا عملی پہلو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی وابستہ ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور ان کا عمل نکل جائے تو دین محض نظریہ رہ جاتا ہے۔ اس لیے ان کی ساری مساعی اس پر صرف ہوتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو منہا کر دیا جائے (یا نکال دیا جائے)۔ جب آپ کی ذات منہا ہو گئی تو دینِ اسلام ایک فلسفہ رہ جائے گا۔
3. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت مسلمانوں کے دلوں میں راسخ ہے۔ وہ اپنی اعتقادی و عملی کمزوریوں کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بارے حساس ہیں۔ اہلِ کفر جانتے ہیں جب تک یہ حساسیت باقی ہے کسی وقت بھی کوئی مسلمان ہمارے لیے خطرہ بن سکتا ہے اگرچہ اسباب میں اس کے خطرہ بننے کا کوئی امکان نہ نظر آتا ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بارے اس کی حساسیت اس کو کسی بھی وقت برانگیختہ کر سکتی ہے۔

اس لیے اہل کفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کو ایک عام بات بنانے کے لیے زور صرف کر رہے۔ اور اللہ تعالیٰ ممتاز قادری جیسے عظیم لوگ کھڑے کر کے ''فاتق اللہ

بنیانھم من القواعد فخر علیھم السقف'' کے مناظر دکھاتا رہتا۔ ذیل میں ان اعتراضات کا جواب دیا جائے گا جو سلمان تاثیر کے قتل کے تناظر میں گستاخِ رسول کے قتل کے بارے کیے گیے۔

اعتراض نمبر ایک:

سلمان تاثیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے کچھ نہیں کہا تھا بلکہ پاکستان کے ایک قانون کے بارے میں تبصرہ کیا تھا۔ اس لیے اس کو گستاخیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتکب قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اس اعتراض کا جواب درج ذیل ہے:

کسی بھی شخصیت کی گستاخی یا یااس پر شتم تین جہات (یااطراف) سے ہوتا ہے۔

اول: اس کی ذات کو طعن و تنقیص کا نشانہ بنانا۔ جیسے کوئی کہے کہ فلاں شخص ذاتی لحاظ سے ہے ہی گندا۔

دوم: اس کی صفات میں طعنہ زنی کرنا۔ جیسے کوئی کہے کہ فلاں شخص ظالم و جابر ہے۔

سوم: اس کی منسوبات میں عیب زنی کرنا۔ جیسے کوئی کہے کہ فلاں شخص کے کپڑے دیکھ کر قے ہوتی ہے۔

ناموسِ رسالت کی حفاظت کے لیے بنائے گئے قانون کو کالا قانون کہنا ذاتِ رسالت پر طعنہ زنی کو درست قرار دینا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت اہلِ ایمان پر فرض ہے۔ قرآنی آیات

لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُولِهِ

اور

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

اور

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (الاحزاب: ۵۷)

سے یہ واضح مستفاد ہے کہ ناموسِ رسالت کی حفاظت دینی فریضہ ہے۔ اسی طرح کسی بھی مسلمان اجتماعیت پر لازم ہے کہ وہ ایسا انتظام کرے کہ حکومت و سلطنت کی سطح پر ناموسِ رسالت میں طعنہ زنی کا کامل انسداد ہو۔ عہدِ خلفائے راشدین میں اس کے نظائر (مثالیں) موجود ہیں کہ شاتمِ رسول کو قتل کیا گیا۔ لہٰذا یہ قانون شرعی تناظر میں لازم ہے اور اس قانون کا استہزا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر طعنہ زنی کو جرائم کی فہرست میں شامل نہ سمجھنا ہے۔

اگر یہ بھی کہا جائے کہ اس قانونِ توہینِ رسالت پر طعنہ زنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی توہین نہیں تو تب بھی یہ منسوباتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہونے کے باعث ایک ہی حکم کے زمرے میں آتے ہیں۔ کیونکہ اس قانون کا تعلق صرف ناموسِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اس میں کسی اور کی گستاخی اور توہین پر سزا کا کوئی ذکر نہیں۔ لہٰذا یہ قانون اصلاً اور عرفاً صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے۔ منسوباتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بھی ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور سزائے قتل کا مستوجب ہے۔ قاضی عیاض المالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب بازی (برا کہنا) ہی ہے چاہے آپ کی ذات کو عیب دار کہے، یا آپ کی ذات کے ساتھ کسی نقص کو منسلک کرے، یا آپ کے نسب میں عیب زنی کرے، یا آپ کے دین میں طعنہ زنی کرے، یا آپ کی عادات و صفات میں عیب زنی کرے، یا آپ کی عزت کو بٹہ لگائے یا اس کے مشابہ کوئی بات یا عمل کرے جو سب بازی یا عیب زنی میں شمار ہو یا جس سے بغض کا اظہار ہو اور کوئی عیب لگے تو یہ سب شتمِ رسول ہے، چاہے یہ صراحتاً ہو یا اشارتاً''۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ۔ ج۲، ص۲۱۴)

نسیم الریاض شرح شفاء میں علامہ خفاجی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سیاہی کی نسبت توہین ہے کیونکہ سیاہ رنگ ناپسندیدہ اور معیوب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی حفاظت کے قانون کو کالا قانون کہنا بالتصریح اہانت ہے۔ اس میں کوئی اشارہ و کنایہ بھی نہیں۔ لہذا اگر ہم کہیں کالے پاکستان کی کالی فوج اور اس کا کالا آئین تو کوئی اسے تعریف نہیں سمجھے گا اور نہ ہی اسے غیر جانبدارانہ جملہ کہے گا۔ توہین کے الفاظ وافعال ہر معاشرے کے عرف میں جانے پہچانے ہوتے ہیں۔

اعتراض نمبر دو:

سلمان تاثیر نے قانونِ ناموسِ رسالت کو برا نہیں کہا بلکہ اس کے ناجائز استعمال (Misuse) کے باعث اس کو کالا قانون کہا لہٰذا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی نہیں کی!

یہ توجیہ و تاویل اس لیے غلط ہے کہ غلط استعمال تو پاکستان کے ہر قانون کا ہوتا ہے۔ ہزاروں جھوٹے مقدمے چوری، زنا، ڈکیتی، ناجائز اسلحہ اور فراڈ کے بنائے گئے۔ ٹیکس چوری کرنے والے پاکستانی قانون کے اندر ہی چور دروازے تلاش کرتے ہیں۔ آخر کیا وجہ کہ پورے آئین کو کالا آئین نہیں کہا گیا۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کے جرم پر سزا کے قانون کو ہی اس نے کالا قانون قرار دیا۔ قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک توہینِ رسالت کے مقدمات کی تعداد دیکھی جائے اور دیگر مقدمات میں جعل سازی و ظلم دیکھا جائے تو کوئی موازنہ ہی نہیں بنتا پھر سلمان تاثیر کا ناموسِ رسالت کے قانون کو برا کہنا اس کی بدنیتی کی دلیل تھا۔ اس کو جب تنبیہ کی گئی تو اس نے مزید ہرزہ سرائی کی۔ پیپلز پارٹی

کے اسی دورِ حکومت میں اس قانون کو ختم کرنے کے لیے پارلیمانی سطح پر بل لانے کی کوششیں بھی ہوئیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ یہ تاویلات و توجیہات سب نام نہاد دینی طبقہ کو سوجھیں خود سلمان تاثیر اس گستاخی کے بعد زندہ رہا نہ تو اس نے تاویل کی نہ توجیہ۔

اعتراض نمبر تین:

احناف کے نزدیک شاتمِ رسول کی سزا قتل نہیں ہے۔ لہٰذا سلمان تاثیر کو قتل کرنا ضروری نہیں تھا!

یہ درست نہیں کہ حنفیہ کے نزدیک شاتمِ رسول کی سزا قتل نہیں۔ ان کے نزدیک شاتمِ رسول اگر پہلے مسلمان کہلاتا تھا تو مرتد کے حکم میں ہے اور مرتد جمیع فقہا بشمول حنفیہ کے نزدیک واجب القتل ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

> ''من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فانہ مرتد وحکمہ حکم المرتد''
>
> (رد المختار علی الدر المختار، ابن عابدین الشامی، ج ۴، ص ۲۳۴)

ائمہ اربعہ کا قتل مرتد پر اتفاق ہے!

> ''واتفق الائمۃ الاربعۃ علیھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علی ان من ثبت ارتدادہ عن الاسلام وجب قتلہ واھدر دمہ''(الفقہ علی المذاھب الاربعۃ: ج ۵، ص ۳۷۲)

اختلاف مرتد کو توبہ کا موقعہ دینے اور نہ دینے میں ہے۔ جمہور توبہ اور عدم توبہ کو برابر سمجھتے ہیں اور قتل کو ہر صورت لازم قرار دیتے ہیں جب کہ حنفیہ میں شاتم رسول مرتد کو توبہ کا موقعہ دینے کے بارے میں متقدمین و متاخرین میں اختلاف ہے۔ متاخرین حنفیہ کے نزدیک توبہ کا موقعہ نہیں دیا جائے گا اور ہر صورت قتل ہو گا۔

علامہ انور شاہ کاشمیری دیوبندیؒ تحریر فرماتے ہیں:

> ''مجمع الانھر، در مختار، بزازیہ، درر اور خیریہ میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کو سب و شتم کرنے والے کی توبہ مطلقاً قبول نہیں کی جائے گی''۔(اکفار الملحدین۔ ۱۳۶)

شاتم رسول کی سزا کا معاملہ اور شاتم رسول کو توبہ کا موقعہ دینے کا معاملہ دو علیحدہ امور ہیں۔ شاتم رسول حنفیہ کے نزدیک بھی مرتد ہونے کے باعث واجب القتل ہے۔

اعتراض نمبر چار:

حنفیہ کے نزدیک توبہ کا موقع دینا ضروری ہے لہٰذا سلمان تاثیر کو غلط قتل کیا گیا۔

یہ دعویٰ بالکل باطل ہے اس کی درج ذیل وجوہ ہیں:

1. سلمان تاثیر کو اپنے گستاخانہ کلمات کے کافی عرصہ بعد قتل کیا گیا۔ لہٰذا اس کو توبہ کا بہت موقع ملا۔ علماء نے اس کی گستاخی کے بارے اس کو متنبہ کیا مگر اس نے کہا میں ان مولویوں کے فتوؤں سے نہیں ڈرتا۔ اس لیے توبہ کا موقعہ نہ دینے کا عذر تراشا محض عذرِ لنگ ہے۔
2. فقہائے احناف کی کتب میں توبہ کا موقع دینے کا سیاق و سباق رعایا اور عوام الناس کا ہے نہ کہ حکمرانوں کے تناظر میں کہا گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن کہ فقہائے حنفیہ کا یہ کہنا کہ توبہ کا موقع دیا جائے گا کہ مخاطب عوام و رعایا ہوں اور وہ عوام حکمرانوں کو گستاخیٔ رسول پر توبہ کا موقع دیں؟ لہٰذا توبہ کا موقعہ دینے یا نہ دینے کا تعلق اس معاملہ سے ہے ہی نہیں۔ سلمان تاثیر کو توبہ کا موقعہ ممتاز قادری شہید نے نہیں دینا تھا۔

حکمرانوں کے ارتداد پر شرعاً دو صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے خلاف کفر پر اصرار کے باعث مسلمانوں کی طرف سے خروج کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ کسی علاقہ کے حاکم کو ارتداد کے باعث بڑا حاکم معزول کر کے قید کر دے۔ سلمان تاثیر کے بارے دوسری صورت پر عمل نہیں کیا گیا بلکہ اس کا پروٹوکول بڑھا دیا گیا اور وہ اپنے کفر پر مسلسل اصرار کرتا رہا۔ لہذا سلمان تاثیر کا قتل حکومت کے اس کفر و ارتداد کی تائید کے باعث ہوا۔ حکومت سے سلمان تاثیر کے بارے معزول کر کے قید کرنے کی کوئی امید بھی نہ تھی کیونکہ اس سے پہلے بھی گستاخِ رسول مجرموں کی پشت پناہی کئی بار ہو چکی تھی۔

3. حنفیہ کے فقہی جزیے کو سلمان تاثیر کے حق میں استعمال کرنے والے علمائے سو سے عرض ہے کہ حنفیہ کے نزدیک چوری کی سزا قطع ید ہے، حنفیہ کے نزدیک شادی شدہ زانی کی سزا رجم اور غیر شادی شدہ کی سو کوڑے ہے۔ حنفیہ کے نزدیک ارتداد کی سزا قتل ہے۔ حنفیہ کے نزدیک سود کی حرمت کے خلاف قانون سازی کر کے سود کا نفاذ کرنے والوں کے ساتھ مقاتلہ فرض ہے۔ کیا فقہ حنفی کا ایک جزئیہ ہی دین کہلاتا ہے جس سے سلمان تاثیر کا بچاؤ ہو سکے؟ کیا فقہا حنفیہ کی باقی تصریحات کی روشنی میں اس ملک کے دین دشمن حکمرانوں پر حکم لگانے میں ان کے قلم حرکت میں آ سکتے ہیں؟ کیا اہل کفر کو عسکری اڈے دینے اور ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑنے پر کوئی شرعی حکم فقہائے حنفیہ کی کتابوں میں علمائے سو کو نہیں ملا۔

اعتراض نمبر پانچ:

گستاخِ رسول کو قتل کرنا اگر شرعی سزا بھی ہے تو یہ انفرادی طور پر نافذ کرنا ممتاز قادری کا استحقاق نہیں تھا!

یہ اعتراض قرآن و حدیث کی واضح نصوص سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اس کے شرعی نظائر و دلائل درج ذیل ہیں

1. حضرت عمر فاروقِ اعظمؓ نے منافق کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دینے کے بعد دوبارہ فیصلہ کی غرض سے ان کے پاس آنے کے باعث اس کو گستاخیٔ رسول سمجھتے ہوئے قتل کر دیا۔اس کے علاوہ اس کو قتل کرنے کی کوئی اور وجہ نہیں تھی۔ یہ قتل کا فیصلہ انفرادی طور پر کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر کیا گیا۔ منافقین کے شور وغل کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصاصاً قتل کرنے کے لیے تیار ہوئے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے بھی خود کو قصاص کے لیے پیش کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرما کر:

i. گستاخ رسول کے انفرادی قتل کو شرعاً درست قرار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو نبی بھی تھے اور حاکمِ شرعی بھی جب ان کی اجازت و حکم کے بغیر کیا گیا گستاخِ رسول کا قتل شرعاً قابل تعریف قرار پایا تو آج کے حکمرانوں کی اجازت کی کیا حیثیت جو نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نسبت رکھتے اور نہ ان کا عمل دینی ہے۔

ii. انفرادی طور پر گستاخِ رسول کے قتل پر نہ تو قصاص لیا گیا اور نہ دیت۔ گستاخ رسول مباح الدم قرار پایا۔

iii. حضرت عمر فاروقؓ کے پاس پورا موقعہ موجود تھا کہ وہ اس منافق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوبارہ لے جاتے یا خود جا کر اس منافق کے بارے شرعی حکم پوچھ لیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔اور نہ اس منافق کو آگاہ کیا کہ میرا فیصلہ تمہیں قتل کرنے کا ہے۔ ان کے ایسا نہ کرنے پر ان پر کوئی نکیر نہیں کی گئی بلکہ قرآن ان کی تایید میں نازل ہوا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ گستاخ رسول کو قتل کرنے کا حکم ایسا مطلق ہے کہ اس پر ضرورت کے وقت فوراً عمل کرنا واجب ہو گا۔

اعتراض نمبر چھ:

سلمان تاثیر کو ممتاز قادری نے دھوکہ کے ساتھ قتل کیا جس کا شرعاً جواز نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ممتاز قادریؒ کی ذمہ داری سلمان تاثیر کی حفاظت تھی کیونکہ وہ اس ڈیوٹی کی تنخواہ لے رہا تھا مگر اس نے ڈیوٹی کے دوران اس کو قتل کر دیا۔اس لیے یہ دھوکہ اور خیانت کا فعل ہے۔ یہ اعتراض متعدد وجوہ سے باطل ہے۔

1. شاتم رسول کو قتل کرنے کے لیے اختیار کردہ تدبیر کو شریعت جائز قرار دیتی اگرچہ اس کی صورت مخادعت کی ہو۔

أ. حدیث میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر محمد بن مسلمہؓ نے شاتمِ رسول کعب بن اشرف یہودی کو ایسی صورت ہی اختیار کر کے قتل کیا۔ حالانکہ وہ معاہد تھا۔ لیکن گستاخی کے باعث اس کا معاہد ہونا اس کے لیے باعثِ حفاظت نہ بن سکا۔ اسی طرح اگر ممتاز قادری کا سلمان تاثیر سے حفاظت کا معاہدہ تھا تو یہ معاہدہ گستاخی کے باعث اس کے حصانت وصیانت کا باعث نہیں ہو سکتا تھا۔

ب. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ پیغام و اطلاع نہیں بھجوائی کہ تم اب معاہد نہیں رہے اور ہم تم سے گستاخی کا انتقام لے رہے ہیں۔ اور نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے کوئی ایسا اشارہ اسے ملا، وہ حالتِ امن میں اپنے گھر کے اندر قتل کیا گیا۔

ج. امام ابنِ تیمیہؒ اس کے قتل کے بارے لکھتے ہیں ”وقتله الصحابة غيلة بامر رسول الله“ (الصارم المسلول۔ ص ۴۰۲) یعنی صحابہ نے اس کو حالت غفلت میں دھوکے کے ساتھ قتل کر دیا۔

2. جہاں تک حفاظت کی تنخواہ لینے کی بات ہے تو جس دن ممتاز قادریؒ نے سلمان تاثیر کو قتل کیا اس کے بعد اس نے حفاظت کی کوئی تنخواہ نہیں لی۔ اور جو تنخواہ وصول ہوئی وہ اس وقت تک کی ہے جب ممتاز قادری نے اس کی حفاظت کی ڈیوٹی سرانجام دی اور اس کی ہی تنخواہ وصول کی بعد میں تو وہ گرفتار ہو گیا۔ تو معاہدہ تو قتل کرتے ہی ٹوٹ گیا۔ خیانت کیا ہوئی؟ اگر حکومت کو حق حاصل ہے کہ جب چاہے اسے نوکری سے برخاست کر دے تو اس کو بھی حق حاصل ہے جب چاہے نوکری کسی طرح بھی ختم کر دے۔

اعتراض نمبر سات:

ممتاز قادری پاکستانی قانون کے مطابق مجرم تھے لہٰذا ان کو پھانسی کی سزا درست دی گئی

معترضین کہتے ہیں کہ ممتاز کا اقدام پاکستانی قانون کے مطابق چونکہ جرم تھا لہٰذا اس کو اسی کے مطابق پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ اس پر عرض یہ ہے کہ کسی مسلمان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ شرعی قانون کے مقابلے میں کسی وضعی قانون کو درست سمجھے۔ ممتاز قادری نے جس کو قتل کیا وہ شرعاً مباح الدم تھا۔ اس کا قتل ہر صورت شرعاً واجب تھا۔ چنانچہ ممتاز قادری نے اس فرد کو قتل کیا جو نہ صرف مباح الدم تھا بلکہ اس کو قتل کرنا واجب تھا۔ اگر عقلی و شرعی معیار کو چھوڑ کر کسی محض سلطنت کے قانون کے مطابق فیصلہ کو مد نظر رکھ کر اس پھانسی کو درست قرار دیا جائے تو یہ سب کچھ بھی درست ماننا پڑے گا:

1. سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ''ملکی قانون'' کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بت توڑنے کا اقدام کیا۔ اس کے باعث ان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے حاکم نے حکم دیا فاتوا بہ علی اعین الناس لعلھم یشھدون (الانبیاء۔ ۶۱)۔ پھر حاکمِ وقت کے فیصلے کے مطابق انہیں آگ کا الاؤ بھڑکا کر اس میں پھینکا گیا تا کہ ملکی قوانین کو پامال کرنے کی سزا دی جاسکے۔
2. حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی ملکی قانون کے مطابق یونانیوں کی عدالت کے فیصلے کی روشنی میں پھانسی پر لٹکایا گیا (نصرانیوں اور یہودیوں کے اعتقاد کے مطابق پھانسی ہو گئی)۔

گویا ممتاز قادری کو پھانسی کی سزا دے کر حکومتِ پاکستان نے:

1. اہل کفر کا راستہ کا اختیار کیا اور اپنے سلسلۂ نسب کو برصغیر کے نصاریٰ (ایسٹ انڈیا کمپنی و برطانوی شاہی سامراج) سے جوڑا۔ کیونکہ انہوں غازی علم دین (راج پال گستاخِ رسول کو قتل کرنے والے) کو ''قانون'' کی خلاف ورزی پر پھانسی دی تھی۔
2. تاریخی روایت کے مطابق مسٹر محمد علی جناح اس مقدمہ میں غازی علم دینؒ کے وکیل تھے۔ گویا انہوں نے بھی شرعی قانون کے مقابل ملکی قانون کی بالادستی کو غلط سمجھا اور غازی علم دین کا ساتھ دیا۔
3. علامہ اقبال مرحوم نے غازی علم دین کے اقدام کی ستائش و تعریف کی اور غازی علم دین کے ''غیر قانونی اقدام'' کو غیرت و حمیتِ دین کا نتیجہ سمجھا۔

اُن علمائے سوء جو ملکی قانون کے تحت اس قتل کو جرم قرار دیتے ہیں سے سوال ہے کہ:

1. ملکی قانون کے مطابق طلاق مغلظہ بائنہ بھی ہو چکی ہو تو میاں بیوی باہم صلح کر کے دوبارہ رہ سکتے ہیں؟ کیا حنفی علما اس ملکی قانون پر عمل کی اجازت دیتے ہیں؟
2. زنا پاکستانی قانون کے مطابق قابل راضی نامہ جرم ہے؟ کیا علما ایسا ہی سمجھتے ہیں اور اس کی اجازت دیتے ہیں؟
3. سود لینا قانوناً درست اور بعض جگہ پر لازم ہے؟ کیا یہ درست ہے؟

کیا علمائے سوء کے فتاویٰ میں طغیانی صرف حکمرانوں کے باطل اعمال کے حق میں ہی آتی ہے۔

اعتراض نمبر آٹھ:

اگر سلمان تاثیر کی طرح کسی کو گستاخِ رسول قرار دے کر قتل کی اجازت دے دی جائے تو ملک میں انارکی پھیل جائے۔ اکثر لوگ اپنی ذاتی عداوت اس کی آڑ میں نکالیں گے۔

یہ اعتراض درج ذیل وجوہ کے باعث بے بنیاد ہے:

1. شک اور احتمال کوئی دلیل نہیں اور نہ اس کی بنیاد پر کسی فعل کے جواز یا عدم جواز کا فیصلہ کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان الظن لا یغنی من الحق شیئا یعنی حق کے مقابلے میں گمان کی کوئی حیثیت نہیں۔ گستاخ رسول کو قتل کرنا ایک شرعی حق ہے اور یہ احتمال کہ لوگ اپنی ذاتی عداوت پر ایسا کر سکتے محض ایک بد گمانی ہے۔ ممتاز قادری کے معاملے میں سرکاری تحقیق کے مطابق بھی محرک صرف سلمان تاثیر کی ناموس رسالت کے قانون پر ہرزہ سرائی ہی تھی۔ اور اس نے قتل ہونے سے پہلے اس قانون کو Shit کہا۔
2. شریعتِ اسلامیہ کا یہ قانون پندرہ صدیوں سے موجود ہے۔ تاریخی طور پر اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ اس قانون کا عوام الناس میں غلط استعمال ہوتا رہا۔ مختلف معاشروں، خطوں اور نسلوں میں شریعت کے اس قانون کے ناجائز استعمال کی مثالیں، النادر کے معدوم کی طرح ہیں۔ غلط استعمال نہیں ہوا بلکہ درست استعمال حکمرانوں کے لیے سوہانِ روح ہے۔
3. پاکستان میں گستاخانِ رسول کو بیرونی قوتوں کی ایما پر اور خود حکمرانوں کی دین دشمنی کے باعث جو پروٹوکول دیا جاتا رہا اس کے باعث پاکستان کے نصرانی دلیر ہو گئے اور انہوں بیرون ملک جا کر آباد ہونے کے لیے اس گھناؤنے فعل کو ایک ذریعہ بنا لیا۔ اس طرح قتل کرنا تو مفید ہے کہ اس جرم کے انسداد کے لیے یہی راستہ درست ثابت ہوا ہے۔ حکومت کے ذریعے سزا دلوانے کا عمل تو ناکارہ ثابت ہو چکا ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی النبی

☆☆☆☆☆

شیاطین اور طواغیت سے حفاظت کے لیے

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنَ وَمَا اَضَلَّتْ کُنْ لِیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِکَ اَجْمَعِیْنَ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْھُمْ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی عَزَّ جَارُکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ (ابن ابی شیبہ و طبرانی)

''اے اللہ! پروردگار ساتوں آسمانوں کے اور ہر اُس چیز کے جس پر ان کا سایہ ہے! اور اے پروردگار، زمینوں کے اور ہر اُس چیز کے جسے وہ اٹھائے ہوئے ہیں! اور اے پروردگار، شیطانوں کے اور ہر اُس چیز کے جس کو انہوں نے گمراہ کیا ہے! میرے نگہبان رہیو، تمام مخلوق کی برائی سے، اس سے کہ کوئی ان میں سے مجھ پر ظلم یا تعدی کرے۔ محفوظ تیرا ہی پناہ دیا ہوا ہے اور بابرکت تیرا نام ہے''۔

عقیدہ فرقہ ناجیہ

شیخ ابو محمد مقدسی حفظہ اللہ

فتنۂ قبر:

☆فتنۂ قبر سے مراد یہ ہے کہ منکر نکیر انسان سے اس کے پروردگار، دین اور پیغمبر کے بارے میں سوال کریں گے؛اس موقع پر اللہ عزوجل اہل ایمان کو قول محکم کے ذریعے ثبات عطا فرمائے گا۔اے اللہ! اے اسلام اور مسلمانوں کے مددگار! ہمیں قولِ ثابت کے ذریعے دنیا و آخرت میں ثبات عطا فرما!

☆کافران سوالوں کے جواب میں کہے گا: ھا؟ ھا؟! یعنی میں نہیں جانتا؛منافق اور دین کے معاملے میں اکثریت کی اندھی تقلید کرنے والا شخص یوں جواب دے گا:

لَا أَدْرِیْ! سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُہٗ

''مجھے نہیں معلوم! میں جو لوگوں سے سنتا تھا، وہی کہہ دیتا تھا''۔

☆برزخ کے احوال غیبی امور سے تعلق رکھتے ہیں جن کا علم صرف میت ہی کو ہوتا ہے، دوسروں کو نہیں اور دنیوی زندگی میں حواس کے واسطے سے اِن کا فہم و ادراک ممکن بھی نہیں ہے؛یہی وجہ ہے کہ اس پر ایمان ہی کے ذریعے سے یہ امتیاز ہوتا ہے کہ کون غیب پر ایمان رکھتا ہے اور کون تکذیب و انکار کی روش پر گامزن ہے۔

علاماتِ قیامت:

☆ہم قیامت کی اُن تمام نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں،اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب و سنت میں جن کی خبر دی ہے، مثلاً یہ کہ دجال حقیقتاً خروج کرے گا؛اس سلسلے میں ہم بدعتی حضرات کی تاویلوں کی جانب متوجہ نہیں ہوتے؛اگرچہ ہمارے اعتقاد کی رُو سے فتنۂ دجال کی اصل ہر دور میں موجود رہی ہے تاآنکہ بر سبیلِ حقیقت اس کے خروج کا زمانہ آن پہنچے گا۔

☆ہم نزول عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی دجال کو قتل کریں گے۔

☆ہمارا ایمان ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو گا اور 'دابّۃُ الأرض' ظہور کرے گا؛ہم قرآن وحدیث میں مذکور تمام علامات قیامت کو تسلیم کرتے ہیں۔

جزاوسزا:

☆ہم موت کے بعد اٹھائے جانے اور روزِ قیامت اعمال کی جزا دیے جانے پر بھی ایمان رکھتے ہیں؛اسی طرح ہمارا اعتقاد ہے کہ لوگ اللہ عزوجل کے حضور پیش ہوں گے؛ان کا حساب و کتاب ہو گا؛وہ اپنا نامۂ اعمال پڑھیں گے اور قیامت کے دن میزان نصب کیا جائے گا؛خداوند قدوس فرماتا ہے:

ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تُبْعَثُوْنَ(مومنون:۱۶)

''پھر تم قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے''۔

پھر لوگ پروردگارِ عالم کے سامنے اس حالت میں کھڑے ہوں گے کہ وہ ننگے بدن، برہنہ پا اور غیر مختون ہوں گے؛اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ(الانبیاء:۱۰۴)

''جس طرح ہم نے پہلی خلقت کا آغاز کیا،اسی طرح ہم پھر اس کا اعادہ کریں گے؛یہ ہم پر ایک حتمی وعدہ ہے؛بے شک ہم یہ کر کے رہیں گے''۔

نیز فرمایا:

وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَاِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِھَا وَکَفٰی بِنَا حٰسِبِیْنَ(الانبیاء:۴۷)

''اور قیامت کے دن ہم میزانِ عدل قائم کریں گے تو کسی جان پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔اور اگر کسی کا رائی کے دانہ برابر بھی کوئی عمل ہو گا تو ہم اُس کو موجود کر دیں گے اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں''۔

حوضِ کوثر:

☆ہم قیامت کے دن اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوضِ کوثر پر بھی ایمان رکھتے ہیں جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہو گا؛اس کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں جتنی ہو گی؛حوضِ کوثر کا طول و عرض ایک مہینہ کی مسافت کے بقدر ہو گا۔جو ایک مرتبہ آبِ کوثر نوش جاں کرے گا،اس کے بعد کبھی پیاس کی کیفیت سے دوچار نہ ہو گا؛ہم خدا کے حضور، جو اسلام اور اہلِ اسلام کا سرپرست و آقا ہے، ملتجی ہیں کہ وہ ہمیں اس سے محروم نہ فرمائے!

روزِ قیامت:

☆قیامت کے اُس ہولناک دن میں امت محمدیہ علیہا و علی صاحبہا الصلوٰۃ السلام کے کچھ لوگوں کو حوض کوثر سے دھتکار دیا جائے گا اور وہاں آنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس روز سورج انسانوں کے انتہائی قریب ہو گا، یہاں تک کہ لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں غرق ہوں گے؛چنانچہ بعض لوگ ٹخنوں تک، بعض گھٹنوں تک اور بعض کمر تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے؛جب کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ پسینہ ان کے حلق تک پہنچا ہو گا۔

☆جنہیں حوض کوثر سے دور ہٹایا جائے گا،ان میں ایک گروہ وہ ہو گا جو ظالم حکمرانوں کا دست و بازو بنتا تھا؛ان کے جھوٹ کو سچ کہتا اور ظلم و تعدی میں ان کی مدد کرتا تھا؛اسی طرح وہ لوگ بھی وہاں سے دھتکار دیے جائیں گے جنھوں نے خدا کے دین کو بدل دیا یا اس میں بدعات اور خود ساختہ اضافے کر ڈالے؛اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے:

سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ بَدَّلَ بَعْدِیْ(بخاری:۶۵۲۸؛ مسلم:۴۲۴۳)

"دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ، جس نے میرے بعد (دین میں) تغیر و تبدل کر دیا"۔

پل صراط:

☆ہم جہنم کے اوپر نصب شدہ پل صراط پر بھی ایمان رکھتے ہیں؛ یہ پُل جنت اور جہنم کے درمیان ہے؛ لوگ اس پر سے اپنے اعمال کے مطابق گزریں گے؛ چنانچہ بعض لوگ پلک جھپکتے ہی گزر جائیں گے؛ بعض برق کی مانند، بعض ہوا کی رفتار سے، بعض تیز رفتار گھوڑوں کی طرح اور بعض اونٹ کی رفتار سے اس پل کو عبور کریں گے؛ کچھ لوگ دوڑتے ہوئے، کچھ پیدل چلتے ہوئے اور کچھ گھسٹتے ہوئے گزریں گے۔ بعض ایسے بدنصیب بھی ہوں گے جنھیں اُچک کر جہنم کی نذر کر دیا جائے گا؛ اِس پل پر ایسے کانٹے نصب ہیں جو لوگوں کے اعمال کی بنا پر اُنھیں اچک لیں گے۔ جو شخص پل صراط عبور کرنے میں کامیاب ہو گیا، وہ جنت میں داخل ہو گا؛ ہم خدا کے حضور دست بہ دعا ہیں کہ وہ ہمیں دوزخ سے نجات عطا فرمائے۔

☆پل عبور کرنے والے جب اس حصے میں پہنچیں گے جو جنت اور دوزخ کے مابین ہے تو وہاں کچھ دیر کے لیے ٹھہریں گے اور بعض آپس میں لین دین کر کے اپنا حساب چکائیں گے؛ پھر جب صفائی کے بعد وہ پوری طرح آلائشوں سے پاک کر دیے جائیں گے تو انھیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت ہو گی۔

☆ جنت کا دروازہ سب سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھلوائیں گے اور سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی امت جنت میں داخل ہونے کا شرف حاصل کرے گی۔

بہشت و دوزخ:

☆ ہم جنت اور جہنم پر ایمان رکھتے ہیں؛ یہ دونوں مخلوق ہیں، لیکن فنا نہیں ہوں گی؛ البتہ اگر یہ مراد لیا جائے کہ اہلِ توحید جس آگ میں ہوں گے، اس پر فنا آئے گی تو یہ درست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت و دوزخ ہر دو کے لیے لوگ پیدا کر رکھے ہیں؛ وہ جسے چاہے گا، اپنے فضل سے جنت عطا فرمائے گا اور جسے چاہے گا، اپنے عدل سے رزقِ دوزخ بنائے گا۔

☆جنت نعمتوں کی جگہ ہے جو اہل ایمان کے لیے ایک پائیدار مقام عزت میں ایک مقتدر بادشاہ کے پاس تیار کی گئی ہے؛ اُس میں ایسی ابدی نعمتیں ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں کبھی ان کا خیال ہی آیا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (السجدۃ:۱۷)

"تو کسی کو پتا نہیں کہ ان لوگوں کے واسطے اُن کے اعمال کے صلہ میں آنکھوں کی کیا ٹھنڈک پوشیدہ ہے"۔

☆دوزخ جائے عذاب ہے جو اصلاً تو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ (آل عمران:۱۳۱)

"اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار ہے"۔

البتہ گناہ گار مسلمان بھی اس میں داخل ہوں گے لیکن یہ ان کا اصل ٹھکانا نہیں ہے؛ یہی وجہ ہے کہ وہ اس میں ہمیشہ نہیں رہیں گے بل کہ اپنے گناہوں کے بقدر عذاب جھیلیں گے، پھر ان کا ٹھکانا جنت ہو گا جو اہل ایمان کا حقیقی مستقر ہے۔

شفاعتِ مصطفوی:

☆ہم شفاعت پر بھی ایمان رکھتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دے رکھی ہے؛ روزِ قیامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین قسم کی شفاعت حاصل ہو گی:

☆پہلی قسم کی شفاعت وہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کا حساب شروع کرانے کے لیے فرمائیں گے؛ یہ اس وقت ہو گی، جب لوگ حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے پاس جا کر سفارش کی درخواست کریں گے لیکن وہ اس سے انکار کر دیں گے؛ بالآخر لوگ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کے ملتمس ہوں گے۔

☆دوسری شفاعت اہل جنت کے لیے ہو گی کہ انھیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

یہ دونوں شفاعتیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہیں؛ واضح رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اور خاص شفاعت بھی حاصل ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کے لیے کریں گے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

☆تیسری قسم کی شفاعت وہ ہے جو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن اہل توحید کے لیے کریں گے جو دوزخ کے سزاوار ہیں؛ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سفارش فرمائیں گے کہ اُنھیں جہنم سے رہائی عطا فرمائی جائے یا دوزخ میں داخل ہی نہ کیا جائے۔ شفاعت کی یہ نوع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام، صدیقین، شہدا اور اُن تمام لوگوں کو حاصل ہو گی جنہیں خداوند قدوس اجازت دے گا؛ پس وہ خدا کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے کہ دوزخ کے مستحق کو اس میں نہ پھینکا جائے اور جو اس میں داخل ہو چکے ہیں، اُن سے متعلق سفارش ہو گی کہ انہیں وہاں سے نکال لیا جائے۔

☆اللہ رب العزت کچھ لوگوں کو اپنے فضل و رحمت سے بلا شفاعت بھی جہنم سے چھٹکارا عطا فرمائے گا۔ اس کے بعد بھی جنت کی وسعتیں مزید افراد کی طالب ہوں گی؛ چنانچہ اللہ عزوجل اور لوگوں کو تخلیق فرما کر جنت کا مہمان بنائے گا۔

☆ایمان بر شفاعت ہمارا وہ امتیازی وصف ہے جس کی بنا پر ہم خوارج کے مخالف ہیں جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب افراد کو دائمی جہنمی قرار دیتے ہیں۔

دیدار باری تعالیٰ:

☆ہم اس حقیقت پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ مومنین روزِ قیامت اور جنت میں اپنے پروردگار کی زیارت سے بہرہ مند ہوں گے؛ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ۔ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ (القیامۃ: ۲۲، ۲۳)

''اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور بارونق ہوں گے؛ اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی متواتر احادیث سے بھی اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ اہلِ ایمان قیامت کے دن اپنے رب کو اس طرح دیکھیں گے جیسے چودھویں رات کے چاند کا نظارا کرتے ہیں اور اسے دیکھنے میں انہیں کسی پریشانی یا مشقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔
واضح رہے کہ ہم رب کریم کو اس کی کسی مخلوق سے تشبیہ نہیں دے رہے بلکہ اس مقام پر محض ایک رؤیت کو حقیقت اور عدم مزاحمت میں دوسری رؤیت سے تشبیہ دی جا رہی ہے؛ دیکھی جانے والی شے کو تشبیہ نہیں دی گئی۔ جو عقیدۂ رؤیت باری کی بصیرت اور ایمان سے تہی دامن ہے، وہ اس لائق ہے کہ یومِ مزید (روز قیامت) اسے اس نعمتِ کبریٰ سے محروم رکھا جائے!

☆اس موقع پر خداوندِ عالم کے بارے میں یہ حقیقت بھی نگاہ میں رہے کہ:

لَا تُدۡرِکُہُ الۡاَبۡصَارُ وَ ہُوَ یُدۡرِکُ الۡاَبۡصَارَ (الانعام: ۱۰۳)

''اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے''۔

ہم اللہ عزوجل کے بارے میں اسی شے کا اثبات کرتے ہیں جس کا اثبات اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے؛ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب نظر کا اثبات کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کے لیے خدا کی زیارت کا اثبات کیا ہے؛ چنانچہ ہم بھی انہیں ثابت مانتے ہیں۔

واضح رہے کہ 'نظر' اور 'رؤیت' کی حقیقت، 'ادراک' سے جدا ہے؛ پس خدا کی حدود کے پاس ٹھہر جاؤ اور نصوصِ وحی سے وہ مفہوم اخذ نہ کرو جس کا ان میں احتمال نہیں ہے اور نہ ہی اِن سے ثابت شدہ کسی شے کی تردید کا رویہ اپناؤ، بصورتِ دیگر اس باب میں لغزش ہلاکت کا باعث بن سکتی ہے۔

ایمان بالآخرت کے ثمرات:

☆آخرت پر ایمان کی یہ دولت انسان دل و جان سے نیکی اور بھلائی کے لیے سعی و کاوش کرتا ہے تاکہ اُن نعمتوں سے بہرہ یاب ہو سکے جو خدا نے اہل ایمان کے لیے تیار کر رکھی ہیں اور اُس سزا سے خلاصی پا سکے جس کی وعید خدا نے نافرمانوں اور کافروں کو سنائی ہے۔

☆ایمان بالآخرت قلب و ذہن میں جلوہ گر ہو تو مومن دنیوی مال و متاع کی محرومی پر بے تاب اور مایوس نہیں ہوتا؛ اسی طرح وہ ایمان اور دعوت و جہاد کی راہ میں پیش آنے والے مصایب و مشکلات پر بھی گھبراہٹ اور خوف کا شکار نہیں ہوتا کیوں کہ اُسے امید ہوتی ہے کہ آخرت میں اِس کا بدلہ مل جائے گا اور وہ ثواب و نعیم کی لذتوں سے لطف اندوز ہو گا۔ یہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی ایمان بالآخرت کے بے شمار فوائد ہیں؛ چنانچہ یہ محض چند امور کے علم و معرفت کا نام نہیں ہے جیسا کہ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں بلکہ یہ اس ایمان، تصدیق اور اقرار سے عبارت ہے جو عمل کی ترغیب دیتا ہے۔

تقدیر:

☆ہم اچھی اور بری تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس امر پر بھی ہمارا ایمان ہے کہ اللہ عزوجل نے مخلوق کو تخلیق فرمایا، پھر ان کی تقدیریں مقرر فرمائیں اور ان کا عرصۂ حیات متعین فرمایا؛ اللہ تعالیٰ کو تخلیق سے قبل ہی معلوم تھا کہ لوگ کیا عمل کریں گے۔ اُسے ہر اُس شے کا علم ہے جو وقوع پذیر ہو چکی ہے یا آئندہ ہونے والی ہے؛ جو شے معرضِ وجود میں نہیں آ سکی، وہ اس سے بھی باخبر ہے کہ اگر وہ ظہور پذیر ہوتی تو کیونکر ہوتی۔

☆اللہ عزوجل نے لوگوں کو خیر و شر، ہر دو کی راہیں سجھا دی ہیں؛ اُس نے اُنھیں اپنی اطاعت و فرماں برداری کا حکم دیا اور اپنی معصیت و نافرمانی سے روکا ہے؛ ہر شے اُس کی تقدیر اور مشیت ہی کے مطابق رونما ہوتی ہے۔

مشیتِ الٰہیہ:

☆اللہ رب العزت ہی کی مشیت نافذ ہوتی ہے، نہ کہ بندوں کی، سوائے اس کے جو خدا اُن کے لیے چاہے؛ جو اللہ تعالیٰ اُن کے لیے چاہتا ہے، وہ ہو جاتا ہے اور جو نہیں چاہتا، وہ نہیں ہوتا۔ خداوندِ عالم جسے چاہتا ہے، ہدایت سے سرفراز فرماتا اور اپنے فضل سے نجات عطا کرتا ہے؛ وہ جسے چاہتا ہے، ضلالت سے ہم کنار کرتا اور اپنے عدل کی رُو سے ذلت و بدبختی سے دوچار کرتا ہے؛ بندگانِ الٰہی خدا کی مشیئت کے مطابق اُس کے فضل اور عدل کے مابین متغیر رہتے ہیں۔ کوئی خدا کے فیصلے کو رد کر سکتا ہے، نہ اس کے فیصلوں پر نظرثانی کر سکتا ہے اور نہ اس کے امر و حکم پر کسی کو غلبہ ہی حاصل ہے:

ما للعباد علیہ شیئٌ واجبٌ
کلا ولا سعیٌ لدیہ ضائعٌ

(بقیہ صفحہ ۸۷ پر)

اصلی ہیروز بھی غلطیاں کرتے ہیں

ابو عمار المہاجر

زیرِ نظر تحریر سرزمینِ شام میں برسرپیکار ڈنمارک سے تعلق رکھنے والے مجاہدین کے مجموعہ سے منسلک ایک مجاہد بھائی نے لکھی ہے۔ برادر بازید محمد خان نے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی کی کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، آمین۔

اسلام ہمیں اصلی رول ماڈلز کا تصور دیتا ہے۔ ہمارے ہیروز مغربی ہالی ووڈ کے ہیروز جیسے افسانوی نہیں ہیں۔ ہمارے پاس ہیروز کی مثالیں افسانوی نہیں بلکہ انسانی ہیں اور اس مثال کو میدان جنگ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ پوری دنیا کی نظریں ہر وقت مجاہدین پر لگی ہوتی ہیں... اور اگر چھوٹی سی غلطی ان سے ہو جائے تو بہت بڑی تنقید کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ ہم اسے حقیقت میں غلطی کہہ بھی نہیں سکتے، وہ یقیناً ایک بھول ہوتی ہے جو بے دھیانی میں ہو جائے... ایک بہت بڑا غلط تصور جو جہاد اور مجاہدین کے بارے میں قائم کرلیا گیا ہے 'وہ یہ ہے کہ ایک مجاہد خامیوں سے پاک ہوتا ہے، یا پھر کم از کم اسے غلطیوں سے پاک ہونا ہی چاہیے... یہ تصور عام ہے کہ ایک مجاہد تمام غلطیوں اور خامیوں سے پاک ایک روحانی شخصیت ہے۔ بہت سے مسلمان ایسا سوچتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک مجاہد بھی ویسا ہی انسان ہے جیسے دوسرے ہوتے ہیں۔ اپنی تمام بشری کمزوریوں اور خامیوں کے ساتھ وہ بھی گناہ اور غلطیاں کرسکتا ہے۔

صرف اس حقیقت کے بارے میں سوچ لیں کہ شام میں برسرپیکار بہت سے مجاہدین ایسے ہیں جو چند سال پہلے تک غفلت میں جی رہے تھے، بالکل اُسی طرح جیسے دیگر ممالک میں آج مسلمانوں کی کثیر تعداد کا حال ہے... اللہ نے شامیوں کے حالات تبدیل کیے اور جہاد کے دروازے ان پر وا کیے... بالکل ایسا ہی عراق، لیبیا اور دوسرے اسلامی ممالک کے اہل ایمان کے ساتھ ہوا جو غفلت بھری زندگی سے اس وقت نکلے جب جنگ اور قتل و غارت کے خوف ناک اور تلخ حقائق سے ان کا سابقہ پیش آیا... تو کیا اس کا یہ مطلب ہوا کہ ایک مجاہد کی تمام بری عادات ختم ہو گئیں اور ایک ہی رات میں گناہوں سے اس کی جان چھوٹ گئی... اگر ہم جہاد کرنے کے لیے اپنے سہارے گناہوں کے ختم یا اُن کے چھوٹنے کا انتظار کرنے لگیں تو کبھی بھی جہاد نہ کر پائیں...

مثال کے طور پر شام میں اب بھی بہت سے مجاہدین ہیں جو سگریٹ کے عادی ہیں۔ کچھ مجاہدین ہیں جن سے گناہ بھی سرزد ہو جاتے ہیں۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک گناہ گار مجاہد کے پاس "مجاہد" ہونے کا رتبہ ہی نہیں رہا... کیا ہمیں ایک مجاہد کو حقیر جاننا چاہیے اور اس کا شمار اس بنا پر مجاہدین میں نہیں کرنا چاہیے کہ وہ گناہ گار ہے؟ حالانکہ کہ زیادہ تر ایسے نہیں ہوتے... ایک بار شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ سے افغانستان میں پوچھا گیا کہ کیا ان مجاہدین کا جہاد جو کہ روسی کمیونسٹوں کے خلاف لڑے، قبول ہو جائے گا جو افیون کے عادی تھے اور دورانِ جہاد بھی اپنی اس عادت سے جان نہ چھڑا پائے تھے؟ تو شیخ رحمہ اللہ نے بہت خوب صورت جواب دیا، فرمایا:

> "یہاں تک کہ وہ مجاہد جو افیون کا عادی ہے، رتبے میں اس حاجی سے بلند ہے جو کعبہ کے آگے گھٹنے ٹیکے بیٹھا ہے... کیونکہ جہاد سے بڑھ کر کوئی بھی عبادت قابل قبول اور گناہوں سے پاک کرنے والی نہیں۔ یہ عبادات کی چوٹی ہے! وہ حاجی جو کعبہ کے سامنے عبادت کرتا ہے اپنے لیے نیکیاں کما کر صرف خود کو فائدہ پہنچاتا ہے جب کہ اس کے مقابلے میں ایک مجاہد میدان جنگ میں مسلمانوں کے دفاع کے لیے اپنی جان قربان کرتا ہے۔
> عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب کسی کے اچھے اعمال اس کے برے اعمال پہ حاوی ہو جاتے ہیں تو اس کے برے اعمال کا تذکرہ نہیں ہوتا اور جب کسی کے برے اعمال، اچھے اعمال سے زیادہ ہوں تو اس کے اچھے اعمال کے تذکرے نہیں ہوتے"۔

اگر یہ اس شیخ رحمہ اللہ کے اس جامع قول کے بعد بھی کچھ تشکیک باری ہے تو آیئے! امت کے بہترین لوگوں کی جانب نظر ڈالتے ہیں۔

ایک صحابی ابی محجن الثقفی رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے شراب کے عادی تھے۔ زمانہ جاہلیت میں وہ اپنے بیٹے سے یہاں تک کہا کرتے تھے: "اگر میں مر جاؤں تو مجھے انگوروں کے باغ کے سامنے دفن کرنا تاکہ انگور میری پیاس بجھا سکیں، اور مجھے صحرا میں دفن نہ کرنا، مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں مرنے کے بعد بھی شراب کے ذائقے کو محسوس نہ کر سکوں"... جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو اپنی اس عادت پر وہ مکمل قابو نہ پاسکے تھے۔ بعض اوقات انہوں نے شراب پی لی جس کا بعد میں انہیں پچھتاوا ہوا اور ان پر حد بھی نافذ کی گئی، یہاں تک کہ یہ عادت پھر ان پر غالب آگئی جس پر بعد اُن پر دوبارہ حد نافذ کی گئی... یہ معاملہ سالوں تک چلتا رہا یہاں تک کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔

ہو سکتا ہے کسی کو یہ عجیب لگے لیکن یہ واقعہ ہمیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی انسانیت دکھلاتا ہے۔ وہ بھی انسان تھے، اسی لیے ہمارے لیے بہترین مثال ہیں کیونکہ اگر اللہ ہمیں گناہوں سے پاک فرشتے بطور نمونہ دے دیتا تو ہم کبھی بھی ان کے نقشِ قدم پر چل نہ پاتے... جنگ قادسیہ برپا ہوتی ہے اور سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فارسیوں کے خلاف مسلمان فوج کو روانہ کرتے ہیں...

اس وقت فوج کے سپہ سالار سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ صحابی ابی محجن الثقفیؓ بھی جنگ میں حصہ لینا چاہتے تھے لیکن سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اُنہیں منع کر دیا کیونکہ وہ شراب پینے کی عادت کی وجہ سے مشہور تھے۔ اس لیے یہ مناسب نہ سمجھا گیا کہ وہ میدانِ کارزار میں اتریں۔ ابی محجنؓ نے اصرار کیا اور اپنا عذر پیش کیا کہ ”ہو سکتا ہے اللہ مجھے شہادت دے کر معاف کر دے اور مجھے گناہوں سے پاک کر دے“... بہت اصرار کے بعد آخر کار وہ لشکر میں شامل ہو گئے۔

فوجیں آمنے سامنے خیمہ زن ہوئیں۔ اسی دوران میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور مجوس کے مابین مذاکرات ہوتے رہے۔ جن میں توقع سے زیادہ وقت لگ گیا تو کچھ دن لڑائی کے بغیر ہی گزر گئے۔ اسی دوران ابی محجنؓ کو شراب کی طلب نے بے چین کر دیا۔ وہ اپنا وعدہ توڑ بیٹھے اور شراب پی لی۔ یہ خبر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو وہ بہت رنجیدہ بھی ہوئے اور خفا بھی۔ انہوں نے ابی محجنؓ کو سزا سنائی اور انہیں ایک خیمے کے اندر باندھ دیا گیا۔ ساتھ میں مجوسیوں کے خلاف جنگ میں شمولیت سے بھی روک دیا... سبحان اللہ ! یہ تھی وہ سزا جو دی گئی۔ نہ تو ان کی رقم ضبط کی گئی اور نہ ہی انہیں جسمانی زدوکوب کیا گیا... بلکہ سزا یہ دی گئی کہ انہیں میدان جنگ میں اپنی جان قربان کرنے سے روک دیا گیا... انہیں شہادت کی تلاش سے روکا گیا... یہ تھی وہ سزا!...

اسی وجہ سے ابی محجنؓ اداس ہو گئے... وہ گڑگڑائے اور کہا کہ وہ توبہ کرنا چاہتے ہیں، ساتھ میں جنگ میں شمولیت کی بھی فریاد کرتے رہے لیکن سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور اپنا فیصلہ تبدیل نہ کیا۔ یہ فرق ہے آج کی موجودہ اور پہلی نسلوں میں! ہم میدان جنگ اور شہادت سے بھاگتے ہیں اور اس سے بچ کر خوش بھی ہیں۔ جب کہ وہ اسی طرف بھاگا کرتے تھے اور اس سے محرومی کا احساس ہی اُنہیں اداسیوں کی دنیا میں لے جاتا تھا۔ ہم جدوجہد اور شہادت کو بطور سزا سمجھتے ہیں جب کہ وہ اسے سزا کے تقابل میں لیا کرتے تھے۔

آخر کار جنگ قدسیہ شروع ہوئی اور ابی محجنؓ اس میں شامل نہیں تھے۔ دونوں طرف لاشیں گر رہی تھیں اور ابی محجنؓ خیمے کی طنابوں کے ساتھ بندھے بیٹھے تھے۔ وہ بہت ذہنی اذیت میں تھے اور اسی کیفیت میں انہوں نے باہر جانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ کافی دیر تک کوشش کرنے کے بعد جب تھک ہار گئے تو چلّانے لگے۔ حضرت سیدنا سعد کی زوجہ محترمہ نے ان کی آواز سنی تو خیمے کے قریب آئیں اور پوچھا کہ انہیں کیا چاہیے۔ سوچا شاید کھانے پینے کی طلب ہو۔ لیکن ابی محجنؓ نے سلمی رضی اللہ عنہا کی منتیں شروع کر دیں اور کہا: ”خدا کے لیے مجھے آزاد کر دو اور سعد کا گھوڑا دے دو تا کہ میں بھی لڑ سکوں۔ اگر میں مر جاؤں تو میرے بوجھ سے خلاصی مل جائے گی اور اگر بچ گیا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ واپس آکر اپنے آپ کو دوبارہ ان رسیوں سے باندھ لوں گا“... سیدنا سعد رضی اللہ عنہ ٹانگ پر زخم کی وجہ سے اس جنگ میں خود شریک نہ ہو پائے تھے۔ وہ لشکر کی کمان کو نزدیکی پہاڑی کی چوٹی سے سنبھالے ہوئے تھے اور ابی محجنؓ جانتے تھے کہ ان کا گھوڑا جنگ میں شامل نہیں۔

حضرت سلمی رضی اللہ عنہا رحم دل تھیں اس لیے ابی محجنؓ کی مدد کو قائل ہو گئیں لیکن انہوں نے زندہ بچ جانے کے صورت میں وعدہ پورا کرنے کی یاد دہانی کروائی... ابو محجنؓ نے وعدہ پورا کرنے کی دوبارہ یقین دہانی کرائی تو حضرت سلمی رضی اللہ عنہا نے ابی محجنؓ کو رہا کر دیا، ساتھ میں گھوڑا بھی دیا۔ ابی محجنؓ نے گھوڑے پر چھلانگ لگائی اور نقاب سے چہرے کو اس طرح ڈھانپ لیا کہ کوئی انہیں پہچان نہ سکتا تھا کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ پہچاننے کی صورت میں واپس بھیج دیا جائے گا...

جب مسلمانوں نے انہیں دیکھا تو وہ میدان جنگ میں اس نقاب ہوش سپاہی کو دیکھ کر بہت حیران ہوئے، سب پریشان تھے کہ یہ کون ہیں؟ چونکہ ابی محجنؓ کو پہلے میدان جنگ میں دیکھا نہیں گیا تھا اس لیے مسلمانوں کی جانب سے ان کی اس طرح سے نگرانی شروع کی گئی کہ ابی محجنؓ کو محسوس نہ ہو... تب سب نے دیکھا کہ وہ انسان میدان جہاد میں انتہائی دلیری اور شجاعت سے لڑ رہا ہے، اس کے حملوں سے دشمن کو بھاری نقصان پہنچ رہا ہے اور اُس کی تلوار کی زد میں آکر مجوسیوں کی لاشیں دائیں بائیں گر رہی ہیں...

مسلمان سمجھ رہے تھے کہ شاید امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کوئی تازہ دم فوج کا دستہ بھیج دیا ہے... کچھ نے سوچا شاید اللہ نے مدد کے لیے فرشتے بھیج دیے ہیں... اور ان سب میں سب سے زیادہ حیران خود سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ میدان جنگ کا یہ سارا منظر کچھ فاصلے سے دیکھ رہے تھے اور اس دلیر مجاہد سے کافی متاثر ہو رہے تھے... وہ خود کلامی کر رہے تھے کہ ”یہ لڑنے کا انداز تو ابی محجن جیسا ہے اور گھوڑا بھی بلقا لگ رہا ہے“ (بلقا: سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام تھا)... مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے، انہوں نے خود سے سوچا کہ ابی محجن تو قید میں ہیں۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بہت حیرانی کے عالم میں تھے اور کچھ سمجھ نہ پا رہے تھے...

آخر کار جنگ ختم ہوئی اور دونوں اطراف کی افواج اپنے اپنے کیمپوں کی طرف واپس لوٹیں.... ابی محجنؓ جو کہ زندہ بچ گئے تھے، واپس گئے اور اپنے آپ کو وعدے کے مطابق بیڑیوں سے باندھ لیا... جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو انہوں نے دیکھا اُن کا گھوڑا اپنی جگہ پر کھڑا ہے لیکن پسینے سے شرابور اور ہانپا ہوا ہے... اسی طرح وہ ابو محجنؓ کے خیمے کی طرف گئے تو دیکھا ان کا خون بہہ رہا ہے اور وہ بری طرح سے زخمی ہیں... سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ”کیا آپ نے لڑائی کی؟“... ابو محجنؓ نے کہا، ہاں میں نے لڑائی میں حصہ لیا اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی شراب نہیں پیوں گا۔ وہ کوڑوں کی مار تو برداشت کر گئے مگر جہاد سے دوری برداشت نہیں کر پائے تھے۔ ان کی لیے یہ ایک بہت بڑی سزا تھی... سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے تب فرمایا: ”اور میں بھی وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی آپ کو اس طرح کی سزا نہیں دوں گا“۔

(بقیہ صفحہ ۷۵ پر)

عصبیتوں میں گندھا ''یوم آزادی''

علی خان لغاری

لاٹھی کی ضرب سے کعبے میں بت ایک ایک کر کے منہ کے بل گر رہے تھے۔ صدیوں سے چھایا ابلیسی طلسم ٹوٹ رہا تھا۔ لات، منات، عزّیٰ فہرست چلتی چلی جاتی ہے۔ پتھروں اور لکڑیوں سے تراشیدہ معبود، ایک کے بعد ایک، صفحہ ہستی سے مٹ رہے تھے۔ دلوں میں چھپے عصبیتوں کے اصنام پاش پاش ہو رہے تھے۔ حق کی روشنی سے نفرتوں کی دیواریں، نسلیت کی باڑیں اور قومیتوں کی سرحدیں مٹتی چلی جا رہی تھیں۔ ایک نئے عالم کی پیدائش ہو رہی تھی۔ کون ہو؟... کہاں سے ہو؟... کس خاندان سے ہو؟ کی بنیاد پر محبتوں کے لائق اور نفرتوں کے مستحق گردانے کا دور جا چکا تھا۔ اولادِ آدم کے لیے اپنے ربّ کے حضور سجدہ شکر بجا لانا ہی وجہ عزّو شرف ٹھہرایا جا رہا تھا۔ اس منظر سے یہ سوال جنم لیتا ہے کہ آخر اللہ نے اپنے نبی کے لیے یہ کیوں لازم کر دیا کہ وہ قوم اور وطن پرستی کی جڑ کاٹنے پر اپنی قوتیں صرف کرے! اس کے معمولی سے بھی اظہار کو ''جاہلیت کے بدبودار جملے'' کہے! اس بنیاد پر عزّو شرف کے بیان کو ''اپنے پیروں کے نیچے'' بتا کر ذلیل کرے!

اس کی سیدھی سادی وجہ یہی سمجھ میں آتی ہے کہ وطن اور قوم پرستی امّت میں تفرقہ ڈالتی ہے۔ اس تفرقے کے نتیجے میں نیکی اور بدی کا تصور یکسر بدل جاتا ہے۔ برے اور بھلے کی جو تمیز ہر بشر میں رکھ دی گئی ہے اور جس کی وجہ سے سب انسان بھلائیوں کو جانتے ہیں اور غلط کاری کے وقت انھیں اندرونی طور پر اس کا خوب احساس ہوتا ہے کہ وہ غلط کام کر رہے ہیں؛ یہ نیکی اور بدی کا فہم قومیت کے فلسفے کو مانتے ساتھ ہی بدل جاتا ہے۔ یہ ایسے ہوتا ہے کہ وہ تمام چیزیں جو خلقِ خدا کی بھلائی سے متعلق تھیں وہ ایکا ایکی قومی بھلائی National Interest میں محدود کر دی جاتی ہیں۔ یعنی اس فلسفے کو درست ماننے اور اپنانے سے قبل جسے نیکی اور بھلائی کہا کرتے تھے، وہ یک دم غداری کہلائی جانے لگتی ہے اور جو شے بے حمیّتی گردانی جاتی تھی، وہ اچانک عین دانش مندی تصور کی جانے لگتی ہے! اسے یوں سمجھیں کہ کسی کمزور قوم کو، بلا اشتعال، لوٹ مار کا نشانہ بنانا سبھی انسانوں کے نزدیک ناجائز اور ناروا جانا جاتا ہے لیکن اگر یہ عمل ایک طاقت ور قوم کے حق میں (In National Interest) جاتا ہو تو قومیت کا یہ فلسفہ اسے جائز ہونے (Legitimate) کی سند اس طاقت ور قوم کے جمہور کی مرضی سے (Democratically) فراہم کر دیتا ہے۔

اسی طرح کسی کمزور قوم پر ہونے والے ظلم و ستم اور دست درازی پر دم سادھے بیٹھے رہنا اور ''ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم'' کی تصویر ہو جانا فقط اس لیے جائز اور درست مانا جاتا ہے، کیونکہ مظلوم کی حمایت کے نتیجے میں ظالم کے ظلم و جور کا نشانہ خود کو بھی بننا پڑ جاتا ہے اور یہ قومی مفاد (National Interest) کے عین خلاف ہے۔ سپر پاور سے محض اس بنیاد پر لڑائی چھیڑ لینا کہ وہ ان معدنی وسائل پر اپنا حق جتلاتی ہے جو اس کی ملکی حدود سے بہت دور کسی کمزور قوم کے پاس ہیں کہاں کی ہوش مندی کہلائے گی۔ محض سچ، صداقت، حق اور دیانت دنیا چلانے کے لیے کافی نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ سچ، صداقت، حق اور دیانت اگر قومی مفاد (National Interest) میں ہے تو اس کے راگ ٹی وی چینلوں پر بھی الاپے جائیں گے لیکن اگر اس سچ کی قیمت پتھر کے دور میں دھکیلے جانے کی دھمکیوں کی شکل میں ادا کرنی پڑے تو پھر ایسی باتیں بچوں کی کہانیوں میں بیان کی جاتی ہیں قوموں کی زندگیوں میں البتہ منافقت، خود غرضی، بوالہوسی، طوطا چشمی، جھوٹ اور ابن الوقتی سے بڑھ کر کارآمد اور فائدہ بخش شے کوئی اور نہیں ہے۔ لہٰذا کسی جابر کے جبر اور کسی قاہر کے قہر کا نشانہ بننے والوں کی مدد اور نصرت سے دست کش ہونا اس فلسفہ قومیت کی روشنی میں عین دانش مندی اور کمالِ ذہانت کہلائے گی۔ ہاں! اس پرائے پھڈے میں ٹانگ اڑا بیٹھنا نری سفاہت اور حماقت ہو گی۔

یہ ہے وہ فساد جو ابلیسِ لعین زمین میں برپا کرنا چاہتا ہے۔ وطن پرستی کے خوش نما نعروں، جیوے جیوے کی صداؤں اور قومی ترانوں کی بجتی دُھنوں کے شور میں بلکتی، سسکتی انسانیت کی آہیں دب جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ اس مکروہ ذہنیت اور اس کے مظاہر کو کبھی تو ''جاہلیت کے بدبودار جملے'' کہے اور کبھی اسے اپنے ''پیروں تلے'' ہونے کو بتا کر ذلیل کرے! اس فلسفے کے مقابلے میں ایک اور قوم اور ایک اور برادری تشکیل دے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برادری کو خدا کے حقِ خدائی تسلیم کرنے کی بنیاد پر اٹھایا، پھر اسے خدا کے اس حقِ خدائی سے انکار پر کھڑی ایک دوسری برادری سے بھڑوا دیا۔ اس امّت کو یہ خوب خوب باور کرایا گیا کہ دیکھو! جھنڈوں کی کثرت اور نسلوں کا تفاوت تمھیں یہ دھوکا نہ دے کہ اس امّت کے مقابلے میں کئی ساری اُمم ہیں! کبھی اس فریب میں مت آ جانا کہ تیکھی ناک والے تو دشمن ہوئے، البتہ پھینی ناک والوں سے خدا کی اجازت سے تم خوب خوب یارانہ رکھ سکتے ہو اور ان کی محبتوں اور الفتوں کے گیت صبح و شام گا سکتے ہو! جس طرح تم خدا کے بھیجے ہوئے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنے کی وجہ سے ایک امت ہو اور جغرافیائی سرحدیں تمہارے لیے کچھ معنی نہیں رکھتیں اسی طرح اس رسول کی رسالت پر ایمان نہ لانے والے بھی ایک اُمت ہیں! چاہے ان کے رنگ مختلف ہوں۔ چاہے ان کی زبانیں مختلف ہوں۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

(التغابن: ۲)

''وہی ہے جس نے تمھیں پیدا کیا، پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن، اور اللہ وہ سب دیکھ رہا ہے جو تم کرتے ہو''۔

(بقیہ صفحہ ۵۱ پر)

''واحد قابل عمل طریقہ''اور ایک تمثیلی کہانی!

مولانا محمد فیصل

وہ شہر کے مشرق میں اچھا خاصا بڑا، بہت پرانا مگر ایک نہایت بدنصیب محلہ تھا...سب محلے والے نظریاتی اعتبار سے گرچہ ایک تھے... مگر ثقافتی پس منظر، عادات اور مزاج سب الگ الگ رکھتے تھے!

اس محلے پر شروع سے بدنصیبی کے سائے نہ تھے...صدیوں پہلے یہ محلہ شہر کا سب سے حسین گوشہ شمار ہوتا تھا... محلے والوں کا دبدبہ ایسا تھا کہ دور دراز کے محلوں میں رہنے والی مائیں اپنے بچوں کو اس محلے کے سپوتوں سے ڈرایا کرتیں...سارے شہر میں اس محلے کا حکم چلتا اور خود یہ محلے والے آسمانی احکام کے پابند تھے...یہاں کی درس گاہیں مشہور تھیں...سارے شہر کے بچے یہاں پڑھنے آتے اور علم کی روشنی پاتے... اپنی اچھی صفات کی وجہ سے محلے والوں پر صبح شام آسمان سے گویا ہن برستا مگر...

مگر پھر نجانے کیا ہوا کہ اس محلے کی چند عورتیں غداروں کو جنم دینے لگیں! یہ سپوت لیے ایسے تھے کہ دوسرے محلے والوں کے بہکاوے میں آکر اپنے ہی فرشتہ صفت بھائیوں کو ڈسنے لگے...آستین کے سانپ بن کر یہ پیٹھ میں چھرا گھونپنے لگے...آپسی لڑائیاں کیا شروع ہوئیں، محلے کا زوال شروع ہو گیا... عروج کی تابناکی زوال کی ظلمت میں ڈھلنے لگی...دھیرے دھیرے نحوست اس محلے پر، پر پھیلائے سایہ فگن ہو گئی...طرح طرح کی خطرناک بیماریاں محلے میں پھیلنے لگیں...آخر ایک دن ایسا منحوس بھی آیا کہ اس محلے میں اقتدار کا سورج غروب ہو گیا اور صدیوں سے محکوم...شہر کے مغربی محلے میں طلوع ہو گیا...وہ محلہ جو ''زمین'' کی پوجا کرتا تھا!

اس ساری ہزیمت کے باوجود...یہاں چند دیوانے کسی نہ کسی درجے میں چوں کہ آسمانی احکام کو زندہ رکھے ہوئے تھے، سو دبیز ظلمتوں میں بھی کسی کسی گھر میں کوئی شمع روشن ہوتی رہتی، کچھ تتلیاں ادھر کا بھی رخ کرتی رہتیں...پہلے کی سی بہار تو نہ تھی مگر چند گل تھے جو خوشبو بکھیرتے رہتے ...

لیکن تقریباً سو سال قبل ایک ایسا ہولناک جرثومہ اس محلے میں پھیلایا گیا کہ یہاں کی عورتوں کی کوکھ ویران ہونے لگی...ان کے ہاں فطری انداز میں بچے پیدا ہونا بند ہو گئے...وہ حسین خوش بخت بچے جو کبھی یہاں کی روشن علامت تھے، نظر آنا بند ہو گئے... شمعیں گل ہونے لگیں، وہ جو چند پھول تھے باقی، وہ بھی مرجھا گئے...رنگ برنگی تتلیاں یہاں کے باسیوں سے روٹھ کر کہیں دور چلی گئیں...

صدیوں سے آفت زدہ یہ لوگ اس افتاد پر سخت پریشان ہو گئے...بچے نہیں ہوں گے تو ان کے اقتدار کا سورج دوبارہ کیسے طلوع ہو گا...وہ سنہری دن دوبارہ کیسے آئیں گے جن کی یاد انہیں صدیوں سے بے کل کیے ہوئے تھی...(ان کی پریشانی احمقانہ تھی...اگر وہ آسمان سے رجوع کرتے تو ان کے پاس آسمانی ہدایت کی صورت ایسی دوا موجود تھی کہ جس سے ان کے گھروں میں دوبارہ فطری انداز میں بچے پیدا ہونا شروع ہو جاتے)۔

بہرحال ایک دن مغربی محلے سے تعلق رکھنے والے شہر کے ظالم حکمرانوں نے بظاہر بڑی ہمدردی جتاتے ہوئے ان مظلوم محکوموں کو بتایا کہ اپنے بچے پیدا کرنے کے لیے ہماری عورتوں کی کوکھ کرائے پر لو...اسی میں تمہاری کامیابی ہے...

بس پھر کیا تھا... یہاں کے غلام گھرانوں نے دھڑا دھڑ حکمران محلے کی عورتوں کی کوکھ کرائے پر (سروگیسی) لینا شروع کر دی...عیار حکمرانوں نے تلبیس کی ایسی گرد اڑائی کہ یہاں کے سادہ دل لوگوں نے دشمن عورتوں کی آوارہ کوکھ کو آسمانی صحیفے کی طرح مقدس مان لیا...ایسی مقدس کہ وہ اس کے لیے جانیں قربان کرنے لگے اور ''شہید کوکھ'' کہلوانے لگے ...

دھول آنکھوں میں یہاں تک جھونکی گئی کہ عام لوگ ہی نہیں بلکہ خواص جو آسمانی احکام کی تبلیغ کیا کرتے تھے 'کی غالب اکثریت نے بھی آسمانی ہدایت کو بھلا کر...اس 'نجات دہندہ' کو پانے کے لیے دشمنوں کی کوکھ کا انتخاب کیا...جو ان کے خیال میں دشمن کی کوکھ سے پیدا ہو کر، انہیں دشمنوں کے شکنجے سے نجات دلائے گا ...بارآوری شروع ہوئی...اور دشمن عورتوں کی آوارہ کوکھ سے بچے پیدا ہونے لگے... مگر کیسے؟ لولے لنگڑے، اندھے کانے... اور مغربی محلے کے وفادار...اور بھلا کیوں نہ ہوتے، کوکھ کا اثر تو ہوتا ہی ہے!

مگر یا اسفاہ...سادہ دل مخلصین نے امید کا دامن پھر بھی نہ چھوڑا...چند عقل مند جو اس محلے میں باقی رہ گئے تھے، جب انہیں سمجھاتے تو آگے سے کہتے...یہ واحد قابل عمل راستہ ہے نجات دہندہ کی آمد کا...

عقل مند انہیں کہتے: بے وقوفو!... چلو اسے حالت اضطرار سمجھتے ہو تو ٹھیک ہے، اس بدبودار کرائے کی کوکھ سے لولے لنگڑے بچے پیدا کرتے رہو مگر یاد رکھو وہ حسین موتی، وہ گوہر آبدار، وہ نجات دہندہ جس کی تم امید کر رہے ہو...وہ دشمن کی کوکھ سے کبھی پیدا نہیں ہو گا... کیونکہ کوکھ کا اثر تو ہوتا ہی ہے!

اور اگر قسمت سے کسی بچے میں کوکھ کا اثر کم آئے اور ''باپ'' کا خون جوش مارنے بھی لگے تب بھی یہ ظالم حکمران اپنی ہی کوکھ سے پیدا کردہ اس بچے کو مار دیں گے...وہ اسے زندہ نہ رہنے دیں گے جیسے وہ کونے والے بابا مصری کے بچے کو مار دیا گیا اور تین گھر چھوڑ کر جمال ترک کے بچے پر گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے!

مخلص مگر بے وقوف محلے والوں نے عقل کے ناخن نہ لیے...اور بجائے نصیحت پکڑنے کے تمسخر بھرے انداز میں عقل مندوں کو چیلنج کرنے لگے کہ اگر تم اس کرائے کی کوکھ کے بغیر نجات دہندہ پیدا کر سکو تو کر کے دکھاؤ!

پاک گل کے پڑوسی طالب افغان نے یہ چیلنج قبول کر لیا...اس نے آسمانی ہدایت کو پیش نگاہ رکھا اور جلد ہی ان کے ہاں فطری انداز میں ثمر بار آور ہوا...ایک نہایت حسین بچے کی کلکاریاں فضا میں گونجیں تو محلے والوں نے ہی نہیں، شہر بھر نے انگلیاں دانتوں میں دبا لیں...ہر طرف خطرے کے الارم بجنے لگے...(پھر کیا ہوا یہ سب کو معلوم ہے)

قصہ مختصر اس محلے کے ناعاقبت اندیش لوگ ابھی بھی پرائی کوکھ کے دیوانے ہیں...وہ گویا اس پر ایمان لے آئے ہیں کہ اس پرائی زمین سے وہ لالہ و گل اُگیں گے جن کی مشک بار خوشبوئیں، خوشیوں کی تتلیوں کو کھینچ لائیں گی...

لیکن بے چارے نہیں جانتے کہ شورزدہ زمین میں گلاب بونے سے گل نہیں، کانٹے دار جھاڑ جھنکاڑ ہی اگتے ہیں...دشمن کی آوارہ کوکھ سے تمہارے دشمن ہی پیدا ہوتے ہیں... تمہارے نجات دہندہ نہیں!

....

پسِ تحریر: "سروگیسی" کرائے کی کوکھ کو کہتے ہیں! وہ جوڑے جو بچہ خود پیدا نہیں کرنا چاہتے یا نہیں کر سکتے، وہ پیسے کے زور پر 'گروسیٹ مدر' یعنی کرائے کی ماں کا بندوبست کرتے ہیں، جو مخصوص مدت تک اپنی کوکھ ضرورت مند جوڑے کو کرائے پر دے دیتی ہے!

اگر آپ کے ہاں آپ کے کرتوتوں کی وجہ سے نیک صالح بچہ جنم نہیں لے رہا...تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ عالمی طوائف کی آوارہ کوکھ کرائے پر لے کر اس سے نیک اور صالح بچے کی امید رکھیں ...

مگر "صاحبانِ عقل" کی عقل کو سلام ہے... کہتے ہیں یہی واحد قابل عمل راستہ ہے اسلامی نظام کے نفاذ کا!

بھلا جمہوریت کی کوکھ سے اسلامی نظام نکل سکتا ہے...ایں چہ بوالعجبی است!؟

☆☆☆☆☆

بقیہ: عصبیتوں میں گندھا "یوم آزادی"

اس امت کو اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُونُواْ قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّهِ وَلَوْ عَلَى أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِينَ (النساء: ۱۳۵)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو"۔

اس امت کی شان اور اس کا مقام تو یہ ہے کہ جب خدا اسے حق کے ساتھ کھڑے ہونے کا حکم دیتا ہے تو پھر وہ حق اور سچ کے سامنے اپنے نفس کو پست کر لیتی ہے، اپنا آپ مار لیتی ہے، اپنے نفس کو اپنی خواہشات کو اور اپنی محبتوں، چاہتوں اور الفتوں کو حق اور سچ کے سامنے کھڑا ہونے نہیں دیتی ہے۔ پھر ایسی ہی قوم کی تعریف و توصیف میں وحی نازل ہوتی ہے کہ:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُوْلَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُوْلَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (المجادلہ: ۲۲)

"تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی یا ان کے اہلِ خاندان۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے۔ وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں۔ خبردار رہو، اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں"۔

دیکھنا!...برطانوی، فرانسیسی، پرتگالی اور ولندیزی سامراج کی کھینچی گئی لکیروں اور ان لکیروں کی بنیاد پر گھڑے ہوئے امتیازات (distinctions) کی محبت اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر حاوی نہ ہو جائے۔

دیکھنا!... کہیں جھنڈوں کی لہلہاہٹیں، قومی ترانوں کی بجتی دھنیں اور جیوے جیوے کی صدائیں کٹی پھٹی، تیشہ چلی، درماندہ و مظلوم امت کی آہوں سے تمہیں بے بہرہ نہ کر دیں۔ دیکھنا!!...دیکھنا!!

☆☆☆☆☆

"خطائیں ہوتی ہیں، شکست ہوتی ہے، اور سبق سیکھے جاتے ہیں، پھر امت کے طور پر ہمارا تجربہ، صبر اور استقامت ہمیں رب تعالیٰ کی طرف سے فتح کا حق دار بناتی ہے"۔

شیخ انوار العولقی رحمہ اللہ

حضرت اقبال 'بچ' گئے!

مصعب ابراہیم

بھلے وقت تھے کہ حضرت اقبال نے دوٹوک اور واضح انداز میں عصبیت وطنی کے فتنے اور قومی تعصب کے زہر کی ٹھیک ٹھیک نشان دہی فرمادی، ساتھ ہی امت کے لیے اس کی تباہ کاریوں سے بھی متنبہ کردیا...اچھے زمانے تھے کہ علامہ اقبال 'شدت پسندی اور ''دہشت گردی'' کو پروان چڑھانے والے نظریات پھیلاتے رہے اور طبعی طور پر داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے...آج اس سب کے عشر عشیر بھی ارشاد فرمادیتے تو ''نیشنل ایکشن پلان'' کی زد میں آتے، پہلے گھر سے اٹھا کر غائب کردیے جاتے، تاریک کوٹھریوں میں ڈال دیے جاتے اور وحشی درندے مہینوں تک اُن کے جسم و جان کو بھنبھوڑتے رہتے...آخر کار گھٹاٹوپ اندھیروں میں کسی ویرانے میں لے جاکر ''پولیس مقابلے'' کی نذر کردیے جاتے اور اگلے دن ہتھ کڑیوں میں جکڑی، خاک و خون میں غلطاں' علامہ اقبال کی لاش کی تصویر کے ساتھ خبر آتی کہ

> ''سی ٹی ڈی اور خفیہ اداروں کی مشترکہ کارروائی...اقبال نامی شدت پسند' دہشت گردی کی منصوبہ بندی میں مصروف تھا کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے اُنہیں جالیا، اقبال کے ساتھیوں نے ہمارے جوانوں پر فائرنگ کی اور جوابی فائرنگ پر فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے جب کہ اقبال اپنے ہی ساتھیوں کی فائرنگ کی زد میں آکر مارا گیا!''...

ذرا شاعری پڑھیے اور پھر سوچیے کہ آج کے دور میں ایسے خالص توحیدی اور وطنیت کی جڑ کاٹنے والے نظریات کی ترویج و اشاعت کرنے والوں کا انجام اس کے علاوہ بھی کچھ ہو رہا ہے؟!

اگر ملک ہاتھوں سے جاتا ہے' جائے
تو احکام حق سے نہ کر بے وفائی

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی

ہوس نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے نوع انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا
یہ ہندی، وہ خراسانی، یہ افغانی، وہ تورانی
تو اے شرمندہ ساحل، اچھل کر بیکراں ہو جا

تو نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے
نشہ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے
ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

عجمی خم ہے تو کیا، مے تو حجازی ہے مری
نغمہ ہندی ہے تو کیا، لے تو حجازی ہے مری!

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے، وہ مذہب کا کفن ہے
یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیب نوی ہے
غارت گر کاشانۂ دین نبوی ہے
بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے، تو مصطفوی ہے
نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے!
ہو قید مقامی تو نتیجہ ہے تباہی
رہ بحر میں آزادِ وطن صورت ماہی
ہے ترکِ وطن سنتِ محبوبِ الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی
گفتارِ سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشادِ نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے
اقوام جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے
تسخیر ہے مقصود تجارت تو اسی سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے
اقوام میں مخلوق خدا بٹتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

☆☆☆☆☆

شہدائے گیارہ ستمبر کا تعارف... شیخ اسامہ بن محمد بن لادن رحمہ اللہ کی زبانی

آسمان پہ سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے اور زہر میں بجھے تیروں کی بارش جاری تھی...

خون کا سیلاب بام و در کو عبور کر چکا تھا...

غاصبوں کا ستم اپنے عروج پر تھا...

جب کہ ہماری طرف کے میدان تلوار کی جھنکار، اور گھوڑوں کی ٹاپ سے خالی تھے...

یہاں صرف چیخیں تھیں...

اور وہ بھی ڈھول باجوں کی آواز میں دب چکی تھیں...

ایسے میں غیرت کی آندھیاں چلیں...

اور ان کے قلعوں کو مٹّی کا ڈھیر بنا گئیں اور جابروں کو یہ سمجھا گئیں...

کہ ہم تم سے یونہی ٹکراتے رہیں گے...

یہاں تک کہ اسلام کی ایک ایک زمین تم سے واپس چھین نہ لیں!

جب بھی پنٹا گون اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے معرکوں کی بات ہو گی، ان نوجوانوں کا تذکرہ ضرور سامنے آئے گا جنہوں نے تاریخ کے دھارے کا رخ موڑ دیا۔ آج لوگ ان کے ناموں سے واقف ہوں یا نہ ہوں، تاریخ بہر حال یہ بات ثابت کرے گی کہ یہی وہ شہدا تھے جنہوں نے ملت فروش حکمرانوں اور ان کے آلہ کاروں کے لگائے ہوئے داغ اپنے خون سے دھوئے۔ معاملہ صرف اتنا نہیں کہ انہوں نے پنٹا گون اور ٹریڈ سنٹر کے برج تباہ کر دیے، یہ تو ایک آسان سی بات تھی۔

نہیں! بلکہ ان نوجوانوں کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے وقت کے ایک جھوٹے خدا کا بت پاش پاش کر کے رکھ دیا، اس کی اقدار کو ملیامیٹ کر دیا، اور یوں طاغوتِ زمانہ کا اصل چہرہ لوگوں کے سامنے آ گیا۔ کل اگر فرعونِ مصر کا دامن معصوم بچوں کے لہو سے داغ دار تھا تو آج کا فرعون کفر و سرکشی میں اس سے دو ہاتھ آگے ہے۔ یہی قاتل ہے جو ہمارے معصوم بچوں کو فلسطین، افغانستان، لبنان، عراق، کشمیر اور دیگر خطوں میں قتل کرنے کا ذمہ دار ہے۔

ان شہیدی جوانوں نے خوابیدہ امّت کے دلوں میں ایک بار پھر ایمان کی آگ بھڑکائی اور انہیں عقیدۂ ولاء و براء کا مطلب سمجھا دیا۔ صلیبیوں اور ان کے مقامی دُم چھلوں کی عشروں سے جاری سازشوں کا توڑ کیا اور مسلمانوں سے وفاداری اور کفار سے بیزاری کے عقیدے کو مٹانے کی مذموم کوششوں پہ پانی پھیر دیا۔

ان نوجوانوں کی عظمتِ کردار کا کماحقہ' تذکرہ ممکن نہیں، قلم اس سے عاجز ہیں۔ اسی طرح ان مبارک معرکوں کے نتائج و برکات کا پوری طرح احاطہ کرنا بھی مشکل ہے، تاہم میں ان شہدا کا مختصر تعارف آپ کے سامنے پیش کروں گا، کیونکہ جس بھلائی کا سب کچھ سمیٹا نہ جا سکے، اُس کا بہت کچھ چھوڑ دینا بھی مناسب نہیں!

(۱) محمد عطا:

ٹریڈ سنٹر کے پہلے برج کو نشانہ بنانے والے جاں باز تھے۔ یہ اس پورے سریّے کے امیر تھے۔ مصر سے تعلق رکھنے والے کنانہ کے اس سپوت کی زندگی کا ہر لمحہ سچائی کا نقیب تھا۔ جدوجہد اور انتھک محنت ان کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو تھا۔ امت کی حالتِ زار انہیں بے چین کیے رکھتی۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت قبول فرمائے۔

(۲) زیاد سمیر الجراح:

سرزمینِ شام کے علاقے لبنان سے تعلق رکھنے والے سرفروش تھے۔ سچائی کے علم بردار، کھرے کردار کے مالک زیاد، ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے سچے پیروکار تھے۔

(۳) مروان الشحی:

دوسرے برج کو گرانے والے ہوا باز مجاہد، مروان الشحی کا تعلق امارات سے تھا۔ دنیا اپنی ساری رنگینیوں کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوئی، مگر یہ اس کے دام فریب میں آنے سے صاف بچ نکلے۔ اور اپنے رب کی جنتوں اور اس کی رضا کی تلاش میں چل دیے۔

(۴) ھانی حنجور:

وادیٔ طائف کے بطل ھانی حنجور نے امریکی دفاعی مرکز پنٹا گون کو برباد کیا۔ یہ پاک دل و پاک باز نوجوان پختگیٔ کردار کی ایک مثال تھا، ہم انہیں ایسا ہی جانتے ہیں، اور حسیبِ اصلی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

(۵) احمد بن عبد اللہ النعمی:

ابہاء کے رہنے والے احمد بن عبد اللہ النعمی ایک عبادت گزار مجاہد تھے۔ قیام اللیل کا والہانہ شوق رکھتے تھے۔ یہ خاندانِ قریش کے چشم و چراغ تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں ہونے کا شرف انہیں حاصل تھا، اخلاقِ حسنہ کی تصویر تھے۔ اس نوجوان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ خود بھی گھوڑے پر سوار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اتر کر دشمن سے قتال کرنے اور اپنی زمین کو ان سے چھڑانے کا حکم صادر فرما رہے ہیں۔

(۶) سطام السقامی:

ارضِ حرمین کے باسی سطام السقامی کا تعلق نجد سے تھا، عزم و شجاعت کے پیکر اس نوجوان کو جو بھی دیکھتا، اسے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث یاد آجاتی کہ

هُمْ (بَنُوْ تَمِيْم) اَشَدُّ اُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ (مسلم: باب من فضائل غفار و أسلم وجهينة وأشجع ومزينة وتميم ودوس وطيئ)

''میری امت میں سے دجال کے لیے سب سے زیادہ سخت بنو تمیم کے لوگ ہوں گے''۔

(۷)ماجد بن موقد الحنف:

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ سے تعلق رکھنے والے ماجد بن موقد الحنف! رزم ہو یا بزم، یہ شہید دل و نگاہ کی پاکیزگی کا ایک چلتا پھرتا نمونہ، تواضع اور اعلیٰ اخلاق کی ایک روشن مثال تھے۔ یقیناً ایمان اور حیا دونوں باہم متلازم ہی ہوتے ہیں!

(۸)خالد المحضار:

حرمِ کعبہ کے پڑوسی خالد المحضار، مکّہ مکرمہ کے رہائشی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں ہونے کا شرف انہیں بھی حاصل تھا۔ خانوادۂ قریش کے اس مجاہد کی سب سے بڑی تمنا بس یہی تھی کہ اسے اللہ کے راستے میں شہادت مل جائے۔

(۹)ربیعہ نواف الحازمی:

ربیعہ نواف الحازمی بھی مکہ مکرمہ سے تعلق رکھتے تھے۔ عزیمت و ہمت، اور صبر و استقامت اور حیا کی روشن مثال، اپنے گھوڑے کی لگام تھامے یہ نوجوان موت کے ٹھکانوں کی تلاش میں سر گرداں رہتا تھا۔

(۱۰)سالم الحازمی (بلال)، نواف الحازمی:

مکہ مکرمہ ہی کے سالم الحازمی (بلال)، نواف الحازمی کے سگے بھائی تھے۔ ایمان کی بہار آئی تو آپ نے ساری دنیا تج دی۔ ''جنت تلواروں کے سائے تلے ہے''، یہی ان کا شعار تھا۔

(۱۱)فائز قاضی:

افغانستان میں احمد کے نام سے مشہور، فائز قاضی کا تعلق بنی حماد سے تھا۔ جُود و سخا، حیا اور تواضع ان کی خاص پہچان تھی۔ ''بنی اسیر'' کے تمام قبیلے، چاہے وہ قبیلۂ زہران ہو یا غامد یا بنی شہر، ان سب کا نیویارک اور واشنگٹن کے مبارک معرکوں میں وہی کردار ہے جو شیروں کا میدان میں ہوتا ہے!

(۱۲)احمد الحزنوی الغامدی:

احمد الحزنوی الغامدی، غیرت و حمیت اور بہادری و شجاعت کی صفات سے آراستہ تھے۔ بڑی سے بڑی آزمائش بھی ان کے قدم نہ ڈگمگا سکی۔ راہِ عزیمت کے یہ شہ سوار، مجاہدین کے امام اور خطیب بھی تھے، ہمیشہ لوگوں کو جہاد پر ابھارتے رہتے تھے۔

(۱۳)حمزہ الغامدی:

حمزہ الغامدی کا دل شوقِ شہادت سے سرشار تھا۔ ان کے روز و شب اللہ کے ذکر سے پر نور رہتے۔ عبادت کا ذوق و شوق اور کثرت سے تلاوتِ قرآن کرنے والے، ادب اتنا کہ گفتگو کریں تو منہ سے پھول جھڑیں۔

(۱۴)عِکرمہ احمد الغامدی:

عِکرمہ احمد الغامدی، بے مثال عزیمت کے مالک اور صبر و استقامت کا پیکر تھے۔

(۱۵)معتز سعید الغامدی:

معتز سعید الغامدی، تعلق مع اللہ سے آراستہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا۔ قدم زمین پر مگر دل سبز پرندے کے ساتھ رحمٰن کے عرش تلے۔ ہمارا گمان یہی ہے، دلوں کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے۔

(۱۶،۱۷)وائل اور ولید الشہری:

وائل اور ولید الشہری، دونوں بھائی یکساں خوبیوں کے مالک، عبادت کے شوقین اور اپنے ربّ کے حضور قیام و سجود میں راتیں گذارنے والے، جدو جہد اور انتھک محنت کے خوگر، ادب اور حیا کی ایک روشن مثال تھے۔ ان دونوں شہیدی جوانوں کے والد حجاز کے ایک بڑے تاجر اور اپنے قبیلہ کے سردار ہیں۔ دنیا دھوکے کا سامان لیے ان کی طرف بڑھی مگر یہ اپنا دامن صاف بچا گئے اور افغانستان کے چٹیل پہاڑوں میں جنت کی خوشبو ڈھونڈنے نکل آئے۔

(۱۸)مھنّد الشھری:

مھنّد الشھری، بلند اخلاق اور صبر و عزیمت کے کوہِ گراں، فی سبیل اللہ شہادت ہی اس نوجوان کی سچی آرزو تھی، جو پوری ہوئی۔ ہم انہیں ایسا ہی جانتے ہیں اور اصل حسیب تو اللہ ہی ہے۔

(۱۹)ابو العباس عبد العزیز الزھرانی:

ابو العباس عبد العزیز الزھرانی، علمائے عصرِ حاضر کے لیے ایک بے مثال نمونہ۔ اسلاف کی یادگاروں میں سے ایک! ایک ایسا عالمِ باعمل، جس نے طاغوت کا تنخواہ دار بن کر اپنے علم کو آلودہ نہیں کیا، اور نہ ہی اسے باطل کی خواہشات کا غلام بنایا۔

☆☆☆☆☆

''کوئی دعوت قربانیوں کے بغیر کبھی کامیاب نہیں ہوتی، خواہ یہ دعوت زمینی ہو یا آسمانی... ربانی ہو یا انسانی... لہو، لاشے، پھڑکتے جسم، تڑپتی روحیں، شہید، زخمی... ہمیشہ اس معرکے کا ایندھن بنتے ہیں، عقائد کے معرکے کا... افکار کے معرکے کا۔ یہ آیت اس سلسلے میں ایک اہم مسئلے کی طرف توجہ دلاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو قربانیاں دینے اور پیش قدمی کرنے کا حوصلہ نہ رکھتا ہو وہ جنت کا مستحق بھی نہیں ہو سکتا۔ ام حسبتم... کا مطلب یہی ہے کہ کیا تم نے یہ سوچ رکھا ہے کہ تم وہ تکلیفیں سہے بغیر جنت میں چلے جاؤ گے، جو تم سے پہلے لوگ برداشت کرتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک اہم معاملے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ تم اللہ کے محبوب بندوں سے بہتر نہیں ہو''۔

شیخ عبد اللہ عزام شہید رحمۃ اللہ علیہ

معرکۂ گیارہ ستمبر کے فدائیوں کو امرائے جہاد کا ہدایت نامہ

ترجمہ: استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

امیرِ محترم، صاحبِ سیف و قلم، شیخ ایمن الظواہری (حفظہ اللہ ورعاہ) نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب فرسان تحت رایۃ النبی میں بہت سی قیمتی ایمانی و عسکری نصیحتوں پر مشتمل اس تاریخی ہدایت نامے کے منتخب حصے نقل کیے ہیں جو ستمبر کی مبارک کارروائی سے پچھلی رات کو کارروائی میں شریک فدائی ساتھیوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ذیل میں اس ہدایت نامے کا ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

اس ہدایت نامے کا ہر ہر لفظ ایمان کو جلا بخشتا ہے اور دلوں کا زنگ دھو ڈالنے کا ذریعہ ہے۔ جس بندۂ خدا نے بھی یہ تحریر لکھی ہے، ایسی غیر معمولی ایمانی کیفیات میں ڈوب کر لکھی ہے جس کو سمجھنا بھی ہم جیسے زنگ آلود قلوب والوں کے لیے سہل نہیں۔ اس تحریر کو پڑھنے سے اس بات کا فیصلہ بھی بآسانی کیا جا سکتا ہے کہ گیارہ ستمبر کا معرکہ نعوذ باللہ یہود کی سازش تھی یا کچھ اولیاء اللہ کی غیرتِ ایمانی سے لبریز جہد جسے محض توفیقِ الٰہی نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا؟ اس تحریر کو پڑھنے سے یہ سمجھنا بھی آسان ہو جاتا ہے کہ فدائی کارروائیوں میں شریک بھائی کیسے عالی ایمان اور پاکیزہ کیفیات کے حامل، توحید کی حقیقت کا ادراک رکھنے والے اور رب کی معیّت سے لطف اندوز ہونے والے مجاہدین ہوتے ہیں فدائی حملوں کے خلاف فتاویٰ دینے والے سرکاری مولوی صاحبان بھی کچھ لمحے توقف کر کے اس تحریر کو پڑھ لیں شاید کہ انہیں احساس ہو جائے کہ وہ ایمان کی کیسی بلندیوں پر فائز 'ان عجیب بندگانِ خدا پر زبان کھولنے کی جرات کرتے ہیں!

یہ ہدایات شہیدی کارروائیوں پر روانہ ہونے والے ہر بھائی کی خدمت میں بندۂ فقیر کی جانب سے ایک چھوٹا سا تحفہ ہے جو رب کی جنتوں کی جانب سفر کے آخری مراحل میں اس کے لیے زادِ راہ بھی ثابت ہو گا اور ان شاءاللہ اس کے قدم جمانے کا ذریعہ بھی بنے گا اس تحفے کے بدلے مجھے اپنے فدائی بھائیوں سے کچھ نہیں درکار سوائے دل کی گہرائی سے نکلی دعاؤں کے جو میری مغفرت کا باعث بھی بن جائیں۔ آیئے اب دل کی آنکھوں سے اس ہدایت نامے کو پڑھیے اللہ ہمارے قلوب کو بھی ایمان سے لبریز کر دے، شہادت کا شوق دل میں جگا دے اور خاتمہ بالخیر نصیب فرمادے!

پہلا مرحلہ:

☆موت پر بیعت کریں اور اپنے دل میں اس بیعت کی تجدید کرتے رہیں۔

☆کارروائی کے منصوبے کو ہر پہلو سے اچھی طرح سمجھ لیں اور دشمن کی جانب سے ردعمل اور مزاحمت کی توقع بھی رکھیں۔

☆سورۃ توبہ و انفال کو پڑھیں اور ان کے معانی پر غور و تدبر کریں۔ اور بالخصوص اس بات پر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے شہدا کے لیے کیسی دائمی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔

☆اس رات میں اپنے آپ کو یاد دہانی کراتے رہیں کہ آپ نے اس کارروائی کے تمام مراحل کے دوران سمع و طاعت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا ہے کیونکہ عنقریب آپ ایسے فیصلہ کن مراحل کا سامنا کرنے لگے ہیں جن میں سو فیصد سمع و طاعت لازم ہے۔ پس اپنے آپ کو امیر کی بات سننے اور ماننے کے لیے تیار کریں اور اس اہم فریضے کی ادائیگی کا جذبہ خود میں بیدار کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَطِيعُواْ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَلاَ تَنَازَعُواْ فَتَفْشَلُواْ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُواْ إِنَّ اللّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (الأنفال:۴۶)

"اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا مت کرو ورنہ (متفرق اور کمزور ہو کر) بزدل ہو جاؤ گے اور (دشمنوں کے سامنے) تمہاری ہوا (یعنی قوت) اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

☆قیام اللیل کا اہتمام کریں اور خوب گڑگڑا کر گریہ و زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد و تمکین مانگیں، فتحِ مبین مانگیں، کاموں میں آسانی طلب کریں اور یہ دعا کریں کہ اللہ ہم پہ پردے ڈالے رکھے۔

☆کثرت سے اللہ کا ذکر کریں اور جان لیں کہ بہترین ذکر قرآن کی تلاوت ہے۔ میرے علم کی حد تک اس بات پر علما کا اجماع ہے اور ہمارے لیے تو بس یہی بات بہت ہے کہ یہ زمین و آسمان کے خالق کا کلام ہے، وہ خالق جس سے ملاقات کے لیے آپ رواں دواں ہیں۔

☆اپنے دل کو صاف کر لیں ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک کر لیں اور دنیا نامی کسی بھی چیز کو بھول جائیں بھلا دیں! کھیل کا وقت گزر گیا وہ وعدہ جو برحق تھا آ پہنچا ہم نے زندگی کے کتنے ہی اوقات ضائع کر دیے.... کیوں نہ اب یہ چند لمحات اللہ کا قرب پانے اور اس کی اطاعت کرنے میں ہی صرف کریں؟

☆پورے شرحِ صدر کے ساتھ اس کام کی طرف بڑھیں کیونکہ اب آپ کے اور آپ کے اگلے نکاح کے درمیان محض چند لمحات کا فاصلہ ہے۔ ایک پاکیزہ و دل پسند زندگی کا آغاز ہوا چاہتا ہے، ہمیشہ کی نعمتیں اور انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کی صحبت سامنے ہی کھڑی ہے اور یقیناً ان سے بہتر ساتھی و رفیق کوئی نہیں۔ ہم اللہ سے اس کے اس فضل کا سوال کرتے ہیں۔ پس آپ اچھے امور سے نیک شگون لیں کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر کام میں نیک شگون لینا پسند فرماتے تھے۔

☆پھر یہ بات بھی اچھی طرح ذہن میں جما لیجیے کہ اگر آپ کسی آزمائش میں مبتلا ہو گئے تو آپ کیا کریں گے؟ کیسے ثابت قدم رہیں گے؟ اور کیسے اللہ کی طرف رجوع کریں گے؟ جان لیجیے! کہ جو کچھ آپ کو پہنچا ہے آپ اس سے بچ نہیں سکتے تھے اور جس سے بچ گئے وہ کبھی پہنچنے والا نہیں تھا اور یہ یقین رکھئے کہ آزمائش اللہ کی طرف سے ہی ہوتی ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے آپ کے درجات بلند کرے اور آپ کے گناہوں کو مٹائے۔ پھر یہ یقین بھی رکھئے کہ یہ بس چند لمحات ہیں، پھر اس تکلیف نے اللہ کے اذن سے چھوٹ جانا ہے۔ پس خوش بخت ہے وہ جو اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر عظیم کا مستحق بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ (آل عمران: ۱۴۲)

''کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر کرنے والے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی یاد رکھئے:

وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِن قَبْلِ أَن تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ (آل عمران: ۱۴۳)

''اور تم تو موت کے سامنے آنے سے پہلے (راہ حق میں) مرنے کی تمنا کر رہے تھے سو (وہ اب تمہارے سامنے آگئی اور) تم نے اس کو (کھلی آنکھوں) دیکھ لیا''۔

اور یہ فرمان بھی کہ

كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ (البقرۃ: ۲۴۹)

''بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے اذن سے ایک بڑے گروہ پر غالب آگیا ہے۔ اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے''۔

اور یہ مبارک فرمان بھی کہ:

إِن يَنصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلاَ غَالِبَ لَكُمْ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (آل عمران: ۱۶۰)

''اگر اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں، اور وہ تمہیں چھوڑ دے، تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہو؟ پس جو سچے مومن ہیں ان کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے''۔

اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو مسنون دعاؤں کی پابندی کی یاد دہانی کرواتے رہیں اور ان دعاؤں کے معانی پر غور و فکر کا اہتمام کریں (یعنی صبح و شام کے اذکار، کسی نئے شہر میں داخل ہونے کے اذکار، کسی نئی جگہ پر اترنے کے اذکار، دشمن سے ٹکراؤ کے وقت کے اذکار وغیرہ)

☆دم کرنے کا اہتمام کریں (اپنے آپ پر، اپنے سامان پر، اپنے کپڑوں پر، اپنی چھری پر، اپنے آلات پر، اپنے شناختی کارڈ پر، اپنے پاسپورٹ اور ویزا پر اور اپنے تمام دستاویزات پر)۔

☆روانگی سے قبل اپنے اسلحے کو اچھی طرح دیکھ لیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: ''تم میں سے جو شخص ذبح کرنے لگے وہ اپنی چھری تیز کر لے اور اپنے ذبیحے کو راحت پہنچائے''۔

☆اپنا لباس اچھی طرح کس لیں کیونکہ یہ ہمارے صالح اسلاف کا طریقہ ہے (اللہ ان سے راضی ہو)۔ وہ معرکے سے قبل اپنا لباس اچھی طرح کس لیتے تھے۔

☆صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں اور اس کے اجر پہ غور و فکر بھی کریں۔ اس کے بعد اذکار کا اہتمام کریں اور اپنے کمرے سے باہر نکلیں تو وضو ہی کی حالت میں۔

دوسرا مرحلہ:

جب ٹیکسی آپ کو ائیر پورٹ تک لے جا رہی ہو تو گاڑی میں کثرت سے اللہ کا ذکر کریں (سواری کی دعا، نئے علاقے کی دعا، نئی جگہ کی دعا اور دیگر اذکار)۔

جب آپ ایئر پورٹ پر پہنچ جائیں اور ٹیکسی سے اتریں تو نئی جگہ اترنے کی دعا پڑھیں اور اس کے بعد بھی جہاں جہاں جائیں وہاں یہ دعا پڑھنے کا اہتمام کریں۔ مسکرایئے اور مطمئن ہو جایئے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے ساتھ ہے اور ملائکہ آپ کی حفاظت کر رہے ہیں بغیر اس کے کہ آپ کو اس کا شعور ہو۔ پھر یہ دعا پڑھئے (اللّٰهُ أعُوْذُ مِن خَلقِهِ جَمِيعاً) اور یہ دعا کہ (اللّٰهُمَّ اكْفِنِيهِم بِمَا شِئْتَ) اور یہ دعا (اللّٰهُمَّ اِنَّا نَدْرَأُ بِكَ فِي نُحُورِهِم وَنَعُوذُبِكَ مِنْ شُرُورِهِم) اور یہ دعا کہ (اَللّٰهُمَّ اجْعَل لَّنَا مِن بَيْنِ اَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِم سَدًّا فَاَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لاَ يُبْصِرُونَ) اور یہ ذکر بھی پڑھیں (حَسبُنَا اللّٰهُ وَنِعمَ الْوَكِيل)۔ اور اسے پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ذہن میں رکھیں:

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُواْ لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَاناً وَقَالُواْ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (آل عمران: ۱۷۳)

''جن سے لوگوں نے کہا کہ: تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں ان سے ڈرو تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے جواب دیا کہ: ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے''۔

پس یہ ذکر پڑھ لینے کے بعد آپ دیکھیں گے کہ آپ کے کام آپ کی کسی قسم کی قوت اور طاقت کے بغیر ہی کس طرح سے آسان ہو جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کے جو بندے یہ ذکر کہہ دیں اللہ ان کو یہ تین چیزیں دیں گے:

☆وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس لوٹیں گے۔

☆انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔
☆وہ اللہ کی رضا والے رستے پہ چلیں گے۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَانقَلَبُواْ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُواْ رِضْوَانَ اللّهِ وَاللّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ(آل عمران: ۱۷۴)

''سو اس (ایمان و یقین اور صدق و اخلاص) کے نتیجے میں وہ اللہ (کی طرف) سے ملنے والی بڑی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس لوٹے، اس حال میں کہ کسی (تکلیف اور) برائی نے ان کو چھوا تک نہیں، اور انہیں اللہ کی رضا کی پیروی کا شرف بھی حاصل ہو گیا، اور اللہ بڑا ہی فضل فرمانے والا (اور نوازنے والا) ہے''۔

یاد رکھئے! کہ دشمن کی مشینیں، ان کے حفاظتی دروازے اور ان کی ٹیکنالوجی یہ سب کی سب اللہ کے اذن کے بغیر نہ نفع دے سکتی ہیں نہ نقصان۔ اسی لیے اہلِ ایمان ان سے خوف نہیں کھاتے۔ ان چیزوں سے خوف تو صرف شیطان کے ساتھی کھاتے ہیں جو درحقیقت شیطان سے ڈرتے ہیں اور اللہ ہی ہمیں شیطان کا ساتھی بننے سے اپنی پناہ میں رکھے! یاد رکھئے! خوف ایک عظیم عبادت ہے اور یہ عبادت اللہ ہی کے لیے خالص ہونی چاہیے کیونکہ وہی اس کا اصل مستحق ہے۔ مذکورہ بالا آیات کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءهُ(آل عمران: ۱۷۵)

''(اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ) وہ دراصل شیطان تھا جو اپنے دوستوں سے تمہیں ڈرا رہا تھا''۔

شیطان کے اولیا درحقیقت مغربی تہذیب کے گرویدہ وہ لوگ ہیں جن کے سینوں میں اس گندی تہذیب کی محبت و عظمت انڈیل دی گئی ہے اور جن کے دل و دماغ پر اس تہذیب کے کمزور و بے حقیقت ساز و سامان کا خوف چھا چکا ہے۔ اللہ رب العزت تو یہ فرماتے ہیں کہ:

فَلاَ تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ(آل عمران: ۱۷۵)

''سو (آئندہ) تم ان سے ذرا بھی نہ ڈرنا اور ہم سے ڈرتے رہنا اگر تم (واقعی) مومن ہو''۔

پس ذہن نشین کر لیجیے کہ خوف ایک عظیم عبادت ہے اور اللہ کے اولیا اور اس کے مومن بندے اپنے واحد اور احد رب کے سوا جس کے ہاتھ میں ہر شے کے خزانے ہیں، کسی کو اس عبادت کا مستحق نہیں سمجھتے۔ اہلِ ایمان اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی تمام چالیں ناکام فرما دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذَلِكُمْ وَأَنَّ اللّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ(الأنفال: ۱۸)

''یہ معاملہ تو تمہارے ساتھ ہے اور کافروں کے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ اللہ ان کی چالوں کو کمزور کرنے والا ہے''۔

اسی طرح آپ پر لازم ہے کہ آپ اس عظیم ذکر کا اہتمام کریں جس کا شمار افضل ترین اذکار میں ہوتا ہے، یعنی لا الہ الا اللہ۔ لیکن اس بات کا بھی پورا اہتمام کریں کہ آپ پر نگاہ رکھنے والے کسی بھی شخص کو یہ محسوس نہ ہو کہ آپ ذکر کرنے میں مصروف ہیں۔ اس ذکر کی فضیلت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے واضح ہوتی ہے کہ جس نے دل کے یقین کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

نیز اس کی فضیلت سمجھنے کے لیے یہ جاننا بھی کافی ہے کہ یہ ایک جملہ، عقیدۂ توحید کا خلاصہ ہے، وہ توحید جس کی دعوت کو بلند کرنے اور جس کے جھنڈے تلے قتال کرنے کے لیے آپ اپنے گھروں سے نکلے ہیں، وہ توحید جس کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں نے جہاد کیا اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔

اور ہاں اس بات کا بھی اہتمام کیجیے کہ آپ پر پریشانی یا اعصابی تناؤ کے اثرات نظر نہ آئیں، شاداں و فرحاں رہیں، شرحِ صدر اور اطمینانِ قلب کے ساتھ ہر قدم اٹھائیں کیونکہ آپ ایک ایسے کام میں مصروف ہیں جو اللہ کو محبوب ہے اور اللہ کی رضا پانے کا ذریعہ ہے اور اسی لیے اللہ سے امید ہے کہ یہ وہ مبارک دن ہے جس کی شام آپ جنت میں حور عین کے ساتھ کریں گے۔

اے نوجوان! موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراؤ کیونکہ تم ہمیشہ باقی رہنے والی جنت کی طرف بڑھ رہے ہو!

تیسرا مرحلہ:

جب آپ ہوائی جہاز پر سوار ہوں تو اپنا پہلا قدم رکھتے وقت جہاز میں عملاً داخل ہونے سے قبل اذکار اور دعاؤں کا اہتمام کریں اور ذہن میں یہ بات تازہ کر لیں کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ کے ایک معرکے میں داخل ہو رہے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام نکلنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اس سب سے بہتر ہے۔

جب آپ جہاز کے اندر چلے جائیں اور اپنی کرسی پر بیٹھ جائیں تو وہاں بیٹھ کر بھی اذکار کہیں اور وہ معروف دعائیں جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا، اہتمام سے پڑھیں۔

پھر جب جہاز دھیرے دھیرے چلنے کا آغاز کرے تو آپ سفر کی دعا پڑھیں کیونکہ آپ کا اپنے مالک کی طرف سفر شروع ہو چکا ہے اور کیا ہی کہنے اس مبارک سفر کے!

پھر جب جہاز اڑان بھرے اور اپنی پرواز شروع کر دے تو آپ سمجھ لیں کہ اب صفوں کے ٹکرانے کا وقت آ گیا ہے۔ پس اللہ کی کتاب میں مذکور یہ دعا پڑھیں:

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (البقرۃ: ۲۵۰)

"اے ہمارے رب! ہم پر صبر کا فیضان کر، ہمارے قدم جمادے اور اس کافر گروہ پر ہمیں فتح نصیب کر"۔

اور اس آیتِ مبارکہ میں مذکور دعا بھی لبوں پر جاری رکھیں:

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلاَّ أَن قَالُواْ ربَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (آل عمران: ۱۴۷)

"اُن کی دعا بس یہ تھی کہ: اے ہمارے رب، ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے در گزر فرما ہمارے کام میں تیرے حدود سے جو کچھ تجاوز ہو گیا ہو اُسے معاف کر دے، ہمارے قدم جمادے اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر"۔

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھلائی ہوئی یہ دعا بھی پڑھیں کہ:

اَللّٰهُمَّ مُنزِلَ الْكِتَابِ، مُجْرِيَ السَّحَابِ، هَازِمِ الْاَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِم، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُم۔

"اے اللہ! اے کتاب کو نازل کرنے والے، بادلوں کو چلانے والے، لشکروں کو شکست دینے والے، ان کو شکست دے اور ہمیں ان پر فتح دے۔ اے اللہ ان کو شکست دے اور ان کو ہلا مار"۔

اس موقع پر اپنے لیے اور اپنے سب ساتھیوں کے لیے فتح، نصرت اور تمکین کی دعا کریں۔ یہ دعا کریں کہ آپ کے نشانے ٹھیک ہدف پر بیٹھیں اور دشمن کو نہایت کاری ضرب لگے اور اللہ سے ایسی شہادت طلب کریں کہ وقتِ شہادت آپ آگے بڑھ رہے ہوں، پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہ ہوں اور صبر کے ساتھ اجر کی نیت لیے شہادت کی طرف لپک رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ میں سے ہر ایک کارروائی میں اپنا اپنا کردار سنبھالنے کے لیے تیار ہو جائے اور اس کردار کو ایسے عمدہ طریقے سے ادا کرنے کا عزم کرے کہ اللہ آپ سے راضی ہو جائیں۔

اس موقع پر آپ زور سے اپنے دانت پیسیں جیسا کہ ہمارے اسلاف معرکے کے آغاز سے عین قبل کیا کرتے تھے۔ پھر جب لڑائی کا آغاز ہو تو مردوں والی ضرب لگائیں۔ ان ابطال کی طرح آگے بڑھیں جو دنیا کی طرف واپس پلٹنا نہ چاہتے ہوں اور تکبیر بلند کریں کیونکہ تکبیر سے کافروں کے دلوں پر رعب پڑ جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کریں:

فَاضْرِبُواْ فَوْقَ الأَعْنَاقِ وَاضْرِبُواْ مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ (الأنفال: ۱۲)

"پس تم (کس کس کر) ضربیں لگاؤ ان کی گردنوں پر، اور کاٹ ڈالو ان کے پور پور (اور جوڑ جوڑ) کو"۔

جب آپ ذبح کریں تو جس کافر کو بھی قتل کریں اس کا مال اٹھالیں کیونکہ یہ محمدِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔ ہاں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مقتول کا مال سلب کرنا آپ کو دشمن کی خیانت یا اس کے کسی حملے سے غافل نہ کر دے۔

اور اپنی ذات کے لیے انتقام نہ لیں بلکہ اپنی ہر ضرب اور ہر ہر قدم اللہ ہی کے لیے خالص کر لیں۔ پھر کافروں کو قید کرنے کی سنت پر عمل کریں اور انہیں قید بھی کریں اور قتل بھی کریں جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّهُ يُرِيدُ الآخِرَةَ وَاللّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (الأنفال: ۶۷)

"کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو اچھی طرح کچل نہ دے۔ تم لوگ دنیا کے فائدے چاہتے ہو، حالانکہ اللہ کے پیشِ نظر آخرت ہے، اور اللہ غالب اور حکیم ہے"۔

غنیمت لینا ہرگز نہ بھولیں، چاہے پانی پلانے کا ایک کپ ہی کیوں نہ ہو جس میں موقع ملنے پر آپ خود بھی پانی پئیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی پانی پلائیں۔

پھر جب وعدۂ برحق کا وقت آپہنچے اور وہ لمحہ آجائے جس کا انتظار تھا تو اپنی قمیض پھاڑ کر اس فی سبیل اللہ موت کے استقبال میں سینہ کھول دیں اور زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھیں۔ اور اگر آپ کے بس میں ہو کہ ہدف سے ٹکرانے سے چند لمحے قبل آپ نماز شروع کر دیں اور آپ کا خاتمہ اسی حالت میں ہو تو کیا ہی کہنے! اور کم از کم اتنا اہتمام تو ضرور کریں کہ آپ کے آخری کلمات لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہوں۔

اور اس کے بعد ان شاء اللہ، اللہ کی رحمت کے سائے میں جنتِ فردوس میں ملاقات ہوگی!

☆☆☆☆☆

جسے فنا کرنے نکلے تھے تم
ہاتھ آج بھی اس کا بھاری ہے
خود تمہارے ایوانوں پہ اک لرزا طاری ہے
بتاؤ ذرا تم ہی! اس جنگ میں کس کا پلڑا بھاری ہے
ہمیں تو محض اسلاف کے ورثے کو بچانا ہے
تمہارے آنگن کو بھی تلاوتِ قرآن سے مہکانا ہے
شریعت یا شہادت بس یہی نعرہ لگانا ہے

ابو مصعب ولید الشہری رحمہ اللہ کا تفصیلی تعارف

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

اے اللہ کتاب کو نازل کرنے والے
جلد حساب کو چکانے والے
بادلوں کو چلانے والے
ان لشکروں کو شکست دے!
اے اللہ! انہیں ہزیمت دے اور متزلزل کر دے !

وَ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ ۞ فَرِحِيۡنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ۙ وَ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِيۡنَ لَمۡ يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ مِّنۡ خَلۡفِهِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۞ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضۡلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ (آل عمران: ۱۶۹۔۱۷۱)

”جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُن کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور اُن کو رزق مل رہا ہے۔ جو کچھ اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اُس میں خوش ہیں اور جو لوگ اُن کے پیچھے رہ گئے اور) شہید ہو کر) شامل نہیں ہو سکے اُن کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) اُن کو بھی نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ اور اللہ کے انعامات اور فضل سے خوش ہو رہے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا“۔

یقیناً تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں، اور اسی سے استغفار کرتے ہیں، ہم اپنے نفس کے شرور سے اور اعمال کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کر دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جسے اللہ ہی گمراہ کر دے تو اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اما بعد!

میری اس وقت کی گفتگو گیارہ ستمبر کے انیس جانبازوں میں سے ایک جاں باز نوجوان کی وصیت سے متعلق ہے جو حد درجہ خطرات میں جا کودا۔ ایسا نادر روزگار نوجوان جس کی مثال انسانوں میں کم ہی ملتی ہے۔ (اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے)۔ بطور تمہید میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگرچہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا، اور قرونِ اولیٰ کو گزرے ہوئے بھی عرصہ دراز بیت گیا، تاہم آج بھی انسانیت ایسے عظیم اور نادر لوگوں کا مشاہدہ کرتی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد زریں کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ اور بے شک ابو مصعب الشہری ایک ایسے ہی کردار کا زندہ نمونہ تھے۔ وہ اپنی ذات سے ہٹ کر سوچنے کے عادی تھے۔ ان کی سوچ کا محور نصرت دین اور رضائے الٰہی کا حصول اور ان کی مساعی کا ہدف امت کا دفاع اور صراط مستقیم کی جانب اس کی راہنمائی تھا۔ تاکہ دنیا و آخرت کی کامیابی اس کا مقدر بن سکے۔ ابو مصعب الشہری ان عظیم لوگوں میں سے ایک تھے جن پر قرآنی آیات اس طور سے اثر انداز ہوتی ہیں جس طرح قرون اولیٰ کے لوگوں پر ہوا کرتی تھیں۔ ان آیات نے انہیں علائق دنیا کی پستیوں سے نکال کر دنیا و آخرت کی وسعتوں تک پہنچا دیا۔ یہی آیات ان کے لیے تزکیہ نفس، ثبات قلب، نور نظر اور باطنی بصیرت کے حصول کا ذریعہ بنیں۔ پھر جب انہوں نے زندگی کو قرآن کے نور سے دیکھا تو ایمان کی ایسی مٹھاس پائی کہ اس کے بعد ہر مٹھاس ان کے لیے بے وقعت اور ہر طرح کی ظاہری آب و تاب حقیر ٹھہری۔ انہوں نے حریت حقیقی کا اصل لطف پالیا، اور اسی کے سامنے عجز و انکساری اختیار کی اور اسی کے تقویٰ کو اپنا شعار بنایا، اسی پر توکل کیا اور اس کے ماسوا کسی اور کے سامنے جھکنے کو تیار نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے، (ہم ان کے بارے میں اچھی امید رکھتے ہیں تاہم حساب کا معاملہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے) آپ نے حق کو پہچانا اور اس کی پیروی کی اور باطل کی ظاہری سج دھج کے باوجود اس سے اجتناب کیا۔ طاغوت صفت حکام کی ظاہری سطوت ان کے مکر و فریب اور علمائے سوء کی جانب سے ان حکمرانوں کی خوشامد ان کو متاثر نہ کر سکی۔ یہ ان کا مقدر تھا کہ انہوں نے ایک ایسے دور میں آنکھ کھولی جس میں ہر جانب یہود و نصاریٰ کی شوکت و عظمت اور مسلمانوں کی پست ہمتی اور مرعوبیت کا دور دورہ ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو ایک ایسی حالت میں پایا جس کا بہترین نقشہ ہمارے ایک مجاہد بھائی محفوظ الوالد نے اپنے اشعار میں شیر دل مجاہدین کو مخاطب کرتے ہوئے کھینچا ہے کہ:

تم ایسے دور میں آئے جس میں ہماری تاریخ جمود کا شکار ہے
اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہر جانب سے ٹھوکریں ہمارا مقدر ہیں
ہماری پہچان ہمارے اوطان ہماری ہر شے
حتیٰ کہ ہمارے ٹھکانے اور نام تک بدلے جا چلے جاتے ہیں
تم آئے تو ایسے وقت میں جب مسلمان اقتدار کھو چکے ہیں
اور ان کا خلیفہ نصرانیت اختیار کر چکا ہے
سو دیکھو کہ میرے وطن میں نصرانی کیسے دندناتے پھرتے ہیں
رہ گئے ہمارے نوجوان تو وہ بھی یہودیوں کے ذہنی غلام ہیں
برکت والی مسجد اقصیٰ سے لے کر
عظمت والے کعبہ تک

مسجد اقصیٰ سے لے کر ہر ایک مسجد تک

ہر جانب جنودِ کفر کا حکم نافذ ہے

پھر ایسے میں وہ شخص کیوں مجرم ٹھہرے

جو ان حکومتوں اور حکمرانوں کا باغی ہے

ابو مصعب الشہری نے بھی ایسے ہی تنگ و تاریک حالات میں آنکھ کھولی حالانکہ کل تک یہ امت مسلمہ ہی تھی جو تمام اقوام سے آگے کھڑی تھی۔ تمام عالم کی سیادت و قیادت کا علم اسی کے ہاتھ میں تھا۔ اسی نے لوگوں کو حقیقی آزادی سے روشناس کرایا اور انہیں انسانوں کی عبادت سے نکال کر ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کا عبادت گزار بنایا۔ نصرانی طواغیت میں سے کسی میں بھی اس پر حکم چلانے روکنے ٹوکنے یا اس کی اہانت کرنے کی جراءت نہ تھی۔ یہاں تک کہ عظمت اسلام کے ان دنوں میں جب ان میں سے ایک بیوقوف نے ایسی جسارت کرنے کی غلطی کی اور دور کی ایک زمین سے ہماری ایک بہن کی فریاد عراق میں خلیفۃ المسلمین تک پہنچی کہ: ''ہائے معتصم!''... تو وہ بذاتِ خود ایک لشکر جرار کی قیادت کرتا ہوا اس کا بدلہ لینے جا پہنچا۔ اس نے ان کے دونوں برج گرا دیے اور انقرہ شہر فتح کر لیا۔ پھر ہم کیسے سکون سے بیٹھ رہیں جب کہ آج ہماری پاک دامن بہنیں عراق، فلسطین اور افغانستان میں یہود و نصاریٰ کی قید میں ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ!

آج ہم پر بھی ان مسلمان بہنوں کا آزاد کرانا ویسے ہی فرض ہے جس طرح معتصم نے یہ فرض ادا کر دیکھایا۔ اس کا یہ عمل مسلمانوں کے لیے ان کے دشمن سے دفاع، ان کے مصائب کا حل اور ان کے لیے مسرت و فرحت کا باعث بنا۔ اسی پر ابو تمام نے یہ مشہور قصیدہ کہا تھا کہ:

تلوار کی زبان کتابوں کی زبان سے زیادہ سچی ہوتی ہے

اور اس کی دھار عزت اور رسوائی کے مابین حد فاصل کا کام کرتی ہے

علم اپنی اصل چمک تو بوقت معرکہ نیزوں کی دھار پر ہی دکھلاتا ہے

تاکہ آسمان پر چمکنے والے ستاروں میں

معتصم نے تو مسلمانوں کے سروں کو فخر سے اونچا کر دکھایا

اور شرک اور دارِ شرک کو ذلیل و رسوا کر دیا

اللہ نے تجھے ان پر مسلط کر دیا اور ان کے دونوں برج گرا دیے

اور اگر اللہ کے علاوہ کوئی تجھے ان پر مسلط کرتا تو کوئی کامیابی نہ ہوتی

تو نے ایک مسلمان عورت ک پکار پر لبیک کہا

اور اس مقصد کی خاطر ہر طرح کی راحت کو ترک کر چھوڑا

تو نے اسے بے نیام تلوار سے جواب دیا

اور اگر تو تلوار کے علاوہ کوئی اور زبان استعمال کرتا تو کچھ حاصل نہ ہوتا

تو نے زرد چہرے والی قوم کو ان کے نام کی مانند واقعی زرد کر چھوڑا

اور تیرے اقدام سے اہلِ عرب کے چہرے تمتما اٹھے

ابو مصعب رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں طرف کے حالات کا گہرا موازنہ کیا تو انہیں اپنے اور دشمن کے مابین قابل ذکر فرق نظر آیا۔ ہمارا حال اس وقت یہ ہے کہ ہم تمام اقوام سے پیچھے کھڑے ہیں اور ہمارے حکام یہود و نصاریٰ کی کٹھ پتلیاں ہیں اور پھر بھی ان میں سے ہر ایک اپنے متعلق بڑے بڑے دعوے کرتا تھکتا نہیں، گویا کہ یہ تمام انسانیت میں سے بہترین لوگ ہوں۔ اسی طرح انہوں نے دیکھا کہ ذرائع ابلاغ سے متعلق لوگ اور علما کی اکثریت محض ان حکمرانوں کی مدح و خوشامد کرنے اور ان کے ہر جھوٹ پر آمین کہنے میں مگن ہے۔ ان علما کی جانب سے ان جھوٹی گواہیوں کے باعث جو یہ لوگ عوام کو دھوکہ دینے کے لیے ان حکام کے حسن سیرت سے متعلق دیتے ہیں ابو مصعب شدید صدمے سے دوچار ہوئے۔ آپ نے جب حق پہچانا تو حق والوں کو بھی پہچان لیا۔ لہٰذا آپ نے ان زعما اور قائدین کو اہل حق میں شمار نہ کیا جن کے ہاں عدل و قسط کے تمام معیارات الٹ چکے ہیں اور تمام مفاہیم اپنی اصل سے ہٹ چکے ہیں۔ ان کے ہاں تقویٰ اور دین داری کی بنیاد پر نہیں بلکہ جاہ و حشم کی بنیاد پر قدر و منزلت پاتے ہیں۔ پس مال و جاہ کی زیادتی سے ان کے ہاں لوگوں کے مراتب بڑھتے اور کمی کے باعث کم ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں نے نقل پر مبنی معیارات کو ترک کر دیا ہے اور تمام عقلی پیمانوں کو باطل کر دکھایا ہے۔ سو حق ان کے ہاں تُلتا اور بکتا ہے جسے مال و جاہ کے حامل یہ طواغیت اپنی مرضی سے خریدتے ہیں۔ باطل اصل دین کی جگہ لے چکا ہے اور لوگوں کی اکثریت اسی باطل دین کو اپنائے بیٹھی ہے۔ جب کہ اصل حق کے تو یہ لوگ قریب آنے سے بھی ڈرتے ہیں۔ ابو مصعب رحمۃ اللہ علیہ نے اس ساری صورت حال کو گہرائی سے سمجھا اور یہ جان لیا کہ یہ لوگ در اصل علما کے لباس میں شیاطین کے چیلے اور عوام الناس کو گمراہ کرنے والے لوگ ہیں، جو حقیر دنیوی مفاد کی خاطر دن رات لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے مکر و فریب کے جال بننے میں مصروف رہتے ہیں، تاکہ ان کو ایک اللہ کی عبادت سے نکال کر ان طواغیت اور بادشاہوں کا عبادت گزار بنا سکیں۔ سو وہ انہیں اور ان کی حقیر اور بے وقعت زندگی کو چھوڑتے ہوئے اللہ کی راہ میں نکل کھڑے ہوئے اور دنیا ان کو دوسرے لوگوں کی طرح دھوکہ نہ دے سکی، حالانکہ یہ ان کے سامنے بغیر کسی تکلیف و پریشانی اور بغیر کسی سخت کوشش کے بقدرِ وافر موجود تھی۔ انہوں اپنے لیے حصول عظمت اور رفع شان کا وہ معیار پسند نہ کیا جو ان لوگوں نے کیا۔ درہم و دینار کے بندوں کے لیے یہ معیار محض مال و جاہ کا حصول ہے، جب کہ آزاد صفت لوگوں کے لیے یہ معیار صرف اور صرف اخلاق کریمانہ ہیں، کیونکہ نفسِ انسانی کی اصل قدر کو درہم و دینار کے پیمانوں سے نہیں تولا جا سکتا۔ دنیا ان کے سامنے آئی مگر انہوں نے اس سے منہ موڑ لیا، باقی رہ جانے والی چیز کو فنا ہونے والی پر ترجیح دی اور ان ساری ظاہری آسائشوں کو یہ جانتے

ہوئے چھوڑ دیا کہ یہ تو ایک زائل ہو جانے والا سایہ ہے، تاکہ انہیں قیامت کے دن اللہ رب العزت کے عرش کا وہ سایہ نصیب ہو جائے کہ جس دن کے اس کے سائے کے ماسوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ o اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (الشعراء:۸۸، ۸۹)

''جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اور نہ بیٹے۔ہاں جو شخص اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا(وہ بچ جائے گا)''۔

انہوں نے اس راہ کی صعوبتیں اور کٹھن مسافتیں جانتے ہوئے بھی نصرت دین اور مجاہدین کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کے راستے کا انتخاب کیا، صرف اور صرف اس جنت طلب میں جس کا عرض زمین وآسمان کے برابر ہے۔ابو مصعب حق کی حقانیت کے اثبات اور باطل کی نفی کی خاطر نکل کھڑے ہوئے تاکہ اہل کفر ونفاق اور مرتدین کو یہ پیغام دے سکیں کہ ہم تم سے کسی دنیوی منفعت کے حصول کی خاطر نہیں بلکہ محض تمہارے کفر ونفاق اور ظلم کی وجہ سے مصروف جنگ ہیں اور ہمارا اصل غم تو یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے کلمہ کی سربلندی کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیں۔اور ہمارا مفاد تو اس دنیا سے ہی نہیں اور نہ ہی اس دنیا کے حوالہ سے ہمارا تم سے کوئی مقابلہ ہے کیونکہ یہ ساری دنیا تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں مچھر کے پر کی سی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔سو تم دیکھ لو یہ کہ سب کچھ جو تم نے اس دنیا میں سے اپنے لیے جاہ ومنصب، شہوات کی تسکین اور لذات کے سامان کی صورت میں اکٹھا کر رکھا ہے وہ اس مچھر کے پر میں سے کتنا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ نوجوان عمر میں چھوٹا سہی مگر اس کے دل میں پایا جانے والا ایمان بہت بڑا تھا۔سو یہ ان علماء کی نسبت زیادہ علم والا اور زیادہ فقاہت کا حامل تھا جن کی داڑھیاں محض سلاطین کے محلات میں لوگوں کو دھوکہ دینے کے کام آتی ہیں، تاکہ لوگ بادشاہ کے کفر کے باوجود اس کے سامنے سجدہ واطاعت بجالاتے رہیں۔یہ نوجوان ان کی ملمع کاریوں سے دھوکہ میں نہ آیا۔بلکہ وہ اس بات پر ثابت قدم رہا کہ حکم چاہے بادشاہ کا ہو یا کسی اور کا وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بڑھ کر واجب الاطاعت نہیں، بلکہ یہ تو اصلاً کھلی گمراہی اور قیامت کے دن بہت بڑی ندامت کا باعث ہے۔جس دن کہنے والے کہیں گے کہ:

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا (الاحزاب: ۶۷)

''اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کو کہا مانا تو انہوں نے ہم کو رستے سے گمراہ کر دیا''۔

یہ نوجوان ان لوگوں سے زیادہ عظمت کا حامل تھا...کیونکہ انسان التزام حق سے عظمت پاتا ہے اور اتباع باطل کے سبب حقیر ہو جاتا ہے۔یہ ان سے زیادہ بڑا عالم تھا...کیونکہ علم تو کل کا کل ہی اللہ تعالیٰ کی خشیت کا نام ہے۔یہ ان سے زیادہ بڑا فقیہ تھا...کیونکہ اصل فقاہت بھی یہی ہے کہ حکم چاہے زندگی کے کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھنے والے کسی بھی شخص کا ہو اسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر مقدم نہ رکھا جائے۔سو کیسا واضح فرق ہے ان بادشاہوں، ان رؤسا، ان منافق صفت علما کی روش باطل اور ان نوجوانوں کے اختیار کردہ راستے میں۔ان لوگوں کی زندگی کا کل مقصد دنیوی عیش وعشرت کا حصول اور ان نوجوانوں کا مقصد اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا ہے۔ان لوگوں کا مقصد کفار کو راضی کرنا اور ان نوجوانوں کا مقصد اللہ عزیز وغفار کی رضا کا حصول ہے۔گویا ان میں سے ہر ایک اپنی زبان سے یہ اعلان کر رہا ہو کہ:

لوگ تو یہ چاہتے ہیں کہ کفار ان سے راضی ہو جائیں
مگر میری مراد تو صرف ایک اللہ کو راضی کرنا ہے

آخر میں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بے شک ابو مصعب ولید الصقلی الشہری اور ان کے بھائیوں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے دین کی نصرت کا جو وعدہ کیا تھا وہ انہوں نے سچ کر دکھایا، اور جو نذر انہوں نے مانی تھی وہ بے کم وکاست پوری کر دکھائی۔ہمارا یہی گمان ہے تاہم اصل اختیار تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ان کے بعد اسی راستہ سے اسلام کے بہت سے سرفروش گزر گئے، جن میں خصوصاً قابل ذکر اسی قافلہ کے ایک شہسوار اور سالار ''احمد فضیل نزال الخلایلہ ابو مصعب الزرقاوی'' ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی رحمتِ واسعہ میں سے وافر حصہ عطا فرمائے۔

البتہ ابھی ہماری باری باقی ہے۔اس لیے میں امت مسلمہ کے ہر نوجوان سے یہی کہوں گا کہ تمہارے لیے لازم ہے کہ تم بھی قدسیوں کے اس قافلہ میں شامل ہو جاؤ یہاں تک کہ کفایت مکمل ہو جائے اور اللہ برتر وقادر کی نصرت کا یہ کارواں اپنی منزل تک جا پہنچے۔کہ بے شک بڑے بڑے قائدین اور راہنما تو غائب ہو گئے سوائے شرارہ نور آگے بڑھ! اور کفر کے ان اندھیروں کو زائل کر دے۔

☆☆☆☆☆

''کسی زمین کو حاصل کرنے سے پیشتر اللہ کا نظام اپنے دلوں پر قائم کریں۔فرنگی کی ڈیڑھ سو سالہ غلامی سے جو دل زنگ آلود ہو چکے ہیں، انہیں ایمان کی کسوٹی پر پرکھیں تاکہ کفر کے نظامِ حکومت کی جو آلائشیں اس پر جم چکی ہیں، وہ صاف ہو جائیں۔آپ نے کوئی زمین حاصل کر بھی لی تو جو نظام آپ قائم کریں گے وہ انسانوں کا بنا ہوا ہو گا۔جس کی ہر شق کفر کے آئین سے ماخوذ ہو گئی''۔

امیر شریعت حضرت سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں میں شامل انیس جانبازوں میں سے ایک نوجوان کی وصیت ابو ولید الشہری شہید رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلاشبہ تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جس نے جنت فردوس کو اپنے مومن بندوں کے لیے مہمان نوازی کا ذریعہ بنایا، اور ان اعمال کو آسان فرمادیا جو اس جنت کے حصول کا ذریعہ بن سکیں، تاکہ وہ اس کے ماسوا کسی اور چیز کو اپنا مقصود نہ بنائیں۔ اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا، فرشتوں کو پیغامبر اور رسولوں کو بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ ان کے بعد لوگوں کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے۔ کیونکہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے نہ تو بے کار پیدا فرمایا، نہ بے مہار چھوڑ دیا، اور نہ ہی وہ ان سے بے پرواہ ہوا، بلکہ انہیں ایک عظیم مقصد کی خاطر پیدا فرمایا اور ایک بھاری ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے تیار فرمایا اور ان کے لیے وہ ٹھکانے تیار کئے ایک اس کے لیے جس نے عمل کیا اور حق کو قبول کیا اور دوسرا اس کے لیے جس نے بے عملی اختیار کی اور اعراض کیا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، ایک ایسے شخص کی گواہی جو اس کا بندہ ہے، اس کے بندے کی اولاد ہے، اس کی ایک کنیز کی اولاد ہے، جو اس کے فضل و رحمت سے لحہ بھر کے لیے بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا اور اس سے جنت میں داخلے اور آگ سے چھٹکارے کی امید بھی صرف اور صرف اس کی رحمت اور عفو و درگزر کے باعث رکھتا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اس کی وحی پر امین اور اس کی مخلوق میں سب سے افضل ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے تلوار کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ وہ انسانوں کو انسانوں کی عبادت سے نکال کر انسانوں کے رب کا عبادت گزار بنائیں۔ اور جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اتمام حجت فرمادیا تاکہ جو مرے تو واضح دلیل پر مرے اور زندہ رہے تو واضح دلیل پر زندہ رہے۔ اور تمام اہل ایمان کی جانب سے کہ انہوں نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اثبات کیا، خالص اسی کی عبادت کی ہمیں اس کی معرفت عطا کی اور اس کی جانب دعوت کا حق ادا کر دیا۔ امابعد!

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے کار پیدا نہیں فرمایا اور نہ ہی ہمیں بے مہار چھوڑ دیا، بلکہ ایک ایسی عظیم ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے پیدا فرمایا جسے جب زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا گیا تو وہ بھی اس کی ادائیگی کے خوف اور گھبراہٹ سے لرزنے لگے اور انہوں نے اس سے انکار کر دیا مگر انسان نے اپنی عجز اور کمزوری کے باوجود اسے اٹھانے کی حامی بھر لی اور اپنے ظلم و جہل کے باوجود اس کا ارادہ کر لیا... لیکن پھر اکثریت نے اس کے تقاضوں کی شدت کے باعث اس بوجھ کو اتار پھینکا، البتہ قلیل ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس بوجھ کو اٹھائے رکھا۔ جان لیجیے کہ یہ بھاری ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، اور وہ بھی اس دین کے مطابق جسے اس نے پسند فرمایا اور جس پر عمل فرض کیا اور جس کے ساتھ مضبوط تعلق کے بغیر نجات ممکن نہیں، اور جان لیجیے کہ یہ دین 'دینِ اسلام ہے۔

اس وقت اس دین کی حالت دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے، اور ذلت، رسوائی، ضعف اور غلامی کے باعث اس امت کے زخم رِس رہے ہیں، کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کے عائد کردہ فرائض کو ترک کر دیا، محرمات کو اپنا لیا اور جہاد کو چھوڑ دیا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی اسے ذلت و رسوائی کی شکل کی پوری پوری سزا دی۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جب تم سودی تجارت کرنے لگو گے اور بیلوں کی دمیں تھام لو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور اسے تم سے تب تک نہ ہٹائے گا جب تک تم دوبارہ اپنے دین کی جانب نہ لوٹ آؤ" (۔ابوداؤد)

امت کی موجودہ حالت زار کا نقشہ کسی شاعر نے کیا خوب کھینچا ہے کہ:

اہل عرب کی مصیبت یہ ہے کہ ان کا حاکم معبود بن بیٹھا ہے
جب کہ لوگ پابندیوں کے باعث سہمے بیٹھے ہیں
امت کے پاس خزانوں کی کوئی کمی نہیں
لیکن جہل، مایوسی اور جمود نے اسے غیر فعال کر رکھا ہے
ذلت و مسکنت اس پر چھا چکی
مگر یہ اسی ہلاکت آفریں راگ میں مست ہے
اس قوم کی پستیوں کا کیا شمار
جو روز بروز بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں
اندیشوں اور خطاؤں نے ہمیں مار ڈالا
دھوکے اور دربدری نے ہمیں غرق کر دیا
بظاہر ہمارا بڑا شور و غل ہے مگر حقیقت میں رسوا ہیں
پھر رسوائی بھی ایسی جو انتہا کو جا پہنچی ہے
صہیونیوں کی بیٹی مساجد میں دوڑتی پھرتی ہے
اس حال میں کہ اس کا لباس بھی مکمل نہیں
اس کا خواب سچ ہو گیا سو اب وہ گنگناتی پھرتی ہے
ترنم اور اطمینان سے اپنی مرضی کے گیت
صہیونیوں کی بیٹی شہروں میں گھومتی پھرتی ہے
اور یہودی مساجد کے گنبدوں پر اپنی عمارتیں تعمیر کرنے میں مصروف ہیں
رقص کر! اے یہودی کی بیٹی اور جہاں چاہے گھوم

ہمارے جسموں پر ہماری لاشوں پر کہ ہم تو غلام ہیں

خوف ہم پر کچھ ایسا طاری ہوا کہ اب ہمارا سب کچھ دوسروں کے لیے حلال ہے

اور جب ہم سے کلام بھی کیا جاتا ہے تو سختی اور بدتمیزی کے ساتھ

پھر ایسے حالات میں یہ غلام میدان میں کیسے اتریں

جب کہ مظالم اور قیود سے ان کے قدم بوجھل ہو چکے ہیں

امت ہے کہ اس کے سجدے طویل ہوئے جاتے ہیں

بس فرق یہ ہے کہ یہ سجدے اللہ کے لیے نہیں بلکہ کسی اور کے لیے ہیں

اس امت کے لیے لازم ہے کہ اب یہ اس مدہوشی اور خواب غفلت سے جاگ جائے اور عزت و سربلندی اور دنیا پر حکمرانی کے اصل سبب کی جانب لوٹے۔ اور جان لیجیے کہ یہ سبب صرف اور صرف جہاد فی سبیل اللہ ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:۲۱۶)

''(مسلمانوں) تم پر (اللہ کے رستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہیں ناگوار ہے مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگی اور وہ تمہارے لیے مضر ہو اور (ان باتوں کو) اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (البقرہ:۲۴۴)

''اور (مسلمانو!) اللہ کی راہ میں قتال کرو اور جان رکھو کہ اللہ (سب کچھ) سنتا اور جانتا ہے''

اور فرمایا کہ:

وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (البقرہ:۲۵۱)

''اور اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن اللہ تعالیٰ اہل عالم پر بڑا مہربان ہے''۔

اور فرمایا کہ:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ (التوبہ:۲۹)

''جو لوگ اہل کتاب میں سے اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روز آخرت پر (یقین رکھتے ہیں) اور نہ اُن چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کی ہیں اور نہ دینِ حق کو قبول کرتے ہیں اُن سے جنگ کرو یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں''

اور فرمایا کہ:

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ (التوبہ:۵)

''مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور پکڑ لو اور گھیر لو اور ہر گھات کی جگہ پر اُن کی تاک میں بیٹھے رہو''۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (الحج:۴۰)

''اور اگر اللہ ان لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں کے) خلوت خانے اور (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا بہت ذکر کیا جاتا ہے ویران ہو چکی ہوتیں اور جو شخص اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اُس کی ضرور مدد کرتا ہے بے شک اللہ زبردست ہے، غالب ہے''۔

امام ابو عبداللہ الحلیمی رحمہ اللہ شعب الایمان میں رقمطراز ہیں کہ:

''اگر اللہ تعالیٰ مومنین کے ذریعہ مشرکین کو دفع نہ کرے اور اگر اہل ایمان کا ان پر تسلط نہ ہو اور وہ اسلام کی عظمت و شوکت اور جمعیت کی حفاظت نہ کریں تو زمین پر شرک غالب آ جائے گا اور دیانت اس سے اٹھ جائے گی، لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ اس دین کی بقا اور اس کے پھیلاؤ کا واحد ذریعہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اور جو شے اس درجہ اہمیت کی حامل ہو وہ اس بات کی سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اسے ایمان کے ارکان میں شامل کیا جائے اور اہل ایمان اس عمل کے سب سے زیادہ حریص ہوں''۔

اسی طرح صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت نہ دے دیں۔ پھر وہ ایسا کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنا

خون اور مال بچالیا مگر جس پر اس کلمے کا حق ثابت ہو جائے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے''۔

اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں جہاد کا ذکر فرمایا اور اس پر کسی عمل کو فضیلت نہ دی سوائے پانچ وقت کی فرض نماز کے''۔

اور پھر یہ تو اس وقت کی بات ہے جب جہاد فرض کفایہ ہو لیکن جب جہاد فرض عین ہو جائے تو ایمان کے بعد سب سے زیادہ اہمیت کا حامل فرض ہو جاتا ہے۔ جہاد اور ایمان جدا نہیں ہو سکتے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

''مجھے قیامت تک کے لیے تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے یہاں تک کہ صرف ایک اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت ہونے لگے اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے تلے رکھا گیا ہے اور جس نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی اس کا مقدر ذلت اور رسوائی ہے اور جس شخص نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے''۔

سو بیماری بھی معلوم ہو گئی یعنی ذلت اور کمزوری اور اس کی دوا بھی یعنی جہاد فی سبیل اللہ! بھلا ایک ایسے وقت میں جب ہمارے رب کا گھر، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد، ہمارا قبلہ اور ہمارے مقدسات کفار کے قبضے میں ہوں اور ہمارے علاقوں پر یہود ونصاریٰ کا تسلط قائم ہو تو اس فریضے سے فرار کیسے ممکن ہے؟ اور بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس امت پر ٹوٹنے والی یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔ پھر جو چیز اس مصیبت میں اضافے کا باعث ہے وہ یہ کہ کفار کا یہ تسلط خود مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط مرتد حکام کے پورے تعاون کے ساتھ قائم ہوا۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے جزیرۃ العرب کے صحرا اور سمندر کو پیدا فرمایا ہے اس نے ایسی بڑی آفت نہیں دیکھی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ جزیرۃ العرب پر یہود ونصاریٰ کا یہ قبضہ انھی سازشیوں کے مکر کا نتیجہ ہے جن میں سرفہرست امریکہ ہے۔ اللہ اسے غارت کرے! امت پر نازل ہونے والی ہر مصیبت کے پیچھے اصل سبب اور کارفرما ہاتھ یہی ہوتا ہے۔

ارضِ حرمین جو کہ تمام امت کے لیے شرف کا باعث ہے اور جس میں اس کے مقدسات موجود ہیں یہ آلِ سعود کی ذاتی اور خاندانی جاگیر نہیں۔ اور یہاں سے امریکیوں کو نکالنا ایمان کے بعد اہم ترین فریضہ ہے اور کوئی دوسری شے اس سے زیادہ اہمیت کی حامل نہیں جیسا کہ اہل علم کی تصریحات سے واضح ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جہاں تک دفاعی جہاد کا تعلق ہے تو یہ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل جہاد ہے، حملہ آور دشمن جو حرمت اور دین پر حملہ کرے اس سے دفاع بالاجماع واجب ہے۔ لہٰذا ایمان کے بعد دنیا کی بربادی کا سبب بننے والے حملہ آور دشمن سے دفاع اہم ترین فرض ہے اور نہ اس کے لیے کسی قسم کی شرط کی قید ہے بلکہ امکانی حد تک یہ دفاع کرنا لازم ہے اور اس میں نیک اور بد سب کو شامل کیا جائے گا''۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے سب سے افضل، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی زبان سے ایک لفظ بھی خواہش نفس کی اتباع میں نہیں نکل سکتا، اپنے بستر وفات پر یہ فرمایا تھا:

''یہود ونصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔'' (رواہ البخاری)

ان حالات میں ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ اپنی تمام تر صلاحیتیں اس حملہ آور دشمن اور کفرِ اکبر کے خلاف امت کو ابھارنے پر صرف کرے جو سرزمینِ حرمین میں امریکی صلیبی صہیونی اتحاد کی شکل میں براجمان ہے اور لوگوں پر یہ واضح کرے حرمین میں موجود اس نظامِ حکومت نے عدل وانصاف کے تمام پیمانے اُلٹا دیے ہیں۔ اس نے امت کو ذلیل کر چھوڑا ہے اور ملت کے ساتھ غداری کا ثبوت دیا ہے اور ایک ایسے وقت میں جب کہ ابھی ہم قبلہ اول اور مقامِ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی واپس نہیں لے سکے اس سعودی حکومت نے مسجدِ اقصیٰ کے بعد مسلمانوں کے باقی ماندہ مقدسات مکہ اور مدینہ کو بھی یہودی اور نصرانی فوجیوں اور ان کی بدکردار عورتوں کے حوالہ کر دیا ہے۔ اور وہ بھی اس بہانہ سے کہ یہ مسلمانوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کریں گے۔ بھلا کبھی بھیڑیئے کو بھی بکریاں چرانے پر مامور کیا گیا ہے۔ لیکن اس بات میں اس وقت کوئی تعجب نہیں رہتا جب آپ کا اپنا بادشاہ ہی برطانیہ جا کر گلے میں صلیب پہن لے اور ملک کو ان کے لیے کھول دے اور سارا ملک امریکی اور برطانوی فوجی ٹھکانوں سے بھر جائے اور آپ انہیں نکالنے کے قابل بھی نہ رہیں۔ سو یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان حکمرانوں نے امت کے ساتھ بددیانتی کی اور کفار سے دوستیاں بڑھائیں اور مسلمانوں کے مقابلے پر کفار کا ساتھ دیا۔ ان کا یہ عمل اسلام سے خارج کر دینے والے دس نواقضِ اسلام میں سے ہے۔ اسی طرح ان حکمرانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت کی بھی مخالفت کی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''یہود ونصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔'' (رواہ البخاری)

اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

''اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے میں زندہ رہا تو لازماً جزیرۃ العرب سے یہود ونصاریٰ کو نکال دوں گا۔''

لیکن اس وقت بیت اللہ اور مسجد نبوی کی زمین میں پینتالیس ہزار امریکی فوجی اور عسکری ماہرین، ایک سو تیس جنگی جہاز، اور دمام جدہ اور ابہا میں بے شمار جنگی ٹھکانے اور فوجی بستیاں

موجود ہیں۔ جو شخص بھی ارضِ اسلام میں موجود ہے وہ اللہ کے ان دشمنوں کی تعداد پر غور کرے گا تو اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ ان (کفار) کا ارضِ حرمین سے نکلنے کا کوئی ارادہ نہیں۔

اب تو عراق کی جنگ کا وہ ڈرامہ بھی ختم ہوئے بھی گیارہ سال کا عرصہ بیت چکا جس کا بہانہ کر کے یہ یہاں آئے تھے، لیکن ابھی تک یہاں سے نکلنے کا نام نہیں لیتے۔ حالانکہ عراق اور اہل عراق تو تباہ و برباد ہو چکے۔ اور ابھی تک ان ائمۃ الکفر کے ایسے بیانات کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔

مثال کے طور پر ان کے سابق وزیر دفاع ولیم پیری کا بیان جو اس نے الخبر کے دھماکوں کے بعد امریکی فوجیوں سے خطاب کرتے ہوئے جاری کیا:

''اس خطہ میں امریکی فوج کا رہنا امریکی مفادات کے لیے ضروری ہے''۔

اس نے خود مزید کہا کہ :

''میں ریاض اور الخبر کے ان دھماکوں سے یہ سبق حاصل کیا ہے کہ ان دہشت گردوں کا مقابلہ کرنے کے لیے یہاں سے انخلا کا ارادہ ترک کر دیا جائے۔''

اس موقع پر میں امریکہ کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ اللہ کی قسم جس کے ماسوا کوئی معبود نہیں! تم لازماً یہاں سے ذلیل و رسوا ہو کر اور اپنے پیچھے لاشوں کے انبار اور ہزیمت کی داستانیں چھوڑتے ہوئے بھاگو گے۔ اور ویسے بھی ہم تمہارے لیے قتل کے سوا اور کیا چیز پسند کریں جب کہ ہمارے رب نے حکم ہی اسی کا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ

''ان کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں عجب نہیں کہ اپنی حرکات سے باز آ جائیں''۔ (التوبہ ۱۲)

اور فرمایا کہ :

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ (التوبہ: ۵)

''ان مشرکین کو جہاں کہیں بھی پاؤ قتل کر دو اور پکڑ و انہیں اور گھیراؤ کرو ان کا اور ہر گھاٹ لگانے کی جگہ ان کے لیے گھات لگاؤ۔''

اور ہم تم پر آگے پیچھے دائیں بائیں اوپر نیچے ہر جانب سے حملے کریں گے۔ اور اب ہماری جانب سے جواب تم سنو گے نہیں بلکہ دیکھو گے۔

اورا ے بزدلو! ہمارے اور تمہارے درمیان اتنا واضح فرق ہے کہ جس موت سے تم ڈرتے اور بھاگتے ہو اسی موت کی ہم تمنا کرتے ہیں اور جب تم مرتے ہو تو جہنم کا ایندھن بنتے ہو جب کہ ہمیں موت آ جائے تو ہمیشہ ہمیش کی جنتیں ہماری منتظر ہوتی ہیں، اور ہم تمہیں قتل کر کے آگ سے نجات پاتے ہیں، کیونکہ کافر اور اس کا قاتل آگ میں جمع نہیں ہو سکتے۔ ہم اپنے رب تعالیٰ کے فرمان پر عمل کرتے ہیں کہ :

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ

''قتال کرو ان سے اللہ تمہارے ہاتھوں انہیں عذاب سے دوچار کرے گا اور انہیں رسوا کردے گا اور مومنین کے سینوں کو ٹھنڈا کرے گا''۔ (التوبہ: ۱۴)

یہاں میں اس شاعر کا مقولہ دہراؤں گا جس نے کہا تھا کہ :

میرے اور تیرے جھگڑے کا اور کوئی نتیجہ نہیں

سوائے قطع تعلق اور گردن کے اڑانے کے

میں اپنے اور افغانستان میں موجود اپنے بھائیوں کی طرف سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم اپنے کندھوں پر ہتھیار اٹھائے، اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اس کی راہ میں اپنی ہر عزیز اور محبوب شے کھپا دیں گے یہاں تک کہ سوویت اتحاد کی طرح تم بھی ٹکڑے ٹکڑے نہ جاؤ اور صومالیہ کی طرح یہاں سے بھی شکست خوردہ، ملامت زدہ اور ناکام اور نامراد ہو کر نکل نہ بھاگو۔ ہم ہر حال میں اپنا یہ عہد پورا کر کے رہیں گے جب تک ہماری رگوں میں خون کا آخری قطرہ بھی موجود ہے، اور اللہ تعالیٰ ہمارے اس عہد کا نگہبان ہے۔ بعض فتنہ انگیز اور شکست خوردہ ذہنیت کے حامل لوگ یہ کہتے ہیں کہ تم ان کے ساتھ کیسے مقابلہ کر سکتے ہو جب کہ وہ تعداد اور قوت میں تم سے بہت زیادہ ہیں۔ پوری دنیا کا نظام ان کے ہاتھ میں ہے اور تمام حکام ان کے تابع ہیں جب کہ تم گنتی کے چند لوگ، تمہارے پاس نہ تو کوئی زمین ہے جو تمہیں پناہ دے اور نہ کوئی ملک تمہاری پشت پناہی کے لیے تیار ہے۔ ایسے لوگوں کے رد کے لیے میرے رب کا یہ فرمان کافی ہے کہ :

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرۃ: ۲۴۹)

''کتنی ہی مرتبہ ایک چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے ایک بڑی جماعت پر غالب آگئی اور بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

''میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا ان کی مخالفت کرنے والا ان کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا، اور وہ اسی حال میں ہوں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے۔''

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے ساتھ صرف قتال کا حکم دیا ہے جب کہ باقی سارا کام اپنے ذمہ رکھا ہے۔ اور مومنین کو اس جانب ترغیب دیتے ہوئے اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ

''قتال کرو ان سے اللہ تمہارے ہاتھوں انہیں عذاب دے گا'' (التوبہ: ۱۴)

یعنی ان کے قتل کے ذریعہ انہیں رسوا کرے گا۔

یعنی ان کے مقابلہ پر تمہاری نصرت سے اور تمہاری مدد فرمائے گا۔اور یہ وہ وعدہ ہے جسے اللہ تعالیٰ لازماً پورا فرمائے گا۔اب چونکہ میں عدد اور قوت میں ان سے کمزور ہوں اور آمنے سامنے کے مقابلہ کی استعداد نہیں رکھتا، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی موجود ہے کہ ''جنگ تو دھوکے کا نام ہے''...تو ایسے حالات میں آج بھی ان کے ساتھ قتال کے ایسے آزمودہ اور مناسب طریقے موجود ہیں جو اللہ کے ان دشمنوں کے لیے شدید ترین نقصان اور ان کے دلوں میں ہیبت بٹھانے کا باعث بنتے ہیں۔اور ان میں ایک انتہائی مؤثر ذریعہ شہیدی حملے ہیں جنہوں نے ان کے ہوش وحواس اڑا رکھے ہیں۔یہ ایک ایسی کارروائی ہوتی ہے جس میں ایک یا ایک سے زیادہ افراد پہلے سے یہ جانتے ہوئے کہ ان کے اس عمل کا نتیجہ موت ہے اپنے سے زیادہ طاقت ور دشمن کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔عہدِ حاضر میں اکثر اس کا یہ طریقہ اپنایا جاتا ہے کہ جسم کے ساتھ یا گاڑی یا بیگ میں بارود بھر کر دشمن کے اہم جنگی مراکز اور تنصیبات میں گھس کر مناسب وقت اور مقام پر اس کو اُڑا دیا جائے۔اس طرح اس اچانک حملے کی اثر پذیری کے باعث دشمن کو شدید ترین جانی ومالی خسائر کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس دور میں ایسے شہیدی حملے دشمن کو نقصان پہنچانے کا سب سے بہترین ذریعہ ہیں۔اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اسرائیل کا ملعون وزیر اعظم بھی فلسطین میں شیر دل مجاہدین کی طرف سے کیے جانے والے شہیدی حملے کے بعد یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ

> ''میں ساری دنیا کے ممالک کو یہ چیلنج دیتا ہوں کہ وہ ان حملوں کے خلاف کچھ کر کے دکھائیں۔بھلا ہم ایسے شخص کا کیسے مقابلہ کریں جو خود موت کا عاشق ہو''۔

اسی طرح امریکی وزارت دفاع کے ایک اعلیٰ عہدے دار نے امریکی بحری بیڑے پر کیے جانے والے شہیدی حملے کے بعد یہ کہا تھا کہ:

> ''ہم مستقبل میں ہونے والے ایسے کسی حملے کا کوئی توڑ نہیں کر سکتے''۔

جاہل لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو خودکشی ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔حالانکہ حقیقت واقعہ یوں نہیں، کیونکہ خودکشی کرنے والا شخص یہ عمل مایوسی، غضب، بے صبری اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے فرار کی وجہ سے کرتا ہے۔اور اس امر میں علما کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ یہ عمل صریح حرام ہے اور ایسا کرنے والا شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب اور جہنم کا مستحق ہے۔جب کہ شہیدی حملہ کرنے والا غلبۂ دین کے اعلیٰ مقصد کا حامل ہوتا ہے۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بادشاہ، راہب اور لڑکے کے قصے میں وارد ہونے والی صحیح مسلم کی حدیث کے بارے میں فرمایا کہ:

> ''اس نے اپنا قتل غلبہ دین کی خاطر کیا اسی لیے ائمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص مسلمانوں کی مصلحت کی خاطر کفار کی صفوں میں جا گھسے چاہے اسے یقین ہو کہ وہ قتل ہو جائے گا تو یہ جائز ہے۔''

اسی لیے شہیدی حملہ کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے شہید ہوتا ہے۔چاہے وہ اپنے ہاتھوں شہید ہو یا دشمن کے ہاتھ سے اور اس بات پر جمہور علما کا اتفاق ہے۔صحیحین میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

> ''ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی جانب نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چرواہا یہ حدی خوان کون ہے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا بھائی عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس پر رحم فرمائے۔ان کی قوم میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ درست ہے کہ ان پر جنت واجب ہو گئی، تاہم کیا یہ مناسب نہ ہوتا کہ آپ ہمیں ابھی ان سے مستفید ہونے دیتے۔پھر جب صفیں آمنے سامنے آئیں تو عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے جو لمبائی میں چھوٹی تھی ایک یہودی کی پنڈلی پر وار کیا تو تلوار خود انہیں کی طرف لوٹ آئی اور ان کے دونوں گھٹنوں پر آ لگی جس سے وہ وفات پا گئے۔جب ہم واپس لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اداس دیکھا تو میرے دونوں ہاتھ پکڑتے ہوئے دریافت فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا؟ تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ عامر کے اعمال برباد ہو گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کس نے کہا تو میں کہا کہ فلاں فلاں نے اور اسید بن الحضیر الانصاری نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :''جس نے کہا جھوٹ کہا'' اور اپنی دونوں انگلیاں جمع کرتے ہوئے فرمایا :''بلکہ اس کے لیے تو دہرا اجر ہے اس نے جہاد کیا اور وہ مجاہد ہے''۔

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ مومن دشمن ہی کے ہاتھوں قتل ہو تو شہید کہلائے گا۔شہید تو وہ شخص ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے جہاد کیا۔ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی سربلندی اور دشمن کو نقصان پہنچانے اور دہشت زدہ کرنے کے لیے اپنی جان نچھاور کر دی اس کی اس عظیم قربانی کو خودکشی کہا جائے بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہے؟ سبحان اللہ! یہ تو ایک بہتان عظیم ہے۔امت مسلمہ جس کے خیر الامم ہونے کی گواہی اللہ عزیز، جبار اور متکبر نے دی ہے، یہ وہ عظیم امت ہے جو امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ایمان باللہ کی صفات سے موصوف کی گئی امر بالمعروف اور نہی

عن المنکر کو ایمان سے پہلے اس لیے بیان کیا گیا کیونکہ اس کے قیام کی اساس ،اور ترقی ، عزت اور فضیلت کا سبب ہے۔

لہٰذا جو شخص بھی اس امت کے ساتھ نسبت کا دعویٰ کرتا ہے اس کے لیے لازم ہے کہ اس عظیم امانت کی ادائیگی کی فکر کرے اور اللہ تعالیٰ ،اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا دین اس کے لیے ہر شے سے زیادہ محبوب ہو۔اس کی دوستی، دشمنی، محبت، اطاعت ہر چیز اللہ تعالیٰ کے لیے ہو، نا کہ نوکری، تنخواہ اور منصب کے لیے! مسلمانوں کے لیے ان عرب حکام کے ساتھ عدم مداہنت، ان کے خلاف خروج اور ان کی تکفیر فرض ہے۔ کیونکہ یہ ارکان ایمان میں سے ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ(البقرہ:۲۵۶)

''سو جس نے طاغوت کے ساتھ کفر کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے ایک مضبوط سہارا تھام لیا جس سے اب چھوٹنا نہیں اور اللہ تعالیٰ سننے والا علم رکھنے والا ہے''۔

اور یہ تمام حکومتیں طاغوت ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر عبادت کی جا رہی ہے۔ اگرچہ ان کے اسلام سے خارج ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں تاہم میں وضاحت کے لیے ان میں سے چند ایک کا اختصار کے ساتھ ذکر کروں گا۔

اولاً: اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات سے ہٹ کر فیصلے اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ پر قانون سازی کرنا۔اور اس مسئلے میں قرآن وسنت اور علما کے اقوال کی صورت میں دلائل تواتر کے ساتھ موجود ہیں، کہ جس شخص نے اپنے لیے یا کسی اور کے لیے وضع کردہ شریعت اور قانون کی پیروی کو مباح قرار دیا تو ایسا شخص کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا(النساء:۶۰)

''کیا آپ نے ایسے لوگوں کو نہیں دیکھا جو یہ زعم رکھتے ہیں کہ وہ ایمان رکھتے ہیں اس پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور جو آپ سے پہلے نازل ہوا اور پھر بھی چاہتے یہ ہیں کہ اپنے فیصلوں کے لیے طاغوت سے رجوع کریں، حالانکہ انہیں تو اس کے ساتھ کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔اور شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں جا پھینکے''۔

شیخ عبدالرحمن بن حسن آل شیخ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی جانب فیصلے لوٹانے کی دعوت دی تو اس نے وہ سب ترک کر دیا جسے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اور اس شخص نے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رخ موڑ لیا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا، اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی مخالفت کی جس کی پیروی کا حکم اللہ تعالیٰ نے یہ فرماتے ہوئے دیا:

وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ(المائدہ:۴۹)

''(ہم پھر تاکید کرتے ہیں کہ) جو (حکم) اللہ نے نازل فرمایا ہے اُسی کے مطابق ان میں فیصلہ کرنا اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اور ان سے بچتے رہنا کہ کسی حکم سے جو اللہ نے تم پر نازل فرمایا ہے یہ کہیں تمہیں بہکا نہ دیں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا(النساء:۶۵)

''تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کر دو اُس سے اپنے دل تنگ نہ ہوں بلکہ اُس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے''۔

لہٰذا جس کسی نے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی خلاف ورزی کی اور اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہوئے یہ چاہا کہ لوگوں کے مابین فیصلے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق نہ ہو تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا قلادہ اتار پھینکا، چاہے وہ اپنے آپ کو کتنا ہی مومن کیوں نہ سمجھتا رہے اور نمازیں پڑھتا رہے اور روزے رکھتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے اس زعم کا انکار کیا ہے کہ وہ مومن ہیں کیونکہ زعم کے لفظ کے اندر غالب یہی ہوتا ہے کہ دعویٰ کرنے والا اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور اس کا عمل اسکے قول کی تردید کرتا ہے۔

اس بات کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی سچ ثابت کرتا ہے کہ:

وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ

''ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس طاغوت کا کفر کریں''۔

کیونکہ کفر بالطاغوت ایمان کے ارکان میں سے ہے اور اگر یہ رکن مفقود ہو تو انسان مؤحد نہیں ہو سکتا، یہی ایمان کی اساس اور اعمال کی درستگی کا سبب

ہے۔جب کہ عدم توحید اعمال کے فاسد ہونے کا باعث ہے اور طاغوت کی طرف فیصلوں کا لوٹانا اس پر ایمان لانا ہی تو ہے''۔

اور یہی معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو سمجھایا جس کا ذکر ترمذی اور دوسری کتابوں میں وارد شدہ اس حسن حدیث میں آیا ہے کہ :

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے جو پہلے نصرانی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا کہ : ''انہوں نے اپنے علما اور مشائخ اور مسیح ابن مریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی جگہ رب بنا رکھا ہے''، تو انہوں نے عرض کیا کہ : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تو کبھی ان کی عبادت نہیں کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا بھلا اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ جس چیز کو وہ حرام قرار دیں کیا تم اسے حرام نہیں ٹھہراتے ؟ اور اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی جس شے کو وہ حلال قرار دیں کیا تم اس کو حلال نہیں سمجھتے ؟''... تو انہوں نے عرض کیا کہ : جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : ''یہی تو ان کی عبادت ہے''۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا:

''جان رکھو کہ ان لوگوں نے ان کے لیے نمازیں نہیں پڑھیں اور اگر وہ ایسا تقاضا کرتے تو بھی لوگ ایسا کبھی نہ کرتے لیکن ان علما اور درویشوں نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر لیا صرف اسی میں ان کی اطاعت کی سو یہی عبادت ہے''۔

اسی حدیث سے متعلق شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :

''جس شخص نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرانے میں اپنے علما کی اطاعت کی تو اس نے انہیں اللہ تعالیٰ کی جگہ رب بنا لیا''۔

عرب کی یہ ریاستیں اور یہ حکام جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں... یہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے بلکہ ہوائے نفس اور خود ساختہ قوانین کی پیروی کرتے ہیں! ماسوائے افغانستان میں طالبان حکومت کے۔ان کافر حکام کی ایک مثال جزیرۃ العرب کے حکمران ہیں جن میں سر فہرست ان کا بادشاہ فہد بن عبدالعزیز ہے۔ جس کا نظام حکومت اللہ کے تعالیٰ کے مقابلے میں خود قانون سازی کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کیا اور اس کے کھانے والے کے خلاف اعلان جنگ کیا، جب کہ اس کا نظام اپنے ملکی قوانین میں اسے حلال ٹھہراتا ہے۔ان کے تجارتی اداروں اور اسٹاک ایکسچینج میں رائج قوانین اللہ تعالیٰ کی شریعت کو حکم نہیں ٹھہراتے۔ حالانکہ یہ تو ایک چھوٹی سی مثال ہے تاہم یہی اسے دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لیے کافی ہے۔

ثانیاً: کفار سے دوستی اور مسلمانوں سے دشمنی

یہ تو انہیں دائرہ اسلام سے خارج کرنے والا ایک واضح ترین عمل ہے۔ان عرب حکام کا حال یہ ہے کہ آج تک کبھی کسی بات پر متفق نہیں ہوئے سوائے اس مبینہ ''دہشت گردی''اور مجاہدین کے خلاف کیے جانے والے معاہدے پر۔

لہٰذا یہ خائن حکومتیں اگر جمع ہوئیں بھی تو صرف اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اس کے اولیا اور نیک بندوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے۔ارضِ کنانہ مصر میں ساٹھ ہزار باعمل نوجوان اس دین پر عمل کرنے کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔اور کتنے ہی صالحین کو وہاں سے سرے سے غائب ہی کر دیا گیا۔ارض اسلام سر زمینِ حرمین، جزیرۃ العرب میں ''حائل''اور''الرویس''کی جیلیں جہاں ہمارے مجاہد بھائیوں کو شدید ترین تعذیب اور تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔حق کو بانگ دہل بیان کرنے والے سچے اللہ والوں ہی سے یہ قید خانے بھرے پڑے ہیں ناکہ سلاطین کے وفاداران درباری علمائے سوء سے!

ان قیدیوں میں اہل حق علما اور طلبائے دین الشیخ سلمان العودۃ، بشر بن بشر البشر، ثنیان الثیان، ابراہیم الدیان، سعید الزعیر، ناصر العمر اور عبدالوہاب الطراوی اور دیگر بہت شامل ہیں۔تاہم عامۃ الناس کے سامنے جزیرۃ العرب کے ان حکام کا اصل چہرہ واضح نہیں۔ خصوصاً جب کہ یہ لوگ دین داری، تطبیق شریعت اور خدمت حرمین جیسے کاموں سے نیکی کا روپ دھارے ہوئے ہیں۔لیکن حقیقت کے اعتبار سے یہ ان نیک کاموں سے اتنے ہی دور ہیں جتنے یہ ہو سکتے ہیں اور اعمال صالح سے ایسے بری ہیں جیسے بھیڑیا یوسف علیہ السلام کے خون سے۔

اس حکومت کے شرم ناک اور کافرانہ اعمال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے ۱۹۹۰ء میں روس کو جس کے ہاتھ ابھی افغانستان میں مسلمانوں کے خون سے رنگین ہیں چار ارب ڈالر بطور امداد کے دیے۔

پھر اسی حکومت نے ۱۹۸۲ء میں کروڑوں ڈالر شام میں نصیریوں کی حمایت میں انہیں اہل ایمان کو ذبح کرنے کے انعام میں دیے جو کہ اصل میں مسلمانوں کا حق تھے۔اسی طرح یہ لوگ ابھی تک فلسطین میں مسلمانوں کے خلاف حزب الکتائب اللبنانی کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔

اسی حکومت نے مصر اور الجزائر میں طاغوتی حکومتوں کو اربوں ڈالر کی امداد دی جو کہ پوری شدت سے اسلام اور اہل اسلام کو پیسنے میں مصروف ہیں۔

انہوں نے جنوبی سوڈان میں عیسائی باغیوں کو مال اور اسلحہ سے امداد دی۔

اور ابھی بالکل ماضی قریب میں ۱۹۹۴ء میں یمن میں پیش آنے والے واقعات میں مسلمانوں کے خلاف کمیونسٹوں کی امداد نے تو اس کفریہ نظام کی ساری قلعی کھول کر رکھ دی ہے اور اسے ایک واضح تناقض میں مبتلا کر دیا ہے۔

ان کے اس اقدام سے یہ بات بھی بالکل واضح ہو گئی ہے کہ جہادِ افغانستان میں کمیونسٹوں کے خلاف ان کی امداد اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ محبت کے باعث نہیں بلکہ اہل مغرب کے مفادات کی وجہ سے تھی۔ اگر ایسا نہیں تو پھر بھلا افغانستان میں پائے جانے والے کمیونسٹوں اور یمن میں پائے جانے والے کمیونسٹوں میں کیا فرق ہے؟ اس تناقض کو صرف وہی شخص سمجھ سکتا ہے جسے یہ معلوم ہو کہ ان کی سیاست باہر سے آنے والی مغربی صلیبی قوتوں کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق چلتی ہے البتہ بعض اوقات ان قوتوں کے مقاصد اسلامی مصالح کے ساتھ مل جاتے ہیں، جیسا کہ افغانستان میں دیکھنے میں آیا۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ جب کبھی بھی اسلامی تقاضوں اور مغربی مفادات میں ٹکراؤ پیدا ہوا تو یہ حکومتیں ہمیشہ ان کے حق میں کھڑی ہوئیں۔ جیسے صومالیہ اور فلسطین کے معاملہ میں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو یہ ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (المائدہ: ۵۱)

"اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ یہ تو ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور تم میں سے جس نے ان کے ساتھ دوستی کی وہ انہی میں سے ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

اے فرزندانِ امت! اے مسلمانو! کفار تمہارے سیاہ و سفید کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ اب اپنے اوپر سے ان حکومتوں کے خوف کی چادر اتار پھینکو اور سوائے ایک اللہ وحدہ لا شریک کے کسی اور سے مت ڈرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران: ۱۷۵)

"یہ تو شیطان ہی ہے جو تمہیں اپنے ساتھیوں سے ڈراتا ہے سو ان سے مت ڈرو بلکہ صرف مجھ ہی سے ڈرو اگر تم واقعی مومن ہو"۔

میں اپنی اس وصیت میں خصوصاً نوجوانوں سے مخاطب ہو کر کہوں گا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ کے بیٹو! کیا ذلت اور پستی کی کوئی انتہا تمہارے لیے ابھی باقی ہے؟ کیا ابھی تک تمہارے اندر حقیقی شجاعت اور میدانِ معرکہ کی تڑپ پیدا نہیں ہو سکی؟ کیا تمہیں اپنے اسلاف کی طرح اپنے خون سے تاریخ رقم کرنے کا کوئی شوق نہیں؟ کیا تم حورانِ جنت کے مشتاق نہیں؟ کیا تم نہیں چاہتے کہ جب تم اپنے رب سے ملو تو اس حال میں ملو کہ وہ تم سے راضی ہو؟ اگر تم یہ سب کچھ چاہتے ہو تو پھر تمہارے لیے ہجرت اور جہاد لازم ہے۔ تم بھی ویسے بن جاؤ جیسے اصحابِ نبی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر حج کرنے والے ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جب کہ ان میں سے مدینہ منورہ میں دفن ہونے والے دس ہزار سے زیادہ نہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ باقی سب کہاں گئے؟ ان میں سے اکثر کی تو قبریں تک معلوم نہیں یہ سب لوگ دنیا کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے تاکہ ہمارے لیے ایک ایسی تاریخ رقم کر سکیں جو اس سے پہلے کسی امت کو نصیب نہ ہوئی۔ پس نکلو اللہ کی راہ میں! تاکہ اپنی امت کا کھویا ہوا وقار دوبارہ سے لوٹا سکو اور اپنے مقدس مقامات اور کھوئی ہوئی زمینیں دوبارہ حاصل کر سکو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (التوبہ: ۴۱)

"نکلو چاہے ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اور اگر سمجھو تو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے"۔

سو کیا چیز تمہیں گھروں سے نکلنے اور ہجرت اور جہاد سے روکے ہوئے ہے؟ کیا تم جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے والے ان علما کی طرف سے فتووں کے منتظر ہو؟ تو جان لو کہ یہ لوگ ہرگز ہرگز فتوے نہیں دیں گے سوائے اس کے کہ اگر اللہ چاہے۔ یا تم ان درباری علمائے سوء کی جانب سے فتوے کے انتظار میں بیٹھے ہو جو دین و دنیا دونوں کے فساد کا اصل سبب ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہی ان سے بدلہ لے۔ ویسے بھی تم لوگ فتووں کے پیچھے کیوں پڑے ہو؟ حالانکہ خود اللہ تعالیٰ ہمیں جہاد کا حکم اور اس کی جانب ترغیب دیتا ہے۔ یا یہ کہ تمہارے اس بیٹھ رہنے اور اس فرض سے فرار کی اصل وجہ یہ دنیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو میں تم سے کہوں گا کہ کیا ہی گھٹیا چیز ہے جو تم نے اپنے لیے پسند کی! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَـيْـــًٔـا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (التوبہ: ۳۸،۳۹)

"اے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ نکلو اللہ کی راہ میں تو تم زمین پر بھاری ہوئے جاتے ہو کیا تم آخرت کے مقابلہ پر دنیوی زندگی پر راضی ہو بیٹھے ہو؟ سو دنیا کا یہ ساز و سامان آخرت کے مقابلہ پر تو بہت ہی تھوڑا ہے۔ اگر تم نہ نکلے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ تمہارے علاوہ ایک قوم لے آئے گا۔ اور ایسا کرنے سے تم اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے"۔

(بقیہ صفحہ ۶۸ پر)

امت مسلمہ پر معرکہ گیارہ ستمبر کے فیوض و برکات

استاد عبداللہ العدم رحمہ اللہ

منگل کے اُن مبارک حملوں نے امتِ محمدیہ علی صاحبھا السلام کے بیٹوں پر لاتعداد مثبت اثرات مرتب کیے اور ان کے حق میں برکات کے ظہور کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔اس معرکے کے تمام منافع اور ساری خیر عظیم سے تو صرف وہ علی القدیر ذات ہی واقف ہے جس نے جاں نثارانِ اسلام کی اس مختصر جماعت کے لیے اس حملے کی راہیں ہموار کیں... جنھوں نے باطل کے ایوانوں کو لرزا کر رکھ دیا، ان کی بنیادیں ہلا ڈالیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے برسرِ پیکار تکبر و بغاوت کے علم بردار فلک بوس برجوں کو ریزہ ریزہ کر دیا (کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں سینٹر دنیا میں سود کے لین دین کا سب سے بڑا مرکز تھے)۔ گیارہ ستمبر کے حملوں نے امتِ مسلمہ کی نوجوان نسل کو کئی دہائیوں پر محیط غفلت کی نیند سے بے دار کر دیا۔ جنہیں ایک طویل عرصے سے شکست خوردہ نظریات کے حامل سیاست دانوں اور دانش وروں نے ایسی غنودگی میں مبتلا کر رکھا تھا جو لگاتار امت کو ہزیمت اور پستی کی گھاٹیوں میں دھکیل رہی تھی (ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم)۔

امت کی نوجوان نسل کے قلوب کو پراگندہ کرنے کے لیے عرب و عجم کے طواغیت 'نصرانی آقاؤں کے ایما پر اپنے سارے وسائل جھونک رہے ہیں، اسی منظر نامہ میں ان معرکوں نے نوجوانانِ امت کے اذہان میں اسلامی غیرت، دینی حمیت اور نخوتِ محمدی کی روح بیدار کر دی... اس سے ہر اس مسلمان کے لیے ایک قابلِ تقلید عملی مثال قائم ہو گئی جو امت کی سربلندی اور خلافت کے قیام کی جدوجہد میں مصروف ہے۔ مغرب کے تجزیہ نگاروں نے لکھا کہ

> ''جہاں امریکہ کے اقتصادی اور عسکری مراکز کو نشانہ بنانا اس کے لیے ذلت و ناکامی کا باعث بنا اس سے بڑھ کر خطرناک اس کا یہ پہلو ہے کہ اس سے آنے والے لوگوں کے لیے اہداف کی نشاندہی ہو گئی ہے''۔

ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹاگون کی مغربی معاشرے میں اہمیت کی وجہ سے ان کی تباہی سے مجاہدین نے جہاں امریکیوں اور دنیا بھر میں مغربی تہذیب اور جمہوریت کے پیروکاروں کو احساسِ ہزیمت میں مبتلا کیا اس کے ساتھ ساتھ آئندہ کا لائحہ بھی پیش کر دیا، جس کی وجہ سے وائٹ ہاوس، مجسمۂ حریت اور ایفل ٹاور سمیت ان کی سب تہذیبی علامتیں مستقل خطرے اور مجاہدین کے نشانے پر ہیں۔

اس حملے کے عظیم اثرات سے کوئی مردہ دل اور بے بصیرت انسان ہی انکار کر سکتا ہے ۔ایک طویل مدت کی خاموشی اور جمود کے بعد ان حملوں کی وجہ سے کتنے ہی نفوس توحید کی حاکمیت اور حلاوتِ ایمانی کا مزہ چکھنے کے لیے اللہ کے راستے میں نکل پڑے ۔ کتنے ہی شہدا نے اپنی معطر سیرتوں سے ہمارے فخر میں اضافہ کیا، جن کے ابدی زندگی پانے والے چہروں کو دیکھ کر ہدایت و انابت کی حقیقت واضح ہوئی اور اس دین کی سربلندی کے لیے سرگرداں نفوس کے لیے عزت و کرامت کے معانی زندہ ہو گئے۔

اس حملے سے امت کے دلوں میں کئی عرصے بیٹھے ہوئے ''ناممکن الحصول'' کے مفہوم کا خاتمہ ہو گیا۔ جس نے ان کے دماغوں کو مفلوج اور ان کے اعصاب کو شل کر کے انھیں حالات کا غلام بنا رکھا تھا۔ توحید و سنت کے حامل ان انیس موحد جاں بازوں نے اس مفہوم کو پاش پاش کر دیا اور امت کے شکست خوردہ ذہنوں کے اعتماد کو بحال کیا اور ان کے دلوں میں امید کی ایک نئی کرن پیدا کی۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آج بھی امتِ مسلمہ کی گود ایسے فرزندانِ توحید سے خالی نہیں جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی توفیق سے امریکہ جیسے معبودانِ باطلہ پر عذاب مسلط کر سکتے ہیں اور انفرادی کوشش سے بھی صلیب کے علم برداروں کی ناک کو خاک آلود کیا جا سکتا ہے اور یہ کہ اگر اللہ سبحانہ تعالیٰ پر صادق توکل اور عزم مصمم ہو تو موت کا خوف اور دنیا کی محبت انسان کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ امت زرخیز امت ہے اور ہر دور میں ایسے جاں باز اور بہادر ابطال پیدا کرنے کی قدرت رکھتی ہے جو کفار پر اس کی ہیبت اور کرامت کے احیا کا کام کر تے ہیں۔ وہ کرامت جس پر آج تثلیث کے نصرانی بیٹے حملے آور ہیں اور جسے مسیلمہ کذاب جیسے وارثوں نے مغرب کے ہاتھ بیچ دیا ہے جو اپنی خواہشات کی پیروی کے لیے اس امت کو ذبح کر رہے ہیں۔ یہ حملے امتِ مسلمہ کے لیے بہت بابرکت ثابت ہوئے۔ اس سے اسلامی غیرت اور ایمانی اخوت کا شعور بیدار ہوا اور امت کو پہلی دفعہ اس بات کا احساس ہوا کہ وہ سب ایک مشترکہ خطرے کی زد میں ہیں۔ دشمن کا ان سب سے بغض ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ہے اور یہ بھی کہ ہر مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان بھائی کی نصرت فرض ہے چاہے ان کے درمیان لاکھوں میل کی مسافت کیوں نہ ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان مبارک حملوں کے ردِ عمل میں احمق جارج بش کی تقریروں اور جدت پسندوں کی انتقامی سیاست نے مسلمانوں میں ایمانی اخوت کو زندہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ایک بہت بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ اتنی مدت سے کفار کے ظلم اور بربریت میں پسنے والے اہلِ ایمان کو قرونِ اولیٰ کے معرکوں کی مثل صدیوں بعد یہ منظر نظر آیا کہ مسلمانوں نے کفار کی سرزمین پر جا کر ان پر حملہ کیا۔

امریکہ اور نصرانیت کی اسلام دشمنی بھی کھل کر سامنے آگئی۔ ان کے دلوں میں اسلام اور اہلِ اسلام کے لیے چھپا ہوا بغض باہر نکل آیا۔ صلیبی یکے بعد دیگرے اہلِ اسلام کے بارے میں غضب ناک ہونے لگے، پہلے کیمپ ڈیوڈ میں سولہ ستمبر کو بش نے صلیبی جنگ کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے کچھ ہی دیر بعد کینیڈا کے فوجی سربراہ نے دنیا کو اس اہم صلیبی جنگ میں ساتھ دینے کا کہا۔ اسی طرح امریکی نائب وزیرِ دفاع، برطانیہ کی پارلیمنٹ اور کئی ائمۃ الکفر

نے اسے اسلام کے خلاف صلیبی جنگ قرار دیا۔یوں اس معرکے کی برکت سے امریکہ کی مفسد صلیبی ریاست اور یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی واضح ہوئی جسے کئی کتابوں اور بیانات سے بھی یوں واضح نہیں کیا جاسکتا تھا۔

ایک اور بڑی خیر جو اس حملے سے حاصل ہوئی کہ ہزاروں مسلمان جو پڑھائی یا مستقل رہائش کے لیے کافر مغربی ممالک کی طرف جانا چاہتے تھے، رک گئے یا روک دیے گئے۔یوں کتنے مسلمانوں کا دین، کردار اور اخلاق 'تباہی اور انحطاط سے محفوظ ہو گئے۔الجزیرہ نے اس حملے کے پانچ سال بعد اکتالیس ہزار مسلمانوں سے اس موضوع پر سوال کیا کہ وہ مغرب جانا چاہتے ہیں؟اور ان میں سے تقریباً ۷۵ فی صد نے نفی میں جواب دیا۔بلکہ اب صورت حال یہ ہے کہ مغربی ممالک کی نئی سیکورٹی پالیسی کی سختی کی وجہ سے مغرب کی طرف جانے والوں سے وہاں سے بھاگنے والوں کی شرح کہیں زیادہ ہے۔

اس حملے کے اہم فیوض میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امت کی نئی نسل بہت سی شرعی اصطلاحات سے دوبارہ متعارف ہوئی جو عرصے سے اسلامی معاشرے میں مفقود ہو چکی تھیں اور ان کا تصور اور احکامات منسوخ ہو چکے تھے۔مثلاً شریعت کی حاکمیت، خلافت کا قیام،الولاء والبراء،امت کے حکمرانوں کی دین سے خیانت اور صلیبیوں کی غلامی،ایمان و کفر کی بحثیں، علمائے سوء، جبر سلطان، صلیبی کافر اور اسی طرح رافضیوں کا کفر اور اس طرح کی کئی اور اصطلاحات زبان زدِ خاص و عام ہو گئیں۔

انہی حملوں کی بدولت مسلمانوں پر مسلط طواغیت کا کفر واضح ہوا، مجاہدین کے اخلاص کو سند ملی،اللہ سبحانہ تعالیٰ نے امارتِ اسلامی افغانستان کی بڑھوتری، نکھار اور ترقی کا انتظام فرمایا، پاکستان کے آزاد قبائل میں جہاد واستشہاد کی نئی روح پھونکی گئی۔شمالی اتحاد کی خباثت کھل کر سامنے آئی،امریکی فوج اور سیکورٹی کی ہیبت اور کبر خاک میں مل گیا،امتِ مسلمہ کو استشہادی حملوں کا ہتھیار ملا اور یوں اسلام کی سربلندی اور کفر کی ذلت کے کئی اسباب اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان مبارک حملوں کے ذریعے پیدا فرمادیے۔

یہ ایک نہ ختم ہونے والی فہرست ہے لیکن ہم اس کو یوں سمیٹتے ہیں کہ یہ مبارک حملہ روزِ قیامت تک اس بات پر گواہ رہے گا کہ آخری زمانے میں چند اجنبی مجاہدین کا ایک گروہ اٹھا تھا جن کی ایمانی نخوت، غیرت اور مردانگی نے انہیں اپنی دنیا،اپنے دین پر قربان کرنے پر مجبور کر دیا اور وہ ایک اللہ واحد کے علاوہ تمام جھوٹے معبودوں کا کفر کرتے ہوئے غاصب صلیبیوں اور ان کے کاسہ لیس مرتدین اور ملحدین پر ٹوٹ پڑے۔

انہوں نے غلامی اور ذلت کے غبار کو ہٹانے کے لیے اپنی جانیں نچھاور کر دیں۔وہ اپنی تلواریں سونت کر دشمن کے قلب کی طرف لپکے اور پوری قوت سے اس کی شہ رگ پر ضرب لگائی تاکہ اپنے رب کے دین کا انتقام اور بے گناہ شیر خوار بچوں، بیواؤں اور یتیموں کا بدلہ لے سکیں اور ان ضعیف اہلِ سنت کی نصرت کر سکیں جن پر مرتدین کا معبود امریکہ صرف اس لیے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے کہ وہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں میں شامل انیس جانبازوں میں سے ایک نوجوان کی وصیت ابو مصعب ولید الشہری شہید رحمہ اللہ

البتہ جسے اللہ تعالیٰ کا کلام بھی قائل نہ کر سکے اور وہ اس کے بعد بھی ماننے پر آمادہ نہ ہو تو پھر ایسے شخص کو سمجھانے والا کوئی نہیں۔

اے اللہ میں تیرے سامنے ان کافر حکام اور طواغیت اور ان کے طرزِ عمل سے اعلان برات کرتا ہوں۔اور ان علما کے عمل سے جنہوں نے امانت کا حق ادا نہ کیا اپنی معذرت پیش کرتا ہوں۔

یااللہ کیا میں نے اپنی طرف سے پہنچا نہ دیا؟ یااللہ تو اس پر گواہ رہنا!

اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں اس سبب سے کہ ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ تو ہی ایک اکیلا واحد ہر ایک سے بے نیاز معبود ہے جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور جس کا کوئی ہمسر نہیں!اے حیّ! اے قیوم!اے صاحب جلالت واکرام!اے کہ جس نے عاد کو ہلاک کیا اور ثمود کو بھی کہ اس کا کچھ بچا ہی نہیں اور ان بستیوں کو کہ جنہیں الٹا دیا گیا۔اے اللہ ان امریکی اور صہیونی یہود و نصاریٰ کو تباہ و برباد کر دے!

اے اللہ ہمیں ان کے اوپر اپنی تلواروں میں سے ایک تلوار بنا کر مسلط فرمادے!

اے اللہ انہیں ہمارے ہاتھوں قتل فرما!اور ہمیں ان کی تباہی کا باعث بنادے!

اے اللہ تو ہمارے خون کو اپنے دین کی نصرت کے لیے قبول فرمالے!اور اسے اہل ایمان کے سینوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ بنادے!

اے ہمارے رب تو ہم سے قبول فرمالے!بے شک تو سننے والا علم رکھنے والا ہے۔اور رحمت اور سلامتی ہو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور ہر اس شخص پر جس نے ان کی پیروی کی۔اور ہماری آخری بات یہی ہے کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہیں!

☆☆☆☆☆

"یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ کسی شخص کے دل میں ایمان باللہ اور شریعت کے دشمنوں کی محبت، مودت اور ولایت کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔چاہے وہ ہمارے باپ اور بیٹے ہو کیوں نہ ہو۔تو پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اہل ایمان کا، زرداری اور اس کی فوج سے محبت اور دوستی کا تعلق کیونکر استوار ہو سکتا ہے"۔

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

معرکہ گیارہ ستمبر کیسے ہوا؟؟؟

نعیم الحق

''حرمت والی مہینے کا بدلہ حرمت والا مہینہ ہے اور یہ حرمتیں تو ادلی بدلی کی چیزیں ہیں پس اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی وہ کرے ویسی ہی تم اس پر کرو''۔(البقرۃ: ۱۹۴)

ایف بی آئی کا سابق چیف جب یوسف رمزی (اللہ ان کو رہائی نصیب فرمائی) کو پاکستان کی شہر ڈیرہ اسماعیل خان سے گرفتار کر کے امریکہ لایا اور کینیڈی ایئر پورٹ سے ہیلی کاپٹر کی ذریعی آپ کو اپنے ہیڈ کوارٹر لی جارہا تھا تو ہیلی کاپٹر سے یوسف رمزی کو ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی بلڈنگ دکھاتی ہوئی اُس نے کہا۔ ''دیکھو امریکہ کا فخر ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹا گون اپنی جگہ پر کھڑے ہیں اور تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے''۔ اس کی یہ بات سن کر یوسف رمزی نے کہا:

''اگر میرے پاس ڈالر اور بارود کی کچھ زیادہ مقدار ہوتی تو میں تمہیں بتاتا کہ تمہارا فخر Pride کیا حیثیت رکھتا ہے''۔

گیارہ ستمبر کی مبارک واقعات نے بزعم خود دنیا کی واحد سپر پاور کی چولیں ہلا کر رکھ دیں اور اسے اس کی بے بسی اور دنیا بھر کی مسلمانوں پر اس کی طرف سے ڈھائے جانے والی مظالم کا احساس دلایا۔ امریکیوں کو ایک عظیم مادی، اقتصادی، عسکری اور نفسیاتی شکست سے دوچار کر دیا۔ نیو یارک اور واشنگٹن کی تباہی کی وجہ صرف اس کی ملٹری انٹیلی جنس کی ناکامی ہی نہیں بلکہ امریکیوں میں فہم وادراک کی کمی اور بے جا غرور و تکبر بھی تھا۔ اس بار تو مجاہدین نے اغواشدہ طیاروں کی ساتھ حملہ کیا، اگر مجاہدین نے نیوکلیئر ہتھیاروں سے امریکہ پر حملہ کیا تو صورت حال کیا ہو گی؟ اس کا اندازہ امریکہ اور اس کی حواریوں کو بخوبی ہونا چاہیے۔ اس مبارک معرکی کی تفصیلات آپ کی سامنے پیش کرنا مطلوب ہے۔

معرکہ گیارہ ستمبر کی انیّس ابطال ناموافق حالات کی باوجود صرف اللہ کی مدد اور نصرت کے سہارے اپنی منزل کی طرف بڑھتے چلے گئے اور اپنے مطلوبہ ہدف کی طرف تیزی سے پیش قدمی کرنے لگے۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ ذاتی طور پر منصوبہ کے ہر ہر مرحلہ کی نگرانی کرتے رہے۔ ہوا بازوں کی مجموعی کی تیاریوں کے لیے براہِ راست نگاہ رکھنے کے لیے آپ حملوں کے منتظم شیخ ابو عبیدہ، شیخ رمزی بن الشیبہ اور لاجسٹک اعانت کی ذمے دار شیخ ظاہر زکریا الہوساوی سے مسلسل رابطہ میں رہے۔

معرکہ گیارہ ستمبر کی تیاریاں کسی حیرت انگیز کمپیوٹر یا جدید ترین ریڈار کی سامنے بیٹھ کر نہیں کی گئیں اور نہ ہی یہ منصوبہ ائیر کنڈیشنڈ والے کسی عالی شان دفتر یا عسکری منصوبہ بندی کی کسی مرکز میں طے پایا۔ بلکہ یہ منصوبہ بندی تو محض رحمت الٰہی کی سائے میں پایہ تکمیل تک پہنچ سکا اور ایک ایسی ماحول میں پروان چڑھا جو باہمی اخوت، اخلاص اور اللہ کی دین کی خاطر اپنی جان ومال قربان کرنے کی تڑپ جیسی پاکیزہ جذبات سے معمور تھا۔

چاروں شہیدی ہوا بازوں انجینئر محمد عطاؒ، مروان الشحیؒ، زیاد الجراحؒ اور ہانی الحنجورؒ نے پورے سکون اور اطمینان سے امریکہ کی اندر بیٹھ کر اپنی تیاریاں جاری رکھیں۔ عالمی ذرائع ابلاغ نے امریکہ کی حفاظتی اقدامات اور اس کی جاسوسی اداروں کی مستعدی اور صلاحیت کے حوالے سے دنیا بھر کی سامنے ایک مافوق الفطرت نقشہ کھینچ رکھا تھا۔ لیکن یہ مجاہد بھائی اس سے قطعاً مرعوب نہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے عمل سے نوجوانانِ اُمت کو قربانی، شجاعت اور نصرت الٰہی پر یقین اور اللہ پر کماحقہ' توکل کرنے کا نہایت بلیغ درس دیا۔ ان کی اس عظیم قربانی نے ایسے سب لوگوں کے منہ بند کروا دیے جو یہ خرافات پھیلاتے تھے کہ شہیدی حملے تو زندگی سے تنگ، ناکام اور بے روزگار لوگ ہی کیا کرتے ہیں۔ ان ابطال کو تو پُر تعیش زندگی گزارنے کے سارے اسباب مہیا تھے لیکن انہوں نے ان سب کو پاؤں کی ٹھوکر میں رکھا۔ دنیا اپنے سارے دروازے ان پر کھول چکی تھی لیکن انہوں نے اپنی دنیا بیچ کر آخرت کی نعمتیں خریدنے کا فیصلہ کیا۔

عظیم مجاہد آدم یحییٰ غدن (عزام امریکی) رحمہ اللہ ان بھائیوں کی محاسن بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''امریکہ پر حملوں میں حصہ لینے والے تمام ہی بھائی بہت پُر عزم، بلند ہمت، دینی حمیت کی جذبہ سے سرشار، اسلام اور اہل اسلام کی غم میں تڑپنے والے تھے، ان میں یہ اعلیٰ اوصاف موجود تھے تب ہی تو وہ اس مشکل مہم کے لیے چنے گئے تھے۔ بلاشبہ یہ ایسے لوگ نہ تھے جو ناکام زندگی گزارنے کی بعد اب کسی راہ فرار کی تلاش میں ہوں۔ ذرا ان ہوا بازوں پر ایک نگاہ تو ڈالیے شہید انجینئر محمد عطاؒ، شہید مروان الشحیؒ، شہید زیاد الجراحؒ اور شہید ہانی الحنجورؒ، یہ چاروں شہدا مغربی ممالک میں رہ چکے تھے۔ انہوں نے تعلیم وہیں حاصل کی تھی۔ دنیا ان سب کی پہنچ میں تھی، اگر یہ اس کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہتے۔ لیکن ان کا ضمیر یہ کیسے گوارا کر لیتا کہ یہ تو دنیا کی تمام نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں اور ان کی امت آگ میں جلتی رہی''۔

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ تربیتی معسکرات کی دوری مسلسل کرتے رہے۔ تاکہ آپ ان خوش قسمت افراد کو چُن سکیں جنھوں نے ان مبارک حملوں میں شہیدی ہوا بازوں کی ساتھ شریک ہونا تھا۔ شہیدی حملوں کی اُمیدواران کی فہرست تو بہت طویل تھی۔ لیکن اللہ نے ان میں سے چند نامور موتیوں 'احمد بن عبداللہ النعمی، سطام السقامی، ماجد بن موقد الحنف، خالد المحضار، ربیعہ نواف الحازمی، سالم الحازمی (بلال)، نواف الحازمی، فائز قاضی احمد الحزنوی الغامدی، حمزہ الغامدی، عکرمہ احمد الغامدی، معتز سعید الغامدی، وائل الشہری، ولید الشہری، مھنّد الشہری، ابو العباس عبد العزیز الزہرانی' کو اس عظیم سعادت کے لیے

چھن لیا۔ان خوش بخت مجاہدین نے ہواباز بھائیوں کا دست و بازو بننا تھا۔ جہازوں پر قبضہ کر کے اس وقت تک حالات اپنے قابو میں رکھنے تھے 'جب تک جہاز اپنے اپنے ہدف تک نہیں پہنچ جاتے۔ اللہ پر یقین اور توکل کی بعد ان کا واحد ہتھیار وہ چھوٹی چھوٹی چھُریاں تھیں۔ جنہیں لوگ عموماً کاغذ کاٹنے یا لفافہ کھولنے سے زیادہ کسی کام کے لیے استعمال نہیں کرتے۔ ان ساتھیوں کو استاد شہید ابو تراب اُردنیؒ نے نہایت عمدہ عسکری تربیت دی۔ابو تراب شہیدؒ کو سابقہ افغان جہاد میں شرکت کا بھی شرف حاصل رہا تھا۔ آپ نے ان ابطال کو متعدد فنونِ قتال سکھائے۔اور سیکورٹی دستوں کے مقابلے اور جہازوں میں موجود محافظوں پر قابو پانے کی زبردست تربیت دی۔ان نوجوانوں نے یہ بھی سیکھا کہ جہاز کے کاک پٹ پر قبضہ کیسے کیا جائے۔ کس طرح ہواباز ساتھیوں کو اتنا موقع فراہم کیا جائے کہ وہ جہازوں کو اپنے ہدف تک پہنچا سکیں۔ پھر اس پورے عرصے کی دوران ان کی حفاظت کیسے یقینی بنائی جائے۔ نیویارک اور واشنگٹن پر حملہ آور ہونے والے نوجوان بخوبی جانتے تھے کہ یہ عمل کیسی زبردست فضیلت والا اور اللہ کے یہاں کس بلند مقام کا حامل ہے۔انہیں یہ یقین تھا کہ اللہ کا قرب پانے کے لیے اس سے بہتر کوئی عمل نہیں۔ یہ نوجوان اس حقیقت کو پاگئے تھے جسے اور بہت سے لوگ نہ پاسکے۔ یہ حقیقت کہ اگر اہل ایمان کے لیے اہل کفر کی ساتھ باقاعدہ روایتی جنگ میں اترنا مشکل ہو جائے تو اس کا حل یہ نہیں کہ ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیے جائیں۔ بلکہ حل یہ ہے کہ پھر شہیدی حملوں کی راہ اختیار کی جائی۔ اور کفار کی صفوں میں گھس کر ان کے معاشی اور عسکری ستون ڈھا دیے جائیں۔

عظمت اُمت کے یہ معمار، شہادت کے یہ عشاق پوری توجہ اور انہماک سے اپنی تربیت کے مختلف مراحل طے کرتے رہے تاکہ بھرپور تیاری کی ساتھ میدان میں اتریں۔ انہیں اپنی تربیت مکمل کر کے ان ہواباز بھائیوں سے ملنا تھا۔ جو پہلے ہی دشمن کی سرزمین پر پہنچ چکے تھے کیونکہ اس دفعہ معرکہ دشمن ہی کی سرزمین پر برپا ہونا تھا۔ ان ابطال امت نے اپنی تربیت کے مختلف مراحل کے دوران سمع وطاعت کا بہترین مظاہرہ کیا۔ جس مشق سے بھی انہیں گزارا گیا اس میں نہایت عمدہ کارکردگی دکھائی۔ ان کی دن کا بیشتر حصہ یہی فنون قتال سیکھنے میں گزرتا اور پھر عملی تطبیق کے لیے یہ لوگ اونٹ ذبح کرنے کی مشق کرتے تھے۔ لیکن امریکہ پر حملہ کرنے والے ان شہ سواروں کا بھروسہ نہ تو اپنی قوت وصلاحیت پر تھا اور نہ اس خصوصی تربیت پر جو انہوں نے حاصل کی بلکہ ان کا تمام تر بھروسہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پر تھا۔ وہ ذات جو سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی جتنے قریب اب تھے پہلے کبھی نہ تھے۔

قندھار کی شاموں میں مجاہدین ایسی مجالس کا اہتمام کیا کرتے تھے، جن میں اشعار سے جذبوں کو نئی تازگی بخشی جاتی اور ولولہ انگیز تقاریر سے دلوں کو گرمایا جاتا۔ ان مجالس کی سرپرستی شیخ ابو عبداللہ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ بنفس نفیس خود کیا کرتے تھے۔ آپ کی کوشش ہوتی تھی کہ نیویارک اور واشنگٹن پر شہیدی حملوں کی تیاری میں مصروف ابطال بھی ان مجالس میں شرکت کریں۔ آپ انہیں حاضرین کی سامنے نظمیں اور ترانے پڑھنے اور ان مجالس میں اپنا بھرپور حصہ ڈالنے پر ابھارتے تاکہ سرفروشی کی یہ زندہ مثالیں نوجوانانِ امت کی نگاہوں کی سامنے رہیں۔

ہواباز بھائی اپنی تربیت کی مختلف مراحل سے فارغ ہو کر اپنی اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ترصد (ریکی) پر مامور مجموعہ نے بھی اپنی اپنی ذمے داریاں نبھاتے ہوئے، پہلے سے طے شدہ ابتدائی اہداف کے بارے میں ضروری معلومات جمع کر لیں اور امریکہ کی سیکورٹی نظام کا بغور جائزہ لیا گیا تاکہ ان میں موجود خامیوں سے بہترین انداز میں فائدہ اٹھایا جاسکے۔ ان معلومات کی روشنی میں مزید مشاورت کی گئی اور متعلقہ ساتھیوں کی آرا لینے کی بعد چار اہم ترین عمارتوں کو حتمی اہداف کے لیے چُن لیا گیا۔ ان چاروں عمارتوں کو اس لیے چنا گیا کہ ان کو نشانہ بنانے سے امریکہ کی حکومت اور عوام کو نہ صرف عسکری طور پر نقصان پہنچتا بلکہ انہیں شدید نفسیاتی صدمے اور اقتصادی خسارے سے بھی دوچار ہونا پڑتا۔ پھر اگلا مرحلہ دستاویزات سے متعلق مجموعے نے سنبھال لیا اور ان شہیدی جوانوں کو جعلی دستاویزات اور جعلی پاسپورٹ بنانے کے طریقے سکھائے گئے۔

شیخ اسامہؒ نے اس کارروائی کے بارے میں بار بار خوش خبریاں دیں۔ مجاہدین ان مبارک حملوں سے پہلے بھی کئی بار اپنے ان ارادوں کا اظہار کر چکے تھے کہ وہ عصر حاضر کی ہبل کو توڑنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ایسا کرنے سے اس کارروائی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا لیکن مجاہدین نے یہ خطرہ اس لیے مول لیا تاکہ امریکہ کا ساری دنیا پر طاری رعب زائل ہو جائے۔ اس کا بے بس ہونا سب پر عیاں ہو جائے اور امریکہ کی دفاعی صلاحیت کے بارے میں جو مافوق الفطرت تصور لوگوں کی ذہنوں میں بیٹھ چکا ہے، وہ ہمیشہ کے لیے نکل جائے۔ نیز اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ فرزندانِ اُمت تک دعوتِ جہاد موثر انداز میں پہنچائی جائی تاکہ امت کے اہل حل وعقد بھی جہاد میں نکلیں اور امت کی مستقبل پر اثر انداز ہونے والے نازک فیصلوں میں اپنا حصہ ڈالیں۔ اس دوران میں مجاہدین عالمی حالات پر گہری نگاہ رکھی ہوئی تھی۔ جہادی کارروائیوں کے رد عمل میں پوری اسلامی دنیا بالخصوص عالم عرب کی سڑکوں پر جن جذبات کا اظہار کیا جارہا تھا۔ ان کا بھی بغور مطالعہ کر رہے تھے، وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ کیا عامۃ المسلمین گیارہ ستمبر کی اس مبارک کارروائی کے لیے تیار ہو چکے ہیں۔ کیونکہ انہی عوامی جذبات کو مد نظر رکھتے ہوئی کارروائی کی بعد پیش آنے والی حالات کا پہلے سے اندازہ لگانا ممکن تھا اور ان حالات سے نمٹنے کے لیے پیشگی منصوبہ بندی کی جاسکتی تھی۔

الجزیرہ چینل نے لوگوں کی رائے جاننے کے لیے ایک سروے کروایا، یہ سروے دو دن جاری رہا۔ اس جائزہ میں رائے دینے والے لوگوں کی کل تعداد ۲۷ہزار یا ۲۹ ہزار کی قریب تھی۔ ان سب لوگوں کا تعلق ارد گرد کی عرب ریاستوں ہی سے تھا۔ اور جب اس کی نتائج کا

اعلان کیا گیا۔ تو جو لوگ امریکہ کو عسکری ضرب لگانے کی حامی تھی ان کا تناسب ۹۱ فی صد تک پہنچتا تھا اور یہ بہت ہی بڑی تعداد تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ بہت ہی مختصر عرصہ کے اندر مسلمانوں کی سوچ میں غیر معمولی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔

امریکہ پر حملہ آور ہونے والے ان ابطال نے اپنی آخری وصیتیں فلم بند کروائیں اور ان میں یہ حملہ کرنے کی محرکات واسباب وضاحت سے بیان کیے گئے۔ ان پیغامات میں پوری امت کے لیے نصیحت اور رہنمائی موجود ہے۔ یہ وصیتیں کٹھ پتلی مرتد حکومتوں کا اصل چہرہ بھی بے نقاب کرتی ہیں اور امریکی حکومت اور عوام کو بھی موثر انداز میں پیغام دیتی ہیں۔

غزوہ گیارہ ستمبر میں شریک ایک شہیدی مجاہد 'حمزہ الغامدیؒ' اپنی وصیت میں امریکیوں کو مخاطب کرتے ہیں:

''آخر میں میں مسلمانوں کی سرزمین پر موجود ہر امریکی شہری کو بالخصوص سرزمین حرمین میں موجود امریکی فوجیوں اور حکومتی عہدے داران کو غیرت الٰہی میں ڈوبا ہوا اور اپنے لہو سے رنگین یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ اللہ کی قسم! میرا سایہ بھی تمہاری سائے کی تعاقب سے باز نہیں آئے گا۔ یہاں تک کہ ہم میں سے جو بھی زیادہ بے صبرا ہو وہ مارا جائے۔ میں امریکی قیادت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر وہ اپنی فوج اور عوام کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو وہ مسلمانوں کی علاقوں سے بلاتاخیر اپنی افواج نکال لیں۔ ان کی تمام سرزمینوں سے فوراً نکل جائیں۔ اگر وہ ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں تو پھر مردوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو جائیں....اپنے لیے تابوت تیار کرا لیں...اپنے بیٹوں کے لیے قبریں بھی کھود لیں...اور ایک عظیم تباہی و بربادی کا ذائقہ چکھنے کی تیاری بھی کر لیں...ایسی تباہی جس کی لپیٹ میں امریکی قیادت بھی آئے گی...اور امریکی عوام بھی''۔

یہ ۱۵ شہیدی نوجوان حملہ کرنے کی پوری تیاریوں کی ساتھ، ہاتھوں میں سر تھامے، ارض معرکہ میں پہنچ گئے۔ یہ سرفروش چار مجموعوں میں تقسیم ہو گئے اور جلد ہی ان مجموعوں کے امرا 'یعنی چاروں ہوا باز مجاہدین' بھی ان کے ساتھ آ ملے۔ ہر مجموعے کو ایک متعین ہدف پر حملہ کرنے کی ذمے داری سونپ دی گئی۔ کارروائی کے پورے منصوبے اور وقت سے بھی آگاہ کر دیا گیا۔ طاغوتِ اکبر پر ایک تاریخی ضرب لگانے کا وقت اب بہت قریب آن لگا تھا۔ اس موقع پر شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ:

''ہم ایک نہایت عظیم معرکہ کے دروازوں پر کھڑے ہیں۔ ہم ان دنوں کافروں کے خلاف ایک بھرپور جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ آپ کے بھائی ان کافروں پر حملہ کرنے کے لیے نکلے ہیں۔ وہ کافر ہم پر حملہ کرنے کی غرض سے نکل آئے ہیں۔ امریکہ میدان میں اتر آیا ہے اور روس بھی اسی کے ہمراہ ہے۔ سب مل کر امارتِ اسلامیہ افغانستان اور افغانستان میں مقیم مجاہدین کو نشانہ بنانا چاہتے ہیں۔ میں اپنے آپ کو بھی اور آپ کو بھی صبر کی تلقین اور اللہ پر یقین رکھنے کی نصیحت کرتا ہوں''۔

مجاہدین کی قیادت کو یہ خبر بھی مل چکی تھی کہ کروز میزائلوں کی بعد اب امریکہ فوجی قوت سے امارتِ اسلامیہ پر حملہ آور ہونے کو ہے، امریکہ نے افغانستان پر حملہ کرنے کا پورا منصوبہ تیار کر لیا تھا اور حملہ کے لیے درکار پوری تیاری بھی مکمل کر لی تھی۔ اب تو وہ جنگ شروع کرنے کے لیے کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھا۔ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے امریکی جرنیل ٹومی فرینکس نے کہا تھا کہ

''جنگ کی تیاریاں مسلسل دس ستمبر تک بھی جاری تھیں''۔

اب مجاہدین کی سامنے سوال صرف یہ تھا کہ آیا مجاہدین بیٹھ کر امریکی حملہ ہونے کا انتظار کریں یا امریکہ پر ایک پیشگی غیر متوقع حملہ کر کے امریکیوں کو اپنی سرزمین پر ہی خون میں نہلا دیا جائے؟

مجاہدین کی قیادت نے اس غزوہ کے امیر محمد عطا سے طے کیا کہ وہ اس کارروائی کو امریکی حکام کی علم میں آنے سے ۲۰ منٹ پہلے تک پایہ تکمیل تک پہنچائیں گی۔ مگر اللہ کے فضل و کرم سے مجاہدین کو اس کارروائی کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے توقع سے کہیں زیادہ وقت میسر آ گیا۔ امریکی انٹیلی جنس کی ناکامی ان پر ایک قیامت بن کر ٹوٹ پڑی۔

اور پھر دنیا نے دیکھا کہ ۱۱ ستمبر کی صبح مغربی سرمایہ دارانہ نظام کی پرشکوہ بلڈنگ ورلڈ ٹریڈ سینٹر جو اپنی ۱۱۰ منزلہ عمارات کی ساتھ 'امریکہ کی تکبر و رعونت کی علامت بن کر ایستادہ تھی' سے معرکہ گیارہ ستمبر کی امیر انجینئر محمد عطا شہیدؒ نے ایک طیارہ آ ٹکرایا اور اس کی ۱۰ منزلوں کی ایک طرف کا حصہ مکمل طور پر تباہ ہو کر ملبے کا ڈھیر بن کر نیچے آ گرا۔ ابھی کوئی سنبھل بھی نہیں پایا تھا کہ ۱۸ منٹ بعد مروان الشحی شہیدؒ نے ایک دوسرا جہاز ٹاور کی جنوبی حصہ سے ٹکرا دیا اور اس کا بھی خوف ناک انہدام شروع ہو گیا۔

چند ہی لمحوں بعد ہانی الحنجور شہیدؒ نے امریکی فوجی سطوت و جبروت کی مظہر پینٹا گون کی عمارت سے ایک اور جہاز ٹکرا دیا جس سے عمارت آگ کی بھڑکتی ہوئی شعلوں کی لپیٹ میں آ گئی۔ امریکی محکمہ دفاع، پینٹا گون کی عمارت جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ دنیا کی سب سے محفوظ عمارت ہے۔ لیکن اس کے حفاظتی نظام اللہ کے شیروں کے سامنے تارِ عنکبوت ثابت ہوئے۔ اور پھر دنیا بھر کی مسلمانوں پر آگ برسانے والے پینٹا گون کی عمارت دو دن تک آگ کی شعلوں میں جلتی رہی۔ چوتھا طیارہ جسے زیاد الجراح شہیدؒ نے کیمپ ڈیوڈ سے ٹکرانا تھا وہ پینسلوانیا میں گر کر تباہ ہو گیا۔

ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پینٹا گون پر طیارے گرانے سے پورا امریکہ ہل کر رہ گیا۔ ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں کفریہ سرمایہ داری نظام کی بڑے بڑے سرغنے خاک و خون میں مل گی۔ تقریباً ۵ ہزار

امریکیوں نے اپنی سر زمین پر ہی موت کا مزہ چکھا۔ امریکیوں نے پہلی مرتبہ اپنی ملک کے اندر اس قدر وسیع پیمانے پر تباہی کا سامنا کیا۔ اس حملے کی خبر کی ساتھ ہی کئی ممالک کی سٹاک مارکیٹیں کریش ہو گئیں اور دنیا کی بڑی بڑی کمپنیوں کو کھربوں ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا۔ اس سے پورا امریکہ عملی اور نفسیاتی طور پر جام ہو کر رہ گیا۔ اس پوری کارروائی پر مجاہدین نے صرف پانچ لاکھ ڈالر خرچ کیے اور اس کارروائی کے نتیجے میں امریکہ کا جو (فوری) نقصان ہوا اس کا تخمینہ تقریباً ۵۰۰ ارب ڈالر لگایا گیا تھا۔ یعنی مجاہدین کے ایک ڈالر نے امریکہ کو ۱۰ لاکھ ڈالر کا نقصان کیا۔ اور اب تک تو اس کا مجموعی نقصان کھربوں ڈالر سے بھی تجاوز کر چکا ہے اور اس کی معیشت شدید بحران کا شکار ہے۔

گیارہ ستمبر کی دن مجاہدین کی جانب سے امریکہ پر مسلط کی جانے والی عظیم تباہی نے، امریکہ کے ناقابل تسخیر ہونے، اس کے سپر پاور ہونے، اس کے مافوق الفطرت دفاعی نظام اور اسی طرح کی تمام جھوٹی دعووں کے قلعی کھول کر رکھ دی۔ اور تمام دنیا کی مسلمانوں نے اس عظیم فتح پر بھرپور جشن منایا اور امریکہ کو صفحہ ہستی سے ہی مٹا دینے کی عزم کا اظہار کیا۔ اور امت مسلمہ سر اٹھا کر جینے کے قابل ہوئی۔ کئی دہائیوں سے صلیبیوں کی وحشیانہ حملوں اور امریکی استبداد کا شکار امت مسلمہ کے صرف انیّس بیٹوں نے امریکیوں اور تمام عالم مغرب کو ان کی اوقات یاد دلا دی۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اصلی ہیروز بھی غلطیاں کرتے ہیں

ہمیں اس واقعے سے یہ سبق ملتا ہے کہ ایک گناہ گار مسلمان، باوجود اپنی غلطیوں، کوتاہیوں اور گناہوں کہ بلند مقصد سے ہم آہنگ ہو سکتا ہے! اے گنہگار بھائی!... تم بھی پہاڑوں کی چوٹیوں جتنے بڑے مقاصد رکھ سکتے ہو... تم گناہوں کے باوجود بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہو سکتے ہو۔ تم بھی اس امت اور اس دین کے لیے ایک بہترین سرمایہ بن سکتے ہو۔ اللہ نے ابی محجنؓ کے گناہوں اور کوتاہیوں کے باوجود بھی انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی چنا، وہ ہدایت یافتہ خلفا کی نگرانی میں لڑے، وہ متقی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے شانہ بشانہ لڑے... تو تم بھی اپنی خامیوں کے باوجود اس امت میں ایک خاص مقام اور اور اللہ کی طرف سے عزت و اکرام کے قابل ٹھہرائے جا سکتے ہو... تم اونچا اُڑ سکتے ہو... اس امت کے لیے اس دین اسلام کے لیے بہت کچھ کر سکتے ہو ان شاء اللہ... اپنے گناہوں کو راہ کی رکاوٹ نہ بننے دو... کہ میں گناہ گار ہوں تو قبولیت کی امید نہیں... ایسا کچھ نہیں ہے! بس توبۃ النصوح اور اس توبہ پر مداومت ضروری ہے!

ہم اکثر کسی انسان کے برے اعمال کی طرف ہی توجہ دیتے ہیں اور اس کے اچھے اعمال پر اس برے عمل کو حاوی کر دیتے ہیں... مگر یہاں ہمیں ابی محجنؓ کے حالات زندگی سے سبق ملتا ہے کہ ہم ایک انسان کے گناہوں کو نظر انداز کر سکتے ہیں جب وہ اچھے طریقے سے اپنی غلطیوں کو نیک اعمال سے سدھارنے کی کوشش کرتا ہے... جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جس حالت میں بھی رہو اللہ سے ڈرتے رہو، اور برائی کو بھلائی کے ذریعے دفع کرو کیونکہ بھلائیاں، برائیوں کو مٹا دیتی ہیں اور لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ"۔ (ترمذی)

☆☆☆☆☆

عالمی اسلامی میڈیا محاذ بر صغیر کے قیام کا اعلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، القائل فی کتابہ العزیز: وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّـهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔ والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم محمد وعلی آلہ وأصحابہ اجمعین،

أما بعد

جیسے جیسے بر صغیر میں جہادی ذرائع ابلاغ مقبول ہوتے جا رہے ہیں ویسے ہی اس خطے میں موجود ہمارے بہن بھائیوں کے لیے دعوت کا کام بھی زور پکڑ رہا ہے اور اس کی ضرورت بڑھتی جا رہی ہے... عالمی اسلامی میڈیا محاذ اس موقع پر آپ کو عالمی اسلامی میڈیا محاذ، بر صغیر کے قیام کی خوش خبری سنانے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے یہ ادارہ جلد ہی ادارہ السحاب بر صغیر میں موجود اپنے معزز بھائیوں کی جانب سے کچھ خصوصی نشریات سمیت دیگر بھائیوں کی جانب سے ترجمہ شدہ مواد آپ تک پہنچائے گا۔ یہ ادارہ اس کے علاوہ بھی دیگر جہادی ذرائع ابلاغ اور علما کی جانب سے نشر کردہ نشریات (کتب، تحاریر، اصدارات، صوتیات) کو عربی، اردو، بنگالی، ہندی اور انگریزی میں نشر کرے گا۔

اس نئے ادارے میں پہلے سے موجود القادسیہ میڈیا اور عالمی اسلامی میڈیا محاذ، بنگلہ کی ٹیم کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ ہم دنیا بھر میں موجود اپنے محبوب بہن بھائیوں کو یقین دہانی کراتے ہیں کہ ہمارا کام جاری رہے گا باذن اللہ۔ اور اللہ رب العزت ہی کے نصرت سے اس میں اضافہ بھی ہو گا اور ہر گزرتے لمحے کے ساتھ مزید توانا اور مضبوط تر بھی ہوتا جائے گا ان شاء اللہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عالمی اسلامی میڈیا محاذ میں آپ کے بھائی

☆☆☆☆☆

تن کے کالے، من کے کالے

ابو عبد الفتاح

امت کی خستہ حالی ایک درد دل رکھنے والے مسلمان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ ان مشکل حالات میں امت کے لیے وہ سب کچھ کرے جو اس کے بس میں ہے اور جو اس پر فرض اور لازم ہے۔ جہاد ہی ایک ایسا فریضہ ہے جسے امت نے ترک کیا تو آج کہیں ہر طرف سے امت کو گھیر گھیر کر برباد کیا جا رہا ہے... کہیں بم باریاں ہیں تو کہیں مسلم لاشوں کا مثلہ... کہیں حجاب پر پابندی ہے اور کہیں مسلم بہنوں کو اٹھا کر بیچ دیا جاتا ہے کئی سال تک معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس پر کیا گزری ہے۔ گوانتانامو، شبرغان وابو غریب کے قید خانے تو سامنے آگئے مگر ہزاروں ایسے ہیں جن سے دنیا آشنا ہی نہیں۔ امت کی خستہ حالی میں اہم کردار منافقین و مرتدین نے ادا کیا ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ انگریز کے پیدا کردہ غلاموں کا کردار نہایت ہی کریہہ ہے تو کچھ عجیب نہ ہو گا۔

امارت اسلامیہ کے خلاف صلیبی یلغار کے موقع پر امریکہ کی دوستی میں پاکستان کی فوج اور خفیہ ادارے اس قدر آگے نکل گئے کہ جب امریکہ نے پاکستان کی کسی بیٹی کو بھی مانگا تو اس فوج نے دیر نہیں کی، اس کی صرف اور صرف ایک مثال سامنے ہے جس کو امت عافیہ کے نام سے جانتی ہے... باقی جو پوشیدہ ہیں ان کے ساتھ کیا گزری وہ زبان بیان کرنے سے قاصر اور قلم لکھنے سے گریزاں ہیں۔

جب پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہجرت فرماتے ہیں تو مدینہ کے مسلمان اپنے گھر بار سب کچھ پیش کرتے دیتے ہیں اور قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے ایک ایسی مثال قائم کرتے ہیں جو قابل رشک اور سنت صحابہ بن جاتی ہے... پھر یہ مسلمانوں کی تعلیم کا حصہ بن گیا جب بھی اپنے مسلمان بھائی کو بے گھر دیکھا تو انصار مدینہ کی اخوات واپنائیت والا کردار مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ رہا۔ اہلیانِ مدینہ نے دل و جان سے اسلام کو قبول کیا۔ مدینہ میں جب دیکھا گیا کہ زیادہ لوگ ایمان لے آئے تو ہر دور ایسے لوگ ہوتے ہیں جو چڑھتے سورج کے بچاری ہوتے ہیں، ایمان اور کفر کے درمیان رہتے ہیں، اس گروہ کو قرآن نے منافقین کا نام دیا۔ مدینہ منورہ میں اس ٹولے کا سردار عبداللہ بن ابی تھا۔ عبداللہ بن ابی وہ شخص تھا جس کو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے مدینہ کا سردار بنایا جانا تھا اور سونے کا تاج پہنایا گیا تھا... مگر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد مدینہ شریف کے باسیوں کا رجوعِ عام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مدینہ کے محترم و مکرم شخص بن گئے۔

عبداللہ بن ابی نے اپنا منصوبوں کو زیر زمین جاری رکھا۔ جو اس کے خاص لوگ تھے وہ سب اُسی کے ہی رہے مگر بظاہر وہ خود کو مسلمان ظاہر کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی گروہ نے اپنا کام نہایت مکاری سے کیا۔ ایسا نہیں تھا کہ یہ سیدھا سادھا سا ایک بندہ تھا جو اسلام لانا نہیں چاہتا تھا مگر بظاہر مسلمان ہو گیا بلکہ اس کے گروہ کے مختلف ٹولے تھے جن کے مختلف کام تھے۔ جیسا کہ ایک ٹولہ ایسا تھا جس کے مسلمانوں سے بہت اچھے تعلقات تھے، اور دوسرا ٹولہ ایسا تھا جس کے مشرکین مکہ سے اچھے تعلقات تھے اور ان کو مکمل آگہی دیتے تھے کہ مسلمان ان کے بارے میں کیا سوچتے ہیں اور کون مسلمان کیا کرتا ہے... یہ لوگ مسلمانوں کے روپ میں ہی اہل ایمان کی مجالس میں شریک ہوتے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تعلقات قائم کرتے اور مسلمانوں کے راز کفار مکہ تک پہنچاتے۔ عبداللہ بن ابی مکمل اس کام کی نگرانی کرتا تھا۔ یہ لوگ مسلمانوں کو بوقت ضرورت اپنا اسلحہ بھی فراہم کرتے تھے مگر عین موقع پر دغا دیتے تھے جیسا کہ بدر واحد میں ان لوگوں نے کیا...

پاکستانی فوج اور اُس کے خفیہ اداروں نے ایسی ہی خیانت کی جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا... اس موقع پر عبداللہ بن ابی کے پیروکاروں نے اپنا اصل روپ دکھایا جیسا منافقین مدینہ نے جنگ احد و بدر میں دکھایا تھا۔ پاکستان کی غلام فوج اور اس کے نجس خفیہ اداروں نے پہلے ''سنگل گیم'' کا آغاز کیا جس کے برے نتائج نے انہیں ''ڈبل گیم'' کی اصطلاح متعارف کروانے اور فیس سیونگ کے لیے اس اصطلاح کو پھیلانے پر مجبور کیا۔ آئی ایس آئی نے امریکہ کو چن چن کر عرب و عجم کے مجاہد دیے، جب اِنہی مجاہدین کی تلاش میں یہ صلیبی کتے 'بُو سونگھتے ہوئے قبائل کی سرزمین پر پہنچے تو یہاں قبائل کے غیرت مند مسلمانوں نے اپنے مہمانوں کو دشمن کے حوالے کرنے سے انکار کیا...

یوں ایک طویل جنگ کا آغاز ہوا دوسری طرف افغانستان میں قائم امریکی حکومت بھی ان غلاموں کو قبول نہ تھی اگرچہ پاکستان کی فوج ڈالر بھی کھاتی ہے مگر یہ کسی کے ساتھ بھی مخلص نہیں جو اپنے رب سے مخلص نہیں وہ بھلا کسی اور سے کیسے مخلص ہو گا۔ کفار کی خدمت کے لیے آئی ایس آئی، ایم آئی، آئی بی، ایف آئی اے، سی ٹی ڈی، پولیس انٹیلی جنس تو موجود تھی ہیں ان کے ساتھ آئی ایس آئی نے اپنی مزید شاخیں بنائیں، جس میں آئی ڈبلیو، سی ٹی سی جیسی ایجنسیاں شامل ہیں۔ آئی ایس آئی اور موساد کے کام کا طریقہ کچھ زیادہ مختلف نہیں کیونکہ دونوں ہی مذہبی لوگوں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ جیسا کہ پاکستان میں لشکر طیبہ و جیش محمد یا دیگر سرکاری جہادی تنظیمیں ہیں۔ پاکستان میں جہاد کے آغاز کے بعد آئی ایس آئی کی طاقت ور ترین شاخ آئی ڈبلیو ہے جو امریکہ اور دنیائے کفر کی حفاظت کے ساتھ ساتھ پاکستان میں جہادی سرگرمیوں کے خلاف پیش پیش ہے۔ اس کو لفظ 'جہاد' سے ہی چڑ ہے۔ جب بھی کوئی کارروائی امریکہ یا کفار کے خلاف ہونے کا امکان ہو آئی ڈبلیو اپنے مراسم کو مزید مضبوط کرنے کے لیے بلکہ آسان لفظوں میں اپنے آقاؤں سے شاباش لینے کے لیے پورا کھوج لگاتی ہے۔ دوسری طرف سی ٹی سی بھی بالکل یہی کام کرتی ہے اس کا گڑھ لاہور ہے۔

(بقیہ صفحہ ۷۸ پر)

پیشہ ور قاتلوں کے ہاتھوں نفرت کی کاشت

طارق حسن

پاکستان کی حکومت اور افواج نے قبائلی علاقوں میں امریکی احکامات کی بجاآوری کی خاطر مجاہدین اور عام قبائلی عوام کے خلاف تقریباً چھوٹے بڑے ۸۷۹ آپریشن کیے۔ ان تمام فوجی آپریشنز کے مقاصد میں مجاہدین اور ان کے انصار کا خاتمہ اور شریعت اسلامیہ سے محبت کرنے والوں کو نشانِ عبرت بنانا۔ ہر آپریشن کے آغاز میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے پوری پاکستانی قوم میں جنگی ہیجان برپا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ عسکری ذرائع سے بھی دہشت گردوں کی کمر توڑ دینے اور اُن کے نیٹ ورک کو ملیامیٹ کرنے کے اعلانات گاہے بگاہے سامنے آتے رہتے ہیں۔ آہستہ آہستہ ''کامیابیوں کی نویدِ مسرت'' کا بہاؤ کم ہوتا جاتا اور پھر اچانک کسی ''سہانی'' شام میں بغیر کسی اعلان کے یہ آپریشن انتہائی خاموشی سے ختم ہو جاتا۔ عوام کو ہمیشہ سابقہ آپریشن کے خاتمے کا سراغ نئے آپریشن کے آغاز کے اعلان سے ملتا رہاہے۔ تاہم ہر نئے آپریشن کا آغاز ہی اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ اس سے پہلے کیے جانے والے تمام آپریشنز اپنے ''اہداف'' کے حصول میں مکمل ناکام رہے تھے۔

قبائلی علاقوں میں ہونے والے چند بڑے آپریشنوں میں سے ۲۰۰۱ء میں ہونے والا آپریشن فریڈم جب کہ دیگر نمایاں آپریشنوں میں، آپریشن میزان، راہ حق، راہ راست، شیر دل، راہ نجات، کوہ سفید، خیبر ون، خیبر ٹو اور حال ہی میں شروع کیا جانے والا نامعلوم آپریشن شامل ہیں۔ ۲۰۰۳ء سے شروع ہونے والے قبائلی علاقوں میں ان آپریشنوں کے نتیجے میں اب تک آمنے سامنے کے حملوں میں ۵۸۹۵ فوجی مردار ہوئے ہیں، جس میں آفیسرز کلنگ ریشو ۱۰ءا یعنی نو نچلے طبقے کے سپاہی اور ایک اعلیٰ درجے کا افسر رہی ہے جو کہ دنیا کی جنگوں میں سب سے زیادہ آفیسر کلنگ ریشو قرار دی جارہی ہے۔ واضح رہے مجاہدین کی جانب سے ترتیب دی جانے والی عملیات جو کہ قبائلی علاقے سے باہر ہوئی ان میں مردار ہونے والوں کے اعداد و شمار اس میں شامل نہیں ہیں۔ دوسری جانب کرائے کی فوج کی جانب سے توپ خانے اور فضائی طیاروں کے ذریعے کی جانے عام آبادی پر اندھی بم باری کے نتیجے میں رہائشی آبادیوں میں مکانات اب کھنڈرات میں بدل چکے ہیں، اس ظالمانہ بم باری کے نتیجے میں ۲۸۶۹۰ قبائلی مسلمان شہید ہوئے جن میں اکثریت بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کی ہے۔

۲۰۱۳ء سے لے کر اب تک ۶.۲ ارب ڈالر یعنی ۶۳۷ ارب روپے کرائے کی فوج کو امریکہ کی جانب سے جاری اسلام کے خلاف جنگ میں مختلف اہداف پر کام کرنے کے لیے جاری کیے گئے۔ جب کہ صرف ضرب عضب نامی آپریشن کے لیے کرائے کی فوج ۱۴۷ ارب روپے لُٹا چکی ہے جن کے اخراجات کی مد میں کوئی تفصیل اور اعداد و شمار کہیں بھی دستیاب نہیں۔ غالب گمان یہ ہی ہے کہ اس رقم کا بڑا حصہ رزیل فوجی اشرافیہ کی تجوریوں میں پہنچ چکی ہے۔

رواں مالی سال کے بجٹ میں کل ملا کر ۱۲۶۶ ارب روپے کی رقم فوجی اخراجات کے لیے مختص کی گئی۔ کرائے کی ٹٹو افواج پاکستان کی پیشہ ورانہ نااہلی کو سامنے رکھتے ہوئے اس امر کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ اس دفاعی بجٹ کا ایک بڑا حصہ کرپشن، کمیشن، گرانٹس و مراعات کی مد میں فوجی اشرافیہ کی تجوریوں میں چلا جاتاہے۔ نیز غیر ملکی دفاعی سودوں میں رشوت اور 'کک بیکس' کی آمدنی بھی اربوں روپے میں ہوتی ہے جو کہ جرنیلوں کے بنک کھاتوں کی ''افزائش'' کا اہم ذریعہ ہے!

پاکستان کے مختلف علاقے میں ہونے والے امریکی احکامات کی بجاور آوری کی خاطر کئے جانے والے آپریشنز کے اعداد و شمار مرتب کرنا تو فی الحال ناممکنات میں سے ہے۔ پاکستان میں نے ناپاک مکار خفیہ اداروں کی تعداد ۱۰۰ سے اوپر ہے۔ جن میں سے کچھ وازت داخلہ کے اور کچھ فوج کے ماتحت ہیں۔ مگر یہ تمام کے تمام ادارے بااختیار ہیں، ان اداروں کی جانب سے ۲۰۰۱ء سے لے کر ۲۰۱۵ء تک کئے جانے والے پاکستان بھر میں ٹارگیٹڈ آپریشن کی اعداد و شمار کے بارے میں کوئی فہرست ذرائع ابلاغ کو جاری نہیں کی گئی۔ اور نا ہی ان اداروں کو جانب سے دوسرے اداروں کو اعداد و شمار فراہم کئے گئے۔

تاہم ۲۰۱۴ء میں نیشنل ایکشن پلان جو کہ ضرب ڈالر کے شروع کرنے سے قبل ترتیب دیا گیا تھا جس کے سفارشات کی روشنی میں ایک ادارہ قائم کیا گیا جس کا نام 'نیکٹا' رکھا گیا۔ اس ادارہ کو ۳۰ خفیہ مکار اداروں کا مشترکہ انفارمیشن سیل بنانا تھا۔ تاکہ اس کی سفارشات کی روشنی میں مجاہدین کے خلاف پاکستان کے طول و عرض میں مشترکہ آپریشن کیے جائیں۔ اس ادارے کو فعال کرنے کی خاطر ایک ارب چھیاسی کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی۔ چونکہ یہ ادارہ بجٹ میں مختص خطیر رقم کا حامل ہے، ایسے اداروں میں اخراجات کا کوئی حساب کتاب نہیں رکھا جاتا۔ مال اور زر کے بچاریوں کے درمیان اس ادارے کو ماتحت رکھنے کی دوڑ شروع ہو گئی۔ جس میں وزارت داخلہ اور فوج دونوں ہی شامل تھے۔ یہ ادارہ اپنی پیدائش کے ساتھ ہی مختلف الزامات کی زد میں رہا۔ ایک انکوائری رپورٹ کے مطابق نیکٹا کے پہلے نیشنل کوآرڈینیٹر سید حیدر علی، ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن خضر حیات ناگرا اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر ذیشان انجم پر مشتمل ۳ رکنی گینگ کے کرپشن میں ملوث ہونے کی تصدیق کی گئی ہے۔ چارج شیٹ میں ۱۴ الزامات لگائے گئے جن میں مس کنڈکٹ، کرپشن، ذاتی فائدے کے لیے اختیارات کا ناجائز استعمال اور دیگر نیکٹا حکام کو بلیک میل اور ہراساں کرنا شامل تھا۔ ایک دوسری انکوائری کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق:

''وزارت داخلہ نے گزشتہ سال بھرتی میں کامیاب امیدواروں کی فہرست کو کچرے میں پھینک دیا تھا۔ سیاسی افراد کو چن چن کر اس ادارے میں بھرتی کیا گیا۔ جنھوں نے اس ادارے کو مال بنانے کا موقع گردانتے ہوئے لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا اور نیکٹا کو کرپشن کا گڑھ بنا دیا''۔

یہ ادارہ تاحال بغیر کسی عمارت اور عملے کے بحال ہو چکا ہے، جس کے باوجود بجٹ کے لیے مختص رقم میں سے ایک کروڑ نوے لاکھ روپے استعمال کر چکا ہے۔ جب کہ نیکٹا نے آئندہ بجٹ میں ایک ارب اسی کروڑ روپے مانگ لیے ہیں۔

۲۶ جولائی ۲۰۱۶ء کو نیکٹا کی جانب سے اپنی پہلی رپورٹ ذرائع ابلاغ کو جاری کی گئی، جس کے مطابق ڈیڑھ سال کے عرصے میں نیشنل ایکشن پلان کے تحت پاکستان بھر میں ۱۲ لاکھ کومبنگ اور ۲۰ لاکھ سٹاپ اینڈ سرچ آپریشن ہوئے، جب کہ آپریشن کے دوران چودہ لاکھ افراد کو گرفتار کیا گیا۔ اور چار سو گیارہ افراد کو پھانسیاں دی گئیں۔

اس تمام تر ظلم و سربریت کے باوجود جس نام نہاد امن و سکون کی تلاش جاری تھی، اس کا سرا کہیں دکھائی نہیں دے رہا۔ آئے روز ٹارگٹ کلنگ، بم دھماکوں میں وردی پوش ظالموں کی لاشیں پر لاشیں گر رہی ہیں۔ جس کے بعد جھوٹے دعویٰ میں عوام کو دہشت گردوں (اسلام پسندوں) کے نیٹ ورک، کمانڈ اینڈ کنٹرول سنٹر تباہ کرنے کی میٹھی لوری سنا کر پرسکون رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ فوجی اشرفیہ اور سیاسی مداری اپنے سروں پر لٹکتی تلوار کے باعث راتوں کی پرسکون نیند سے محروم ہیں۔ ہر گزرتا دن ظالموں کے اندر موجود بے چینی میں اضافہ کر رہا ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب ان ظالموں کا زور ٹوٹے گا اور اس پورے خطے میں اسلام کا پرچم سربلند ہو کر رہے گا۔ ان شاءاللہ

☆☆☆☆☆

بقیہ: تن کے کالے، من کے کالے

آئی ایس آئی کی ایک شاخ جو مذہبی لوگوں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال بھی کرتی ہے اور کوشش کرتی ہے بڑی جہادی تنظیموں میں اپنا اچھا چہرہ پیش کریں تاکہ ان کے غالب آنے کی صورت میں کہہ سکیں ہم تو تمہارے ہی تھے۔ جیسا کہ یہ لوگ 'امارت اسلامیہ کو بھی دبانے اور اپنی گرفت میں لینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ اگرچہ امارت کی پالیسی ہے کہ ہمیں تنگ نہ کرو تو ہم بھی تم سے اعراض کریں گے... امارت کی پوری توجہ افغانستان پر مرکوز ہے اور افغانستان میں اشرف غنی کا مضبوط ہونا کسی طور بھی امارت کو قبول نہیں اور حقیقت میں غنی اور پاکستان کے 'خاکی' یہ ایک ہی گروہ سے ہیں جو جہنم میں سب سے دردناک عذاب میں ہوں گے۔ (ان شاءاللہ)

جو کرنل آئی ڈبلیو میں سروس کرتا ہے جب عالمی تحریک جہاد کی سرگرمیوں کے توڑ کے لیے آتا ہے تو اُس کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح کوئی ایسا مطلوب عالمی ''دہشت گرد'' ہاتھ لگ جائے جسے پکڑ کر امریکہ کو دیں اور امریکہ اُس سے خوش ہو جائے۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ پاکستان میں بہت سے ایسے گروہ ہیں جن کا امارت سے دور و نزدیک کا کسی قسم سے کوئی تعلق نہیں، اصل میں تو یہ گروہ وہاں آئی ایس آئی کے مفادات کے لیے کام کرتے ہیں لیکن یہاں کے جہاد پسند نوجوانوں کو امارت اسلامیہ کے نام سے تعارف کرواتے ہیں۔ حالانکہ امارت ایسے تمام گروہوں سے برأت کا اعلان کر چکی ہے۔ ایک مجاہد جس نے افغانستان میں این ڈی ایس کے ہیڈ آفس پر فدائی حملہ کیا، اس کو پہلے پاکستان میں آئی ایس آئی نے گرفتار کیا تو ایک تفتیشی افسر نے کہا ''یہاں خدا کے سگنلز بھی نہیں آتے'' (نعوذ اللہ)۔ اس مجاہد نے اس موقع پر ہی عہد کیا کہ اس ناپاک فوج پر فدائی کروں گا مگر امرا نے اس کے لیے کابل کا انتخاب کیا۔

پاکستانی خفیہ اداروں اور ابن ابی کی کرتوتوں میں کچھ بھی فرق نہیں! یہ بھی چاہتے ہیں کہ دونوں پلڑوں میں وزن رکھیں تاکہ جو جیت گیا ہم اس کے ساتھ ہوں گے۔ یہ نشانی ہے حقیقی اور پکے منافقین کی! اسی لیے رب نے ان کے ساتھ انصاف فرمایا اور ان کو جہنم کی سب سے نچلی وادی میں مستقر دیا! اللہ تعالیٰ مجاہدین کو ان کے شر سے بچائیں جو سادہ لوح مجاہد ان کو محسن سمجھتے ہیں کہ ان سے وہ دین کا فائدہ لیں گے وہ دھوکے میں ہیں... اللہ ہم سب کو خالص جہاد عطا فرمائیں جو کسی بھی ''سیف ہاؤس'' سے شروع نہ ہوتا ہو۔ آمین یارب۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: عقیدہ فرقہ ناجیہ

''بندوں کا کوئی حق خدا پر لازم نہیں ہے لیکن اس کے ہاں کوئی سعی و کاوش ہر گز رائیگاں نہ ہو گی''۔

إن عذبوفبِعَدْلِهِ أو نُعِّموا

فبفضله وهو الكبيرُ الواسعُ

''اگر بندوں کو عذاب ہوا تو یہ اُس کا عدل ہوگا اور اگر وہ انعامات سے بہرہ یاب کیے گئے تو یہ اس کا فضل ہوگا اور وہ کبیر و واسع ہے''۔

بہر حال بندوں کے لیے خیر و شر کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔

☆اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو صرف اُنہی امور کا مکلف ٹھہرایا ہے جن کی وہ طاقت رکھتے ہیں؛ حقیقت یہ ہے کہ کسی فرد و بشر کے لیے گناہ اور معصیت سے بچنا ممکن نہیں ہے الّا یہ کہ اسے اللہ عزوجل کی نصرت و اعانت حاصل ہو؛ اِسی طرح کسی میں خدا کی اطاعت بجالانے اور اِس پر ثابت قدم رہنے کی طاقت و قوت نہیں ہے مگر یہ کہ خدا کی توفیق اس کے شامل حال ہو؛ لاحول ولا قوۃ إلا باللّٰہ کے یہی معنی ہیں۔

☆جس طرح مسببات متعین شدہ تقدیرِ الٰہی کا حصہ ہیں، اِسی طرح اُن کے اسباب کا تعلق بھی اللہ عزوجل ہی کی تقدیر سے ہے۔ (جاری ہے)

اصحاب الاخدود

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

خون، وحشت اور غم میں ڈوبی ان بھوری آنکھوں میں خوف منجمد ہے۔ ننھے ہاتھ پاؤں راکھ اور دھول سے اٹے پڑے ہیں۔ الجھے بکھرے بالوں تلے کھلے زخم سے بہتا خون اس کے معصوم ۵ سالہ چہرے پر شام کی المناک کہانی رقم کر رہا ہے۔ اُدھر ایک سالہ کشمیری بچی چھرّوں اور فاسفورس ہتھیاروں سے چھیلی گئی ہے۔ وہ سب کچھ جو بین الاقوامی قوانین، کنونشنز کے تحت دنیا بھر میں ممنوع ہے، مسلمانوں کے معصوم گلابوں کی پنکھڑیاں بکھیرنے کے لیے روا ہے۔ عالمی ضمیر دن، دو دن کے لیے ٹویٹر پر جھرجھری لیتا ہے۔ اس کے لیے ایلان کردی کی طرح ننھی لاش درکار ہوتی ہے۔ یا حلب کے عمران کی خونچکاں سہمی تصویر۔ دنیائے کفر، زخمی کتے، ڈولفن، مرغابی ہی کی طرح انسانی بچے کے لیے بھی اتنی ہی حساس ہوتی ہے! لیکن دو چار ٹویٹ، ایس ایم ایس کر کے یہ بوجھ اتر جاتا ہے۔ اب عراق جنگ رکوانے کے لیے ملین مارچ والی نوبت بھی نہیں آتی الا یہ کہ 'آئی ایم چارلی' کہنے کی ضرورت ہو!

شام میں حلب، ادلب، الغوطہ، عراق میں فلوجہ پر کلورین سیرین گیس، کلسٹر بم، کیمیائی ہتھیار، سفید فاسفورس سب روا ہے۔ عراق میں جھوٹ پر مبنی پروپیگنڈا کر کے وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کا پہاڑا پڑھتے عالمی چوہدری چڑھ دوڑے۔ اینٹ سے اینٹ بجادی۔ تیل کے چشمے لوٹ لیے۔ بعد ازاں پوری سفاک ڈھٹائی سے ڈریکولائی بتیسی دکھا کر قبول بھی کر لیا کہ یہ واویلا جھوٹا تھا! کسی کی جان گئی آپ کو ادا ٹھہری! یہ ٹرمپ نہیں تھا۔ یہ تو مہذب نوبل پرائز یافتہ! اوباما، ہیلری اور ان کے پیش رو تھے! عراق میں تباہ کن ہتھیاروں کا واہمہ وبال جان بن گیا اور یہاں روس امریکہ اور بقول اوباما ۶۵ ممالک کا اتحاد شام پر جنگ میں یکسو ہے! ایران کا ہوائی مستقر استعمال کرتے ہوئے روس غیر معمولی شدت کے ہوائی حملوں کا حصہ ہے۔

حقوق کے عالمی چیمپئن جو توہینِ رسالت، توہینِ قرآن اور ختمِ نبوت کے پرخچے اڑانے کا حق بڑی شدت سے مانگتے ہیں، ننھے بچوں عورتوں کی پامالی اور کیمیائی جنگ کی درندگی پر گنگ ہیں۔ اسی پر بس نہیں۔ دہشت گردی کے نام پر اٹھائی گئی اس جنگ کی گرد کے پس منظر میں دنیا بھر میں مسلمانوں کو ایمان کی سزا دینے کے لیے عقوبت خانوں کا جنگل اگا ہوا ہے۔ جس میں انسانوں پر بھیڑیے چھوڑے گئے ہیں (انسانی روپ میں)۔ بشار الاسد کے شام کی بدنام سیدنیا (Saydnaya) جیل، گوانتاناموبے کو بھی شرماتی ہے۔ ۲۰۱۱ء سے اب تک یہاں ساڑھے سترہ ہزار سے زائد مسلمان مارے جا چکے ہیں۔ ناقابل یقین تشدد، اذیت، فاقہ کشی کے ہاتھوں۔ مہینوں، سالوں آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر روشنی سے محروم! خواتین عصمت دری کا نشانہ بنائی جاتی ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کا پال لوتھر کہہ رہا ہے کہ "انسانیت کے خلاف یہ شرم ناک دھوکہ اب رکنا چاہیے"۔

اتنا بڑا انسانی المیہ! روس نے اپنے اتحادی شامی کو بچانے کے لیے سالہا سال ویٹو کا استعمال کیا ہے اور بین الاقوامی جنگی جرائم کی عدالت میں اسے انسانیت کے خلاف جرائم اور جنگی جرائم کے خلاف مقدموں سے بچایا ہے'۔ روس کا جرم کم نہیں لیکن امریکہ...؟ برطانیہ...؟ آج شام پر سالہا سال سے جاری درندگی میں ان کا حصہ کچھ کم تو نہیں۔ شامی بچے کی تصویر، شام کی آبادیوں پر برستے آگ بھرے بموں کی تپش قلب و روح کو جھلسائے دے رہی تھی کہ خبر کی دنیا نے امریکہ کا ایک منظر دکھا دیا۔ کیلی فورنیا میں لگی آگ کا دھواں لاس اینجلس تک پھیلا ہوا ہے۔ آسمان سے باتیں کرتے شعلے، آگ کی چھائی چھتریوں تلے خوف ناک مناظر، نکل بھاگتے مکین... بادل کی طرح چھائی آگ جس کے سامنے آگ بجھانے والا انجن کھلونے کی طرح بے وقعت، ہیلی کاپٹر اور ہوائی ٹینکر بے اثر ہیں۔ سائنس ٹیکنالوجی حیران کھڑی منہ تک رہی ہے۔ ایک شخص سر پکڑے کہہ رہا ہے۔ میں نے ماضی میں بہت مرتبہ آگ دیکھی ہے... لیکن اتنے بلند شعلے...؟ اتنے قریب، شاہراہ کے بالکل ساتھ...! سیکڑوں گھر جل چکے ہیں... ۸۰ ہزار سے زائد آبادی اور ساڑھے ۳۴ ہزار گھر نرغے میں ہیں۔ آگ کے بگولے، آگ کے بھنور چڑھے چلے آ رہے ہیں اور تیز ہوائیں اسے مہمیز دے رہی ہیں! برسرِ زمین جہنم کا منظر ہے۔ یہ خدائی بیرل بم، کلسٹر بم ہیں۔

دنیا ایک مرتبہ پھر نام نہاد تہذیب کے عروج پر ۲۱ویں صدی میں اصحاب الاخدود کی دنیا بن چکی ہے۔ انسانی تاریخ میں حق و باطل کی جنگ میں بار بار یہ مناظر دوہرائے گئے ہیں۔ ایمان کی سزا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نارِ نمرود میں پھینک کر دینے کی کوشش ناکام و نامراد ہوئی۔ البتہ اولادِ ابراہیمؑ پر یہ سزا جب بھی لاگو ہوئی بظاہر اہلِ ایمان تپائے جلائے گئے لیکن جنت کے سچے وعدے کو پانے والوں نے ایمان سے پھرنا گوارا نہ کیا۔ سورۃ البروج میں اللہ نے انہی واقعات کی یاددہانی کرواتے ہوئے آگ بھڑکانے والوں، اہل ایمان مرد وں عورتوں پر ظلم توڑنے والوں اور تماشا دیکھنے والوں پر اظہارِ غضب فرمایا ہے۔ ۹/۱۱ سے پہلے جہنم کی سزائیں ہولناک لگتی تھیں۔ تاہم باگرام، ابو غریب، گوانتاناموبے سے لے کر مسلم ممالک سمیت عقوبت خانوں میں مسلمانوں پر جو قیامتیں روا رکھی گئیں اس کے بعد سزاؤں کا باب سمجھ آیا۔ بے گناہ انسانوں پر بم باریاں کرتے، آگ برساتے، جیلوں میں قیامت توڑتے دیکھ کر یہ مناظر سمجھ آتے ہیں۔ مثلاً

وَ ذَرۡنِیۡ وَ الۡمُکَذِّبِیۡنَ اُولِی النَّعۡمَۃِ وَ مَہِّلۡہُمۡ قَلِیۡلًا ۝ اِنَّ لَدَیۡنَاۤ اَنۡکَالًا وَّ جَحِیۡمًا ۝ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّ عَذَابًا اَلِیۡمًا

"ان جھٹلانے والے خوشحال لوگوں سے نمٹنے کا کام تم مجھ پر چھوڑ دو اور انہیں ذرا کچھ دیر اسی حالت پر رہنے دو۔ ہمارے پاس ان کے لیے بھاری

بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ اور حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب"۔(المزمل ۱۱۔۱۳)

اور یہ کہ:

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ۝ یٰلَیْتَهَا کَانَتِ الْقَاضِیَةَ۝ مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ۝ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ۝ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ۝ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ

"کاش میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا گیا ہوتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش میری وہی موت (جو دنیا میں آئی تھی) فیصلہ کن ہوتی۔ آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ میرا سارا اقتدار ختم ہو گیا۔ (حکم ہو گا) پکڑو اسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو، پھر اسے جہنم میں جھونک دو۔ پھر اسے ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو"۔(الحاقۃ: ۲۵۔۳۲)

اور یہ بھی:

خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰی سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ۝ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ ۝ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ

"پکڑو اسے اور رگیدتے ہوئے لے جاؤ اس کو جہنم کے بیچوں بیچ اور انڈیل دو اس کے سر پر کھولتے پانی کا عذاب۔ چکھ اس کا مزہ، بڑا عزت دار آدمی ہے تو! یہ وہی چیز ہے جس کے آنے میں تم شک رکھتے تھے"۔(الدخان: ۴۷۔۵۰)

یہ اس دنیا کے مناظر ہیں جس کا ہر انسان سے فاصلہ صرف ایک سانس کا ہے (خدانخواستہ)۔ جس کی خبر اربوں انسانوں کی اس دنیا میں بار بار دینے کے لیے پاکیزہ کامل اکمل ترین انسانوں (انبیاء علیہم السلام) کا گروہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد میں آیا...اور یہ آخری دور امام الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جس سے انکار نہیں کرتی سرائے ڈارون کی ذریت! کیا کشمیر، فلسطین، افغانستان، شام میں پروانہ وار دین پر نچھاور ہونے والوں کا گرم لہو حق کی صداقت کی نہایت بلند آہنگ گواہی نہیں...؟ جس صدا کو دبانے کے لیے دنیا میں سارے ڈھول ڈرم باجے گٹار بجابجا کر طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا ہے!

غلامی کے مارے مسلمان بھی بدنصیبی سے اسی کے آج اسیر ہیں۔ قیام پاکستان پر سرحد کی خونیں لکیر عبور کرتے ہی مسلمان سجدہ ریز ہو جاتے آزادی کی نعمت پر شکرانہ ادا کرتے۔ ہم سجدوں سے نکل کر بھنگڑوں، رقص و سرود کے نئے پاکستان میں داخل ہو چکے ہیں۔ ۱۴ اگست پر واہگہ بارڈر کی تصویر میں دو لڑکیاں بازو پھیلائے (شکرانے کے طور پر!) محوِ رقص تھیں۔ پس منظر میں پاکستانی جھنڈے نہ ہوتے تو ہم اسے سرحد پار بھارت کا منظر سمجھتے! راولپنڈی میں ایک اشتہار بھی جابجا دیکھا۔ "مومن صوم و صلوٰۃ سے نہیں معاملات سے پہچانا جاتا ہے"۔ اشتہاری کمپنی نے یہ قول زرّیں کس حوالے سے لگا رکھا تھا۔ موجود نہ تھا۔ معاملات کی اہمیت سے انکار نہیں تاہم آگے منظر تو کچھ اور ہے! مومن کی پہچان تو مومن کا رب ہی بتا سکتا ہے!

مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ

"تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی'۔ وہ کہیں گے 'ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے"۔(المدثر: ۴۲۔۴۳)

معاملات تو درست نماز ہی کا نتیجہ ہیں۔ کیوں مومن کی معراج کو ہلکا کر دکھانے پر مامور ہیں! اس بے چارے اونٹ پر کوئی کیا روئے جو صحرا میں پیاسا مر گیا، اس حال میں کہ پانی کا ڈول خود اس کے اوپر لدا ہوا تھا! کتابوں سے لدا گدھا یہودی مثال تھا اور یہ اونٹ مسلمان کی مثال!۔

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

اس صفحۂ زمین پر آج تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی معزز و محترم نہیں گزرا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ پہلے لوگوں کا حوالہ دے کر فرما رہا ہے کہ "ان کو تکلیفیں برداشت کرنا پڑیں، جنگیں لڑنا پڑیں، فقر و فاقہ سہنا پڑا اور وہ ہلا مارے گئے"۔ اور دیکھئے، بشرِ انسانی کی طرف دیکھئے اس کے دل کی طرف دیکھئے۔ جب یہ ہلتا ہے تو اس پر شدید قسم کا زلزلہ طاری ہو جاتا ہے۔ گویا زمین پر کوئی طوفان آ گیا ہو اور اس کے لیے اس کی زد سے بچنے کا کوئی راستہ نہ ہو۔ اس طوفان نے زمین کے سب سے زیادہ صابر انسان صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ سے التجا کرتے ہوئے گڑگڑا کر یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ اے ہمارے رب! آپ کی مدد و نصرت کب آئے گی؟

اگر دنیا کا سب سے بڑا صابر، سب سے نیک، سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا، زمین پر اللہ کی امانت کا سب سے بڑا محافظ، جو آسمان کے امین سے صبح و شام ملتا ہو، جس کو قرآن رات دن سہارا دیے رکھتا ہو، جس کے قدم جمائے رکھتا ہو...وہ بھی گڑگڑا کر...اللہ کی سکھائی ہوئی دعاؤں سے چپکے چپکے پکارتا ہو...اے رب! فتح و نصرت کہاں ہے؟ قرآن کی آیت پچھلے انبیائے کرام کے بارے میں کہتی ہے "حتیٰ کہ جب رسول بھی مایوس ہونے لگے اور سوچنے لگے کہ اب وہ جھٹلا دیے جائیں گے...تب اچانک ہماری مدد آ پہنچی"۔

شیخ عبداللہ عزام شہید رحمۃ اللہ علیہ

جبهة فتح الشام کے قیام کا اعلان

شیخ ابو محمد جولانی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا بھر میں موجود میرے مسلمان بھائیوں اور خصوصاً معزز اہل شام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم جماعت قاعدۃ الجہاد میں موجود اپنے بھائیوں اور امرا کا عمومی جب کہ شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ اور ان کے نائب شیخ احمد حسن ابوالخیر حفظہ اللہ کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ ان دونوں کی حفاظت فرمائے۔

ہم ان کے اس موقف پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس میں انہوں نے اہل شام کے فائدے، ان کے جہاد اور ان کے انقلاب کو ترجیح دی۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی طرف سے مصالحِ جہاد کی معرفت پر ان کے شکر گزار ہیں۔

معزز ہمناؤں اور امرا کا یہ مبارک موقف تاریخ کے صفحات میں سنہرے الفاظ میں لکھا جائے گا۔ اور یہ ایک مثال بن جائے گا کہ جس میں مسلمان قوم کے مفاد کو انفرادی یا جماعتی مفاد پر ترجیح دی جاتی ہے۔ انہوں (امراء) نے شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے ان الفاظ کو عملی جامہ پہنایا، جس میں آپ نے کہا تھا کہ

> ''امت کا مفاد کسی بھی اسلامی ریاست کے مفاد پر مقدم ہے جب کہ کسی بھی اسلامی ریاست کا مفاد جماعت مفاد پر مقدم ہے اور جماعت کا مفاد انفرادی مفاد پر مقدم ہے''۔

ہم یعنی جبهۃ النصرۃ کی مرکزی کمان، مذکورہ بالا قیادت کی رہنمائی اور مشورے کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ

اپنے عقائد و نظریات پر سمجھوتہ کیے بغیر جہاد شام کی حفاظت کے لیے اہل شام کی ان کے جہاد میں نصرت اور مسلم عوام کے کندھوں کا بوجھ ہلکا کرنا ہمارا فرض ہے اور ہم اس جہاد کا دفاع کرتے رہیں گے۔

اس کے لیے ہم ان تمام شرعی و جائز وسائل کو استعمال کریں گے جو ان مقاصد کے حصول میں معاون ہوں یا پھر ان مبارک مقاصد کی خاطر قربان ہو جائیں۔

ہم اپنے اور دیگر مجاہدین کے درمیان موجود خلا کر پُر کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہم ایک ایسے متحد وجود کی طرح بن جائیں گے جس کی بنیاد شوریٰ پر ہو گی، جس میں اہل شام کے تمام وہ مجموعات متحد ہوں گے، جو ان کی سرزمین کو آزاد کروانے، ان کے دین و ایمان کی نصرت کرنے اور کلمہ توحید کو غالب کرنے میں مصروف عمل ہیں۔

جو اہل شام کی امریکہ و روس کی قیادت میں موجود عالمی برادری کی دھوکہ دہی کو بے نقاب کرتے، جب وہ القاعدہ کی حلیف جبهۃ النصرۃ کا بہانہ کر کے شام کے مسلمانوں پر وحشیانہ بمباریاں کرتے ہیں۔

متذکرہ بالا وجوہات کی بنا پر ہم جبهۃ النصرۃ کے نام سے ہونے والی تمام عملیات کو معطل کرنے کے ساتھ نئی جماعت 'جبهۃ فتح الشام' کے قیام کا اعلان کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ اس نئی جماعت کا کسی بھی بیرونی طاقت کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو گا۔

اس نئی جماعت کے اغراض و مقاصد درجہ ذیل ہوں گے:

۱۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کی اقامت اور شریعت کے مکمل نفاذ کے لیے جدوجہد کرنا تاکہ لوگوں کے درمیان عدل قائم ہو سکے۔

۲۔ سرزمین شام کو طاغوت بشار اور اس کے اتحادی طواغیت سے آزاد کرانے کے لیے مجاہدین کی صفوں میں اتحاد کے لیے کوششیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ پھیلاؤ''۔

☆۔ تمام جائز و شرعی ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے جہادِ شام کی حفاظت کرنا اور اس کو جاری رکھنا۔

۴۔ مسلمانوں کی خدمت کرنا، ان کے روزمرہ کی ضروریات اور ان کی مشکلات کو ہر ممکن طریقے سے آسان بنانا۔

۵۔ عام عوام کے لیے جان، مال اور عزت کے تحفظ اور امن و امان کو یقینی بنانا۔

والحمد للہ رب العالمین

آپ کا بھائی

ابو محمد الجولانی

☆☆☆☆☆

> ''ایک عامی نوجوان کے لیے اتنا علم بہت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات پر اجمالی ایمان رکھے اور اسی طرح طاغوت سے اجمالاً انکار کرے۔ رہا ان امور کی تفصیلات میں جانا اور یہ جاننے کی کوشش کرنا کہ فلاں شخص کا حکم کیا بنتا ہے اور فلاں جماعت دین سے خارج ہے یا نہیں؟ یا ایسی ہی دیگر تفصیلات میں اترنا، تو ان میں اپنے علمی مقام کو سامنے رکھ کر ہی بات کرنی چاہیے، اس لیے کہ یہ مسائل، فتوے اور شرعی قضاء سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس جسے ان ابواب کا علم نہ ہو وہ خاموش رہے یا کہہ دے کہ ''مجھے نہیں معلوم!''...ایسا کہنے سے اس کے ایمان میں، اس کے دین میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، بلکہ یہی رویہ اختیار کرنا ایمان کا عین تقاضا ہے''۔
>
> شیخ عطیۃ اللہ اللیبی رحمہ اللہ

جبہۃ فتح الشام کی جانب سے جاری کیے جانے والا میثاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ ہم اپنا عقیدہ و منہج قرآن وسنت سے حاصل کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کی جانب سے اختیار کیا گیا۔ اور وہ ائمہ و علما جنہوں نے ان کے نقش قدم کی پیروی کی جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ، الشافعیؒ، المالکیؒ، احمد بن حنبلؒ وغیرہ، اللہ کی رحمتیں ہوں ان سب پر۔

۲۔ ہم مسلمانوں اور ان کے مقدسات کے خلاف جارحیت کرنے والے دشمنوں کے خلاف لڑتے ہیں۔ ہم اس کو فرض عین اور دین وشریعت کے قیام کے لیے انتہائی اہم فرض کے طور پر جانتے ہیں۔ اس کو کسی بھی قسم کی شرائط کے ساتھ منتھی نہیں کیا جاسکتا کہ آج ہمیں اپنے تمام تر وسائل سمیت دشمن کا سامنا کرنا ہے اور ایسے دشمن کا سامنا کرنے کے لیے ایمان سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

۳۔ ہم فتنے کے خاتمے اور کلمۃ اللہ کی سربلندی وشریعت کے نفاذ کے لیے جہاد کرتے ہیں یہاں تک کہ کرۂ ارض پر اللہ کی شریعت کا غلبہ ہو جائے اور مسلمان کی شان وشوکت اور عزت پھر سے بحال ہو سکے۔

۴۔ ہم شریعت اسلامیہ کو سمجھنے میں اپنے فہم کے مطابق 'اپنے جہاد کے دوران شرعی اور قدرتی قوانین اور اصولوں کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ سے جنگی اصول اور سیاست شرعیہ سیکھی ہے۔

۵۔ ہم ہر مظلوم پر ہونے والے ظلم کا خاتمہ کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں چاہے وہ مظلوم مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ ہم اپنے تمام تر وسائل وذرائع اور طاقت کو استعمال کرکے ظالم کو ظلم سے روکنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔

۶۔ ہم حکمت ونصیحت کے ذریعے سے نرمی اور اچھے الفاظ کے ساتھ لوگوں کو ان کے رب کا پیغام پہنچاتے ہیں۔

۷۔ ہم اپنی امت کے علما کو انتہائی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے تمام حقوق کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہم ان کو دوست بناتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ کوئی بھی غلطی سے پاک نہیں ہے۔ ہم فقہی مسائل پر ان کے اہم اجتہادات کا خیال رکھتے ہیں۔

۸۔ ہم ایمانی رشتے کی بنیاد پر مسلمانوں سے دوستی کرتے ہیں کب کہ ہم کفار سے دشمنی کرتے ہیں اور ان سے برأت کرتے ہیں۔ اگر کسی مسلمان کے کردار میں اچھائی اور برائی، فرماں برداراور نافرمانی، سنت اور بدعت اکٹھے موجود ہوں تو ہمارا ان سے تعلق بھی اتنا ہی ہوگا جتنا ان کا اچھائی اور سنت سے تعلق ہوگا۔ اسی طرح ہماری طرف سے ان کی مخالفت کی شدت بھی ان کی برائی اور بدعات سے تعلق پر انحصار کرتا ہے۔

۹۔ ہم گروہ بندی اور داخلی لڑائیوں کے مخالف ہیں اور اتحاد و برداشت کی دعوت دیتے ہیں۔ ہم بالعموم امت کی اتحاد کے حوالے سے بات کرتے ہیں جب کہ بالخصوص اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ حقیقی شرعی بنیادوں پر ایک جھنڈے کے تحت مجاہدین جمع ہونے کا فریضہ ادا کریں۔

۱۰۔ ہم اعلائے کلمۃ اللہ کی سربلندی کے لیے جہاد کرتے ہیں اور اس کے لیے ہم اپنی قیمتی ترین متاع بھی خرچ کرتے ہیں۔ ہم زبان وہاتھ، مال وجان، قلب اور تمام موجود وسائل سے جہاد کرتے ہیں یہاں تک کہ اللہ اپنی شریعت کو غالب کرے یا پھر ہم اس کے دفاع میں شہید ہو جائیں۔

☆☆☆☆☆

''آج بھی ہمیں کسی جمِ غفیر کی تلاش نہیں، ہمیں تو ان چنیدہ لوگوں ہی کی تلاش ہے جو لاکھوں میں ایک ہیں، لیکن اپنے کندھوں پر امت کے غموں کا بوجھ اٹھانے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ وہ جن کے قلوب اس دین کی فکر میں گھلتے ہیں، جو مسلمانوں کی حالتِ زار سے بے چین ہو کر اپنے بستروں پر کروٹیں بدلتے ہیں، جو یہ سوچ کر ہی تڑپ اٹھتے ہیں کہ آج دنیا کے کتنے مختلف خطوں میں کتنی مسلمان بہنوں کی عصمتیں پامال کی جارہی ہیں... جو ان سب امور پر سوچنے اور ان غموں کا مداوا کرنے کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے میدانِ عمل کا رخ کرتے ہیں۔ مجھے یہ حدیث کبھی پوری طرح سمجھ نہیں آئی تھی کہ :

''تم انسانوں کو ان سو (۱۰۰) اونٹوں کی طرح پاؤ گے جن میں سے سواری کا بوجھ اٹھانے کے قابل کوئی ایک اونٹ بھی نہیں ملتا''...

یہاں تک کہ میں فلسطین اور افغانستان کے جہاد میں شریک ہوا اور اس حدیث کی عملی تشریح اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ واقعتاً سیکڑوں انسانوں میں سے محض چندر جالِ کار اور مٹھی بھر مردِ میدان ہی برآمد ہوتے ہیں''۔

مجدد جہاد شیخ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ

عالمی جہادی محاذوں پر اک نظر

سعود میمن

الحمدللہ افغانستان میں مہاجر و انصار مجاہدین کی مسلسل قربانیوں کی بدولت مسلم دنیا کے کونے کونے میں محاذ سجے ہیں جن کی بدولت آج خلافتِ اسلامیہ کے احیا کے خواب میں حقیقت کے رنگ ابھر رہے ہیں۔اس وقت افغانستان و پاکستان، شام، یمن، صومالیہ، لیبیا، مالی، الجزائر سمیت کئی محاذ گرم ہیں' جہاں امت کے بیٹے اپنے جان و مال کی قربانیوں میں مصروف ہیں تاکہ امتِ مسلمہ کو کفار و زنادقہ کے شکنجے سے بچایا جا سکے۔

شام:

سرزمینِ انبیاء' شام کو بجا طور پر اب 'خطۂ شہدا' بھی کہا جا سکتا ہے! جہاں بشار، ایران، حزب الشیطان، روس، امریکہ، پی کے کے (قوم پرست کرد)، روافض حتیٰ کہ غالیوں اور خوارج کے ظلم کے نتیجے میں ۴ لاکھ سے زائد مظلوم سنی مسلمان شہید ہو چکے ہیں۔ غیور اور ثابت قدم مجاہدین اللہ کی مدد کے ساتھ ان تمام قوتوں کے خلاف ڈٹے ہوئے ہیں اور عامۃ المسلمین کی حفاظت کے لیے اپنی جانوں کو مسلسل داؤ پر لگائے ہوئے ہیں۔

ماہِ گزشتہ میں ارضِ شام میں ہونے والے اہم واقعات میں جبھہ فتح الشام کی تشکیل اور مجاہدین کے ایک مشترکہ اتحاد کی کوششیں، حلب کی لڑائیاں اور محاصرے کا ٹوٹنا، جرابلس میں ترکی اور دیگر شامی مزاحمتی گروہوں کا کردوں اور داعش کے خلاف مشترکہ آپریشن، داریا کی جنگ بندی اور حماہ کی تازہ لڑائیاں شامل ہیں۔

۲۸ جولائی کو جبھۃ النصرہ کی مرکزی قیادت نے ارضِ شام میں اسلامی امارت کے قیام اور مجاہدین جماعتوں کے مستقل اتحاد کے لیے القاعدہ فی الشام یعنی جبھۃ النصرہ کے نام کو تبدیل کر کے جبھۃ فتح الشام میں بدلنے کا فیصلہ کیا...اس فیصلے میں جماعت قاعدۃ الجہاد کے شیوخ کی مکمل حمایت شامل تھی، کیونکہ شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ اپنے متعدد بیانات میں شام کے مجاہدین کو اتحاد کی دعوت دیتے رہے ہیں۔

اب بھی ۲۹ اگست کو نشر ہونے والے تازہ میں بھی شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے پوری دنیا کے مجاہدین کو بالعموم اور شام کے مجاہدین کو بالخصوص ایک مشترکہ جہادی صف اور مکمل اتحاد کی طرف ابھارا ہے۔ جبھۃ فتح الشام کی تشکیل سے واضح ہوتا ہے کہ عالمی جہادی قیادت کے پیشِ نظر تنظیم قاعدۃ الجہاد یا کسی اور خاص تنظیم کی بنیاد پر عصبیت کارفرما ہے نا ہی وہ محض تنظیموں کی ترقی و عروج کے خواہاں ہیں! بلکہ انہیں اسلام اور امتِ مسلمہ کی فلاح سے غرض ہے، جس کے لیے اپنے اہم ترین جہادی جماعتوں کو بھی قربان کیا جا رہا ہے۔ شام کی دوسری جہادی جماعتوں، مخلص جہادی کمان دانوں اور علمائے حقہ نے جبھۃ فتح الشام کے تشکیل کا خیر مقدم کیا اور اسے مجاہدین کے مشترکہ اتحاد کی جانب ایک اہم کوشش قرار دیا۔ جبھۃ فتح الشام کے تشکیل کے بعد مختلف جہادی جماعتوں کی قیادت اور ''مجلس اہل علم الشام'' کے علما' خاص طور پر شیخ المحیسنی حفظہ اللہ کی کوششوں سے مجاہدین جماعتوں کے ایک مشترکہ اتحاد کے لیے بات چیت اور باہمی اجلاس وغیرہ کا انعقاد شروع ہو چکا ہے۔

اسی اتحاد کی جانب پہلا قدم یہ ہے کہ جیش الفتح میں موجود جہادی جماعتوں بشمول جبھۃ فتح الشام اور حرکۃ احرار الشام نے مشترکہ کارروائیوں کے ذریعے صرف ۶ دن کی لڑائی کے بعد ۷ اگست کو شمالی حلب کا محاصرہ توڑ دیا۔ اس کے بعد سے مسلسل ہر روز رافضی ملیشیات دونوں اطراف سے مجاہدین پر حملے کرتی ہیں مگر ہر دفعہ درجنوں لاشیں چھوڑ کر واپس بھاگ جاتی ہیں۔ الراموسہ (حلب) کے ساتھ گزرنے والا ابشاری فوج کا واحد سپلائی روٹ اب مجاہدین کے قبضے میں ہے اور اس کے ساتھ موجود ایروناٹیکل مرکز رافضی ملیشیات کا قبرستان بن چکا ہے۔

مجاہد جماعتوں کے مستحکم اتحاد کے لیے مشاورت، گفتگو اور دیگر کوششیں اب بھی جاری ہیں اور عن قریب باذن اللہ ایک مشترکہ جماعت، ایک رہنما اور ایک جہادی صف کی خوشخبری سنائی جا رہی ہے! مگر چند واقعات و وجوہات کی وجہ سے اس عمل میں تاخیر پیدا ہوئی ہے جو کہ شام بالخصوص حلب میں مجاہدین کی مزید پیش قدمی میں رکاوٹ بن رہی ہیں۔ ایسی جہادی جماعتیں جو ترک اور سعودی حکومتوں سے اچھے تعلقات کی خواہاں ہیں' ان کے لیے ایسا اتحاد قطعاً قابلِ قبول نہیں جس میں تمام فیصلے شامی سرزمین میں ہی شامی جہادی قیادت کرے۔ اس لیے فری سیرین آرمی سے منسلک ایسے گروہ جو درپردہ سعودی، ترک یا اردن انٹیلی جنس ایجنسیوں سے درپردہ تعلقات رکھتی ہیں وہ متحدہ جہادی جماعت کی تشکیل سے ناخوش ہیں۔

ایک اور اہم اقدام جو حالیہ دنوں میں ترکی کی جانب سے ہوا وہ ترکی کا فری سیرین آرمی کے متعدد گروہوں سمیت شام ترکی سرحد عبور کر کے داعش کے اہم شہر جرابلس پر حملہ ہے۔ جرابلس کو فتح کر کے ترک فوج اور فری سیرین آرمی کے متعدد مزاحمتی گروہ کئی مزید چھوٹے بڑے دیہات اور قصبے داعش اور کردوں دونوں سے لے چکے ہیں۔ 'اہل العلم فی شام' نے بھی کردوں اور داعش کے خلاف ترکی کی مدد کے جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر چند ذرائع کے مطابق ترکی کے حملے سے مجاہدین کے مشترکہ اتحاد کی جانب کی جانے والی کوششوں میں بھی سستی آئی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ عین اس وقت میں جب کہ مجاہدین کے اتحاد کے لیے مختلف سطح پر گفت و شنید اور اجلاس وغیرہ جاری تھے اور یہ کوششیں کسی نتیجہ پر پہنچنے کے قریب تھی عین اس وقت ترکی اور فری سیرین آرمی کے متعدد مزاحمتی گروہوں نے مشترکہ طور پر شمالی شام میں داعش اور کردوں کے خلاف لڑائی شروع کر دی۔

ایساوقت کہ جب اتحاد کی سوچ بچار ہونی چاہیے تھی اس نازک وقت میں شام میں یہ بحث شروع ہوگئی کہ ترکی کا حملہ جائز ہے یا نہیں۔ اگرچہ بہت سے بھائی ترکی کے حملے اور شامی مزاحمتی گروہوں کے ساتھ اس کے اتحاد کو ایک نیک شگون کے طور پر دیکھ رہے ہیں اور شام کے علمائے بھی اس کے حق میں فتویٰ جاری کیا ہے مگر سالہاسال جہادی میادین میں گزارنے والی جہادی قیادت سابقہ تجربات کی بنیاد پر ایسے مزید تجربات کو جہادی عمل کے سخت نقصان دہ سمجھتی ہے۔ ترک فوج کی حقیقت سامنے رہنی چاہیے کہ یہ امریکہ کا نیٹو اتحادی ہے اور افغانستان میں اس کے فوجی 'مجاہدین کے خلاف نیٹو مشن پر موجود ہیں۔ صومالیہ میں اس فوج کے کارنامے مجلہ نوائے افغان جہاد کے جولائی کے شمارے میں ''شریعت یاشہادت'' کے عنوان سے آنے والے امیر الشباب شیخ ابو عبیدہ حفظہ اللہ کے بیان میں موجود ہیں۔

مزید برآں حالیہ عرصے میں ترکی کے اندر بڑی تعداد میں مجاہدین کی گرفتاریاں بھی عمل میں آئی ہیں۔ جہادِ شام کے بارے میں ترکی کے عزائم کو سمجھنے کے لیے جہادِ کشمیر کے سپانسر سمجھے جانے والے ملک ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کی اسٹیبلشمنٹ کی خباثتیں اور اس کے نتیجے میں کشمیری جہادی تحریک کا نقصان بھی سامنے رہے تاکہ وطنی و گروہی مفادات کے لیے یہ افواج 'امتِ مسلمہ کے ساتھ مزید کوئی کھلواڑ نہ کرسکیں۔ واضح رہے کہ کئی معتمد صحافی ترکی کی شام میں مداخلت کو ترکی اور روس کے کسی باہمی معاہدے کا نتیجہ سمجھ رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ترک اتحادیوں کی مدد کے لیے امریکہ نے اپنے دیرینہ ساتھیوں یعنی قوم پرست کرد جنگ جوؤں کو بھی دریائے فرات سے آگے بڑھنے سے منع کر دیا ہے۔ مخلص مجاہدین اس ساری کشمکش کو اپنے خلاف بُنے جانے والے ایک جال کی طرح دیکھ رہے ہیں۔ رینڈ کارپوریشن کے شام سے متعلق تازہ مضمون میں بھی یہی لکھا گیا ہے کہ اگر شام کے محاذ پر امریکی مفادات پورے نہیں ہوتے تو اس خانہ جنگی کو ہر صورت میں جاری اور عالمی قوتوں کی جولان گاہ بنے رہنا چاہیے تاکہ کوئی اور فریق یعنی مجاہدین اس صورت حال پر قابو پاکر کسی اسلامی امارت کا قیام عمل میں نہ لاسکیں۔

حلب کی لڑائی میں مجاہدین کو تقویت پہنچانے کے لیے مجاہدینِ شام نے حماہ کی طرف سے بھی ایک بڑا حملہ شروع کررکھا ہے جس کے صرف پہلے دو دنوں میں دو بڑے شہروں حلفایا اور طیبۃ الامام سمیت درجنوں دیہاتوں اور بڑی تعداد میں اہم عسکری چیک پوسٹوں پر قبضہ کرلیا گیا ہے۔ بشاری فوج نے بوکھلا کر حمص اور حلب سے اپنے فوجی دستے حماہ کی طرف روانہ کردیے ہیں مگر مجاہدین کی پیش قدمی جاری ہے۔ اب جب کہ راقم یہ سطور لکھ رہا ہے تو ایک اور بڑے شہر صوران کی آزادی کی فتح کی خبر ملی ہے جس کی فتح کے ساتھ ہی اب حماہ شہر اور مجاہدین کے درمیان چند چھوٹے قصبات اور چیک پوسٹس کے علاوہ کوئی خاص رکاوٹ باقی نہیں بچی۔

یہ تمام عرصہ داعش کے لیے نہایت بھاری گزرا کہ منبج اور جرابلس سمیت شمالی شام کا وسیع علاقہ انہوں نے کھو دیا اور ۳۰ جولائی کو ان کے بدنام زمانہ مرکزی ترجمان ابو محمد عدنانی کے قتل کی اطلاع ملی ہے۔ کردوں نے اس عرصے میں کئی علاقوں پر کنٹرول بڑھایا ہے مگر اب ترکی کی مداخلت سے ان کی مزید پیش قدمی رک گئی ہے۔ چند دن پہلے قوم پرست کردوں اور بشاری افواج کے درمیان حسکہ شہر میں شدید جھڑپیں رہیں مگر لڑائی کے مزید بڑھنے سے پہلے عالمی طاقتوں نے دباؤ ڈال کران کا معاہدہ کروادیا۔

مالی ومغربِ اسلامی (مغربی افریقہ):

مالی 'اسلام دشمن فرانس کے خلاف مجاہدینِ عالم کا اہم ترین مورچہ ہے اور یہ محاذ الجزائر کے محاذ سے براہ راست وابستہ ہونے کے ساتھ ساتھ پورے مغربی افریقہ میں جہادی تحریک اور عالمی کفر کے خلاف مزاحمت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ فرانس کے حملے کے بعد مجاہدین نے بہترین گوریلا حکمتِ عملی کے تحت فرانس اور مقامی ایجنٹ افواج کے خلاف نہایت اہم معرکے لڑے ہیں۔ علاوہ ازیں اسی محاذ کو استعمال کرتے ہوئے مجاہدین نے بیش تر قریبی افریقی ممالک میں بھی اہم استشہادی عملیات سرانجام دی ہیں جن کی گونج عالمی میڈیا تک پہنچی ہے۔ تازہ اطلاعات کے مطابق مالی کے محاذ پر کارروائیوں میں بڑی تیزی دیکھنے کو ملی ہے اور روزانہ کے حساب سے صلیبیوں کے خلاف مختلف قسم کی متعدد کارروائیاں ریکارڈ کی جارہی ہیں۔ اس محاذ پر القاعدہ فی مغرب اسلامی سے منسلک مختلف جماعتیں اور مقامی انصار مجاہدین کی جماعت انصار الدین اپنے امیر ایاد غالی حفظہ اللہ کی زیرِ امارت صلیبی فرانس کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔

یمن:

یمن میں سعودیہ اور سعودی نواز فورسز حوثیوں سے زیادہ مجاہدینِ القاعدہ واہل سنت مجاہد قبیلوں کے خلاف مگن ہیں اور اسی غم میں ہلکان ہیں کہ کسی طرح مجاہدین سے ان کے زیرِ کنٹرول علاقے چھین لیے جائیں۔ ایسے وقت میں جب حوثی آدھے ملک اور دارالحکومت صنعاء پر قابض ہیں اور اہل سنت پر ظلم ڈھا رہے ہیں امریکہ وسعودی نواز فورسز مجاہدین کے علاقے خالی کروانے کے لیے مسلسل پیش قدمی میں مصروف ہیں۔ جماعت قاعدۃ الجہاد فی جزیرۃ العرب کی جب بنیاد رکھی گئی تو اس وقت سے مجاہدین یمنی حکومت سے برسرِ پیکار ہیں۔ البتہ حالیہ حوثی بغاوت سے پہلے بھی مجاہدین حوثی مزاحمت کاروں کو نشانہ بناتے رہے اور حالیہ بغاوت اور یمن کے بڑے حصے پر قبضے کے بعد مجاہدین نے اہلِ سنت عوام کو بچانے کے لیے اپنا زیادہ زور سعودی نواز یمنی فورسز سے ہٹا کر حوثی وحوثی نواز سیکورٹی فورسز پر لگا دیا۔ دوسری طرف امریکہ وسعودیہ نواز سیکورٹی فورسز جو گویا عوام کو رافضی ملیشیات سے بچانے کے لیے نہیں بلکہ یمن کو بچانے کے لیے بھی نہیں، صرف مجاہدین کے خطرے سے

نمٹنے کے لیے بنائی گئی ہیں' نے بدستور اپنا بنیادی ہدف مجاہدین اور ان کے حمایتی سنی قبائل کو بنایا ہوا ہے۔

پچھلے کچھ مہینوں میں مجاہدین نے حکمتِ عملی کے تحت چند شہروں سے انخلا کیا ہے اور اب اپنی قوت کو بچاتے ہوئے یمن کی تمام طاغوتی و ظالم قوتوں کے خلاف چھاپہ مار لڑائی کی طرف پلٹے ہیں۔ ہر روز حوثیوں اور امریکی نواز یمنی فورسز کے خلاف متعدد کارروائیاں انجام دی جارہی ہیں جن سے دشمنوں کو حد درجہ نقصانات پہنچے ہیں۔ واضح رہے کہ متعدد شہروں سے انخلا کے باوجود مجاہدینِ یمن کے پاس اب بھی ملک کا بیشتر علاقہ اور متعدد شہر موجود ہیں جن کا نظم و نسق مکمل خوش اسلوبی سے چلایا جارہا ہے۔ مجاہدین کی چند ایک کارروائیوں کا مختصر تذکرہ اس طرح ہے:

لیبیا:

لیبیا میں امریکی نواز طاغوت حفتر کی افواج بن غازی کو محصور کیے ہوئے ہیں مگر مجاہدین کے زبردست دفاع اور حملوں سے تنگ آکر عامۃ الناس پر روزانہ متعدد فضائی حملے کیے جاتے ہیں جن میں متعدد شہادتیں وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔ مجاہدین بھی باذن اللہ 'طواغیت کے مقابلے میں سینہ سپر ہیں اور حفتر امریکہ و فرانس جیسے ممالک کی امداد و تعاون اور بھرپور فضائی قوت رکھنے کے باوجود بن غازی میں مجاہدین کی دفاعی لائن توڑنے میں ناکام رہا ہے بلکہ الٹا مجاہدین کے حملوں میں روزانہ کئی لاشوں کا تحفہ مل رہے ہیں۔ دوسری طرف داعش لیبیا میں اپنے علاقوں سے مسلسل پسپا ہوتے ہوتے ایک محدود علاقے میں پھنس کر رہ گئی ہے۔ لیبیا میں مجاہدین کی متعدد جماعتیں، مجموعات اور سرایا مجلس شوریٰ بن غازی اور دوسرے علاقوں کی شوریٰ کونسلز میں شامل ہو کر متحد طریقے سے جہاد میں مصروف ہیں۔

شرق افریقہ (صومالیہ و کینیا):

صومالیہ کا محاذ بھی شرق افریقہ کا واحد محاذ ہے جہاں شباب المجاہدین (قاعدۃ الجہاد فی شرق افریقہ) منظم طور پر تقریباً ایک دہائی سے مصروفِ جہاد ہیں۔ صومالیہ میں وسیع علاقے پر مجاہدین کا باقاعدہ کنٹرول ہے۔ مجاہدین جہاں صومالیہ کے اندر افریقی طواغیت کے خلاف برسرِپیکار ہیں وہیں کینیا میں بھی مجاہدین نے اپنی موجودگی اور کارروائیوں کی تعداد کافی حد تک بڑھائی ہے۔ صومالیہ کے محاذ کو بلاشبہ ''افریقہ کا افغانستان'' کہا جا سکتا ہے۔ بحمد للہ مجاہدین یہاں کافی مضبوط ہیں۔ مجاہدینِ الشباب روزانہ کی بنیاد پر متعدد بدفی، مائن، دھاوا، کمین و دیگر چھوٹی بڑی عملیات کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں دشمن کے بڑے کیمپوں اور شہروں و قصبوں پر بڑے حملے بھی کیے جاتے ہیں۔

دارالحکومت مقدیشو بھی مجاہدین کی گھن گرج سے محفوظ نہیں، ہر آئے روز متعدد سیکورٹی و خفیہ اہل کار بدفی کارروائیوں کا نشانہ بنتے رہتے ہیں۔ غیر ملکی یا مقامی حکومتی افسران و سیاسی شخصیات کو بھی دارالحکومت کے ریڈ زون میں کئی بار نشانہ بنایا گیا ہے اور اب تو یہ فدائی آپریشنز معمول بن چکے ہیں۔ جس وقت یہ سطور قلم بند کی جارہی تھیں، اُسی وقت خبر آئی کہ مقدیشو کے 'پریزیڈینٹل ایریا' میں الشباب نے ایک فدائی حملہ کیا ہے۔ جس میں درجنوں ہلاکتوں کی خبریں سامنے آرہی ہیں۔ واضح رہے کہ افغانستان و صومالیہ وغیرہ کے دارالحکومتوں کے ڈپلومیٹک ایریاز کے قریب موجود کئی ہوٹل غیر ملکی اہل کاروں و افسران اور مقامی حکومتی شخصیات کا ٹھکانہ ہوتے ہیں۔

کشمیر و دیگر محاذ:

کشمیر، قوقاز، فلسطین و دیگر اسلامی مقبوضات میں جاری تحاریکِ جہاد اگرچہ اپنی ایک مکمل تاریخ رکھتی ہیں مگر مختلف وجوہات کی وجہ سے یہ میادین اتار چڑھاؤ کا شکار رہتے ہیں۔ فلسطین میں تیسرے انتفاضہ اور چاقو حملوں کی بازگشت یک بار پھر سے چند ماہ پہلے سنائی دینے لگی تھی اور درجنوں یہودی اس لہر کا نشانہ بنے۔ ک

شمیر کی تحریک میں حال ہی میں اس وقت تیزی دیکھنے کو ملی جب کمان دان برہان الدین ربانی رحمہ اللہ کو ان کے ساتھیوں سمیت ایک مقابلے میں شہید کر دیا گیا۔ تازہ مزاحمتی و احتجاجی لہر میں سو کے قریب افراد شہید جب کہ سیکڑوں زخمی ہو چکے ہیں، اس دوران میں مجاہدین کی کارروائیوں کی اطلاعات بھی گاہے گاہے ملتی رہتی ہیں۔

قوقاز میں مجاہدین کا ایک باقاعدہ سیٹ اپ بلکہ ایک امارت (امارت اسلامیہ قوقاز) موجود ہے لیکن قیادت کی یکے بعد دیگرے شہادت اور دوسرے مسائل کی وجہ سے یہ محاذ بھی اتار چڑھاؤ کا شکار رہتا ہے مگر مجاہدین کی مضبوطی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ پچھلے سال کے شروع میں مجاہدین دارالحکومت گروزنی تک پہنچ گئے تھے اور گروزنی کے علاقے واپس لینے کے لیے روسی افواج نے مجاہدین سے دو دن تک شدید لڑائی کیے رکھی۔ مجاہدینِ قوقاز کی ایک بڑی تعداد شام میں بھی برسرِپیکار ہے اور حماہ کے تازہ حملے میں بھی دیگر جماعتوں کے ہمراہ امارتِ اسلامیہ قوقاز کے مجاہدین بھی شامل ہیں۔

اس کے علاوہ بنگلہ دیش میں بھی وقتاً فوقتاً متعدد بدفی عملیات ہوتی رہتی ہیں اور پچھلے کچھ عرصے سے صلیبی یورپی ممالک بھی انفرادی جہاد کی بہترین عملیات کا نشانہ بن رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

> ''فریضۂ جہاد ادا کرنے اور اس کو عمل میں لانے کے لیے کوئی خاص قسم کے ہتھیار اور خاص طریقۂ جنگ کی قید نہیں ہے بلکہ ہر وہ عمل اور ہر وہ ہتھیار جو دشمن کو زک پہنچا سکے اور دشمن کے اقتدار و شوکت میں ضرر رساں ہو سکے وہ اختیار کرنا لازم اور واجب ہے''۔
>
> شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

شام کا پانچ سالہ عمران

سید عدنان گیلانی

شام کا رہائشی معصوم پانچ سالہ عمران...ایک خوبصورت کلی کی مانند...اٹھکیلیاں کرتا...ہنستا مسکراتا... رونقیں بکھیرتا...گویا صحن چمن میں ایسی کلی کی مانند... جو پنپنے و کھلنے کی منتظر ہو...ملکی حالات سے بے خبر...گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے بے پرواہ...بارود و بم کی وحشت سے انجان...اپنی مستی میں مگن ہے کہ...دفعتاً منظر تبدیل ہوتا ہے...اندھا دھند بم باری کا آغاز ہوتا ہے...اور اس کا گھر بھی روسی و اسدی طیاروں کی بم باری کی زد میں آجاتا ہے... معصوم پھول گھر کے ملبے تلے دب جاتا ہے...امدادی ٹیموں کی کاوش سے اسے ملبے تلے سے نکال کر ایمبولینس میں بٹھایا جاتا ہے...اس سے آگے اتنا اندوہناک اور دل دہلا دینے والا منظر کہ میری زبان گنگ اور قلم ساکت ہو گیا...آنکھوں سے اشک سیلِ رواں کی مانند بہنے لگے....

جب ویڈیو میں یہ منظر دیکھا کہ ...کہ اس معصوم کا جسم گرد آلود...اور چہرہ لہولہان...وہ بے بسی کے عالم میں بیٹھا ہوا...اپنے خون آلود چہرے کو ہاتھ لگائے...اور حیران ہو کر دیکھے کہ ماجرا کیا ہوا.... اللہ اکبر...اس ستم کا نوحہ کس کے سامنے بیان کروں دوستو.....سب طرف ہی تو تماش بینی کی فضا ہے....ابھی تو اس کی کھیلنے کی عمر تھی نا...میں اپنی بے بسی کا ماتم کس کے سامنے کروں رفیقو.....کچھ تو بتاؤ...وہ لہولہان چہرہ لیے تخیل میں مجھ سے پوچھتا ہے کہ...میرا جرم کیا ہے...کوئی جواب ہے جو اسے دیا جا سکے...کیا میں اسے یہ کہ دوں کہ خون مسلم کی یہ ارزانی اس لیے کہ تو مسلمان ہے...اسے یہ کیسے بتاؤں کہ...انسانیت 'رواداری' امن کا درس دینے والے عالمی غنڈے اور بد قماش ہی اس کے خون کے پیاسے ہیں...ان کی درندگی کو تسکین ہی خون بہا کر ملتی ہے !...

لیکن ایک سوال کا جواب میرے پاس نہ تھا اور نہ ہو گا...این المسلمون... مسلمان کہاں ہیں... ستاون اسلامی ریاستیں کیوں خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہیں.....میں مسلم امہ کی بے حسی پر اسے کیسے دلاسہ دوں...اہل حل و عقد تو گویا لب سی کر بیٹھے ہیں...مگر اس معصوم کا سوال... ہمیشہ ہمیں جھنجھوڑتا رہے گا...کہ آخر بے حسی و بے ضمیری...بے غیرتی...کی بھی حد ہوتی ہے...کیا مسلمان نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان فراموش کر بیٹھے کہ ''مسلمان ایک جسد کی مانند ہیں...کہ جسم کے ایک حصے کو تکلیف ہو تو سارا جسم اس کرب کو محسوس کرتا ہے''...عمران بزبان حال یہ سوال کرتا ہے کہ...کیا تمہارے پانچ سالہ معصوم بچے بھی یونہی لہو میں نہاتے ہیں... کیا وہ بھی کھیلنے کی عمر میں بے رحمی سے کچل دیے جاتے ہیں...کیا تمہاری ماؤں کی گودیں بھی یوں اجاڑ دی جاتی ہیں....؟

خدارا امت مسلمہ کے حکمرانو...سطوت و شوکت اور حرص و ہوس کے پجاریو...حب جاہ و مال میں مست حاکمو...بے حسی و بے ضمیری کے شرمناک کردارو...اس ظلم پر کچھ تو لب کشائی تو کرو...شام میں جاری مسلمانوں کی نسل کشی کے خلاف کچھ تو بولو...اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھنا

تمہاری داستاں تک نہ ہو گی داستانوں میں

اے اہل شام! جرات و استقامت جن کے گھروں کی باندی ہو...عزم و توکل کے الفاظ جن کی قربانیوں کے سامنے ہیچ ہوں...مادیت، نفسانیت کے اس دور میں... جنھوں نے ایثار و قربانی کی عظیم داستانیں رقم کی ہوں!

اے عزیمت کے راہیو!!!...وفا شعارو!!!...نویدِ سحر کے متلاشیو!!!...ظلمت شب سے ٹکرا جانے والو!!!...اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے سربکف ہو کر نکلنے والو!!!...جبر کے سامنے سدِّ سکندری بننے والو!!!...دنیا کے مقابلے میں اپنی جانوں کا سودا کرنے والو!!!...اے سرزمینِ شام کے سنی باسیو!!!...غازیو!!!...مجاہدو!!!...تمہاری قربانیوں کو عقیدتوں، الفتوں، محبتوں بھرا اسلام پہنچے۔

☆☆☆☆☆

''جب لوگ آپ سے کسی ایسی چیز کا سوال کریں جو آپ کے علم میں نہیں تو کہہ دیجیے کہ اللہ کی قسم! مجھے اس کا علم نہیں، اپنی کم علمی کا اعتراف کیجیے اور معاملہ علما کے سپرد کر دیں۔ میرے بھائیو! آپ خود سے کیوں بنیادیں وضع کرتے ہیں؟ کیوں ایسے معاملات میں فتوے دیتے ہیں جن کے بارے میں کلام کرتے ہوئے اکابر علما بھی احتیاط سے کام لیتے ہیں؟ ضروری ہے کہ ایسے مواقع پر اپنی لاعلمی اور کم فہمی کا اعتراف کیجیے!

اپنی لاعلمی اور کم فہمی کا اعتراف کریں اور اللہ کی شریعت کا مزید علم حاصل کریں۔ صرف کچھ احادیث سیکھ کر اور مزید کچھ باتیں جو کسی نے آپ کو سکھا دیں، اب آپ رائفل لے کر کھڑے ہو گئے اور ایک طوطے کی طرح سے چند باتیں دہرائے جا رہے ہیں! اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈریئے، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجیے، شریعت کا علم حاصل کریں اور علما سے سوال کریں۔ اللہ جل شانہ نے آپ کے ذمے فتویٰ دینا نہیں لگایا..... کسی چیز کو حرام قرار دینا اور کسی کو مجرم ٹھہرانا، کسی کو روکنا اور مارنا یہ سرے سے آپ کی ذمہ داری ہے ہی نہیں!''

شیخ ابو بصیر ناصر الوحیشی رحمۃ اللہ علیہ

اصحاب کہف کی واپسی

بنت ابو بکر

مارچ ۲۰۱۵ء، جب میں اپنے شوہر کے ساتھ وادی تیراہ، خیبر ایجنسی پاکستان میں تھی تو اس وقت 'خیبر ۲' کے نام سے پاکستانی فوج کا آپریشن چل رہا تھا۔

میرے شوہر بھی دیگر مجاہدین کے ساتھ جہاد میں مصروف تھے اور میں وادی تیراہ کے ایک غار میں تھی۔اس دوران پاکستانی فضائیہ کے طیاروں نے ہمارے علاقے پر تقریباً ۱۴ بم گرائے۔بموں سے لیس جنگی طیارے چنگھاڑتے ہوئے ہمارے سروں کے اوپر سے گزر رہے تھے اور ہم بموں کے گرائے جانے کا انتظار کرتے رہتے ....''ڈز...ڈز...ڈز''.....بم گرا، زمین ہلی اور فضا دھویں سے بھر گئی۔ہمارے غار کی چھت سے گرد و غبار ہمارے سروں پر گر کر ہمیں یہ پیغام دے رہی تھی کہ ہمارے اوپر برستے ہوئے ٹنوں لوہے سے وہ ہماری حفاظت نہیں کر سکتا۔آخر کار ایک آدھ گھنٹے بعد فضا میں خاموشی چھا گئی۔

مجھے اب یاد نہیں رہا کہ اس دوران میرے لبوں سے اپنے رب کی یاد اور تعریف میں کیا الفاظ نکلے تھے۔مجھے موت کا بالکل بھی ڈر نہیں تھا بلکہ زخمی ہونے سے ڈر رہی تھی۔خوف ایک فطری چیز ہے مگر یہی خوف در حقیقت بندے کو اس کے رب سے قریب کر دیتا ہے۔کیونکہ وہ جان لیتا ہے کہ حقیقی مدد اور نصرت اللہ تعالیٰ سے ہی طلب کی جاسکتی ہے۔ میں نے گڑگڑا کر دعا کی کہ اے اللہ!اپنی خصوصی رحمت سے مجاہدین کی نصرت فرما اور دشمنوں کے شر سے ہماری حفاظت فرما۔میں سورہ کہف کی تلاوت میں مصروف تھی کیونکہ جمعہ کا دن تھا۔الحمد للہ اس دوران سورہ کہف ایک نئی طرح سے میرے سامنے آئی۔

اَمۡ حَسِبۡتَ اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡكَهۡفِ وَ الرَّقِيۡمِ ۙ كَانُوۡا مِنۡ اٰيٰتِنَا عَجَبًا (الکہف:۹)

''کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں کہ غار اور کتبے والے ہماری کوئی بڑی عجیب نشانیوں میں سے تھے؟''۔

ہزاروں سال قبل، غاروں نے ہی چند مومنین کو پناہ دی تھی۔انہوں نے اپنے شہر کے لوگوں کے شرک سے برأت کی اور ایک اللہ پر ہی ایمان لائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھرایا۔شہر کے لوگ بہت ظالم تھا۔یہاں تک کہ وہ ان مومنین کو اپنے بتوں کی پرستش چھوڑ کر ایک اللہ پر ایمان لانے کی بنا پر سنگسار کرنے کے لیے تیار تھے۔یقینی بات ہے کہ جو لوگ اللہ رب العزت کی طاقت اور جلال سے بے خبر ہیں ان کے لیے یہ حیران کن بات ہی ہے کہ کس طرح کئی سو سالوں تک ان مومنین نے غاروں میں پناہ لی۔ اور آج یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اللہ رب العزت نے ایک مرتبہ پھر راہِ حق کے راہیوں، مجاہدین اسلام کو غاروں میں پناہ دی ہے۔

میں نے اور دیگر مجاہدین نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا کہ ہمیں مجاہدین اور مرتد پاکستانی فوج کے مابین اس تاریخی جنگ کے دوران خیبر ایجنسی کی غاروں میں پناہ لینی پڑے گی اور اصحابِ کہف کی سنت تازہ کرنی پڑے گی۔جب دنیا اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود اللہ کے سپاہیوں پر تنگ ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان تاریک غاروں کو اپنے سپاہیوں کے لیے کھول دیا۔یہ حقیقت پھر واضح ہو گئی کہ کوئی بلٹ پروف جیکٹ، بم پروف گاڑی یا گھر ہماری ہرگز حفاظت نہیں کر سکتی بلکہ حقیقی طاقت اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہی ہے۔زندگی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے۔مومنین ہی وہ لوگ ہیں جو اللہ رب العزت پر بھروسہ کرتے ہیں۔اللہ جانتا ہے کہ اس دن وہاں میری روح نے توحید کی حقیقی لذت محسوس کی جو میں نے اس سے پہلے کبھی بھی محسوس نہ کی تھی۔گرد و غبار سے بھرے تاریک غاروں نے میری قلب و روح کو ایک نئی اونچائیوں تک پہنچا دیا اور میں بے اختیار بول اٹھی:

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ

آپ ذرا تصور کر لیں کہ آدھا گھنٹے کے اندر اندر آپ پر چودہ بم گرائے جائیں اور پھر ایک مہینے تک مسلسل آپ پر یہ بم برسیں یہاں تک کہ درختوں پر موجود پتے تک جھلس جائیں اور آپ زندہ رہیں ....سبحان اللہ والحمد للہ!!!مجاہدین محفوظ رہے مگر چند منتخب نوجوانوں کے جنہوں نے لیلائے شہادت کو پالیا۔یقیناً یہاں عقل والوں کے لیے نشانی ہے۔

آج پاکستان کے مرتد جرنیلوں اور حکمرانوں نے اسلام دشمنی میں کفار کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔تباہ کن اور ہلاکت خیز ہتھیاروں سے مسلح، مرتدین اور کفار پر مشتمل ان کی دجالی فوج دن رات مجاہدین کا پیچھا کرنے میں لگی ہوئی ہے۔آج فتنوں کی اس دور میں جب شیاطینِ جن و انس نے کرۂ ارض کے ہر ہر کونے پر قبضہ جمالیا ہے...رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مجاہدین نے غاروں کا رخ کر لیا ہے۔یہ بلند و بالا چوٹیوں والے پہاڑ اللہ رب العزت کے سپاہیوں کے آگے مسخر ہو چکے ہیں۔اگر ممکن ہو تو خیبر ایجنسی کی آسمان سے باتیں کرتی ہوئی پہاڑوں اور ان کی چوٹیوں پر نظر دوڑائیں۔پُر خطر، دشوار گزار راستوں جن پر چل کر انسان تو کُجا، چوپائے بھی تھک جاتے ہیں۔تمام تعریفیں زمینوں و آسمانوں، پہاڑوں اور ہر خفیہ و ظاہری چیزوں کے پیدا کرنے والے اللہ کے لیے ہیں کہ میں نے اور دیگر مجاہدات نے یہ راستہ پیدل طے کیا۔بے شک ہر پہاڑی کی چوٹی پر پہنچنے کے بعد میں نے ایمان کی چوٹی کو محسوس کیا جو کہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔پھر ہم نے وادی خیبر کے غاروں میں پناہ لی اور ہم نے دعا کی:

اِذۡ اَوَى الۡفِتۡيَةُ اِلَى الۡكَهۡفِ فَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً وَّهَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا (الکہف:۱۰)

''جب وہ چند نوجوان غار میں پناہ گزیں ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ''اے پروردگار!ہم کو اپنی رحمتِ خاص سے نواز!اور ہمارا معاملہ درست کر دے''۔

یقیناً ہر قدم پر مومن کو اللہ کی طرف سے رہنمائی درکار ہوتی ہے... خصوصاً آخری زمانے میں جب دجالی فتنوں نے پورے کرۂ ارض کے گرد اپنا جال پھیلایا ہوا ہے۔ فتن ہم پر ایسے حملہ آور ہیں جیسے آسمان سے کالی چیزیں ہم پر برس رہی ہیں۔ حق کو باطل اور باطل کو حق بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔اس حالت میں اپنے معزز آباؤاجداد صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی مانند دعا کرتے ہیں کہ "اے ہمارے رب! ہمیں صراط مستقیم پر ہی جمائے رکھ"۔ مگر ہماری دعاؤں کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ ہماری دعائیں اور اعمال اس آیت کے مطابق ہو جائیں:

اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ

ہم اللہ کے آگے ہی جھک جائیں اور طاغوت سے برأت کا اعلان کریں۔یقین کریں کہ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اگر آپ مخلص ہو کر باقی دنیا کو چھوڑ کر صرف اللہ رب العزت کی طرف پلٹیں گے تو اللہ رب العزت بھی آپ کو ایسا ہی جواب دے گا جیسا اُس نے اصحابِ کہف سے فرمایا تھا:

اِنَّهُمۡ فِتۡيَةٌ اٰمَنُوۡا بِرَبِّهِمۡ وَزِدۡنٰهُمۡ هُدًى (الکہف: ۱۳)

"وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے اور ہم نے ان کو ہدایت میں ترقی بخشی تھی"۔

پس اس کے بعد ایک مومن کو کسی کا ڈر نہیں رہے گا بلکہ وہ علی الاعلان کہہ پائے گا:

فَقَالُوۡا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَنۡ نَّدۡعُوَا۟ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا شَطَطًا (الکہف: ۱۴)

"اور انہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ "ہمارا رب تو بس وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ ہم اسے چھوڑ کر کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں گے۔ اگر ہم ایسا کریں تو بالکل بے جا بات کریں گے"۔

کوئی بھی طاغوت کا انکار کر کے اس پر ثابت قدمی اس وقت تک اختیار نہیں کر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو مضبوطی نہ بخشیں، جیسا اس نے اصحابِ کہف کے ساتھ کیا تھا...

"اور ہم نے ان کو ہدایت میں ترقی بخشی تھی"۔

یہاں پر میں پاکستان کے مرتد جرنیلوں اور حکمرانوں کے سامنے ایک سوال رکھتی ہوں، جیسا کہ اصحاب کہف نے اپنے علاقے کے لوگوں کے سامنے رکھا تھا:

هٰۤؤُلَاۤءِ قَوۡمُنَا اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوۡلَا يَاۡتُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ بِسُلۡطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (الکہف: ۱۵)

"یہ ہماری قوم تو ربِ کائنات کو چھوڑ کر دوسرے خدا بنا بیٹھی ہے۔ یہ لوگ ان کے معبود ہونے پر کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے؟ آخر اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟"۔

اے اہل پاکستان! حق آ گیا ہے اور باطل مٹ گیا ہے۔اللہ کے ان دشمنوں کی اسلام دشمنی واضح ہو چکی ہے۔امریکی کذاب صدر بش نے واضح اعلان کر دیا ہے کہ 'یا تم ہمارے ساتھ ہو یا پھر دہشت گردوں کے ساتھ ہو'۔ تمہاری بکاؤ فوج اور حکومت نے امریکہ اور اقوام متحدہ کو اپنا قبلہ مان کر ان کے سامنے جھک گئے ہیں۔ یہ نہیں چاہتے کہ اللہ کی شریعت کی حکمرانی ہو بلکہ یہ طاغوت اقوام متحدہ سے تسلیم شدہ طاغوتی آئین کی حکمرانی پر اصراری ہیں۔ کیا تم اب بھی خاموش تماشائی بن کر ان کے پیچھے چلو گے؟ پس یاد کرو فرعون کو جب اس نے اپنی قوم سے اسی طرح جھوٹ بولا اور انہیں لے کر جہنم میں جا گرا۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ مرتد جرنیل و حکمران کہیں تمہارے ساتھ بھی ایسا نہ کر دیں۔اور یقیناً اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے۔

وَتَرَى الشَّمۡسَ اِذَا طَلَعَتۡ تَّزٰوَرُ عَنۡ كَهۡفِهِمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَاِذَا غَرَبَتۡ تَّقۡرِضُهُمۡ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمۡ فِىۡ فَجۡوَةٍ مِّنۡهُ ؕ ذٰلِكَ مِنۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرۡشِدًا (الکہف: ۱۷)

"جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے اللہ بھٹکا دے اس کے لیے تم کوئی ولی مرشد نہیں پا سکتے"۔

حقیقت سے دور لوگوں کا اب بھی یہی خیال ہے کہ عراق و افغانستان پر امریکہ نے ان کے وسائل پر قبضہ جمانے کے لیے حملہ کیا ہے۔ درحقیقت وسائل پر قبضہ ان کا دوسرا ہدف ہو سکتا ہے مگر ان کا اولین مقصد 'نیو ورلڈ آرڈر' کا نفاذ ہے۔ فری میسن اور اس جیسی دیگر دجالی تنظیمیں پردے کے پیچھے بیٹھے تاروں کو حرکت دے رہے ہیں تاکہ وہ اپنی دجالی ادارے اقوام متحدہ کے ذریعے دنیا پر قبضہ جما کر انسانیت کو اپنا غلام بنا سکیں۔ قومیں جو اپنی جداگانہ روحانی شناخت رکھتے ہیں وہ ان کا اولین ہدف ہیں۔ان کے آئی ایم ایف یا ورلڈ بینک کے پرفریب سودی قرضوں میں پھر ایسی قوموں کو جکڑا جاتا ہے۔ایک مرتبہ وہ پھنس جائیں تو پھر وہ دجالی انگلیوں پر ناچنا شروع کر دیتے ہیں۔

اب شاید چودہ اگست پر ہم بھی گنگنانا شروع کر دیں 'ہم اک زندہ قوم ہیں ہم اک زندہ قوم ہیں'۔ مگر درحقیقت ہمارے دل ان دجالی اداروں کی جانب مائل ہیں۔ کفار ہماری داخلہ و خارجی پالیسیاں ترتیب دیتے ہیں۔ دجال آنے کو ہے جب کہ اس کے پجاری اس کے آنے سے پہلے دنیا کو 'ایک دنیا، ایک مذہب، ایک معیشت اور ایک فوجی طاقت' کے نام پر انسانیت کو غلام بنانے کے چکر میں ہیں۔ دجال کے ایک حکم پر دریا اپنا رخ تبدیل کر دیں گے، پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے، قومیں اپنی وفاداریاں اس کے ساتھ منسوب کریں گی اور ایک وقت آئے گا جب دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے پوری انسانیت کو اپنا غلام بنائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مومن کو دجال کی فتنوں سے دور بھاگنا ہو گا، جو بھاگ کر پہاڑوں کی جانب چلا جائے گا وہی محفوظ رہے گا۔ پس

مجاہدین اسلام، حق کے پاسبان پہلے ہی پہاڑوں اور غاروں کی جانب نکل چکے ہیں تاکہ خود کو الملاحم (بڑی جنگوں) کے لیے تیار کرلیں۔ چاہے یہ جنگ باجوڑ، سوات، خیبر یا وزیرستان کے میادین میں ہو یا کہیں اور، مجاہدین کا مورال بلند سے بلند ہوتا جارہا ہے اور اللہ کے وعدوں پر ان کا پختہ یقین ہے۔ دوسری طرف اس فانی دنیا کے محبت میں مبتلا لوگ خود کو بچانہ سکیں گے۔ ہم سب کو یہ حقیت جان لینی چاہیے:

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ○ وَ اِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا (الکھف: ۷،۸)

"واقعہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ سروسامان بھی زمین پر ہے اس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے تاکہ ان لوگوں کو آزمائیں ان میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔ آخر کار اس (زمین پر موجود ساری زینت) سب کو ہم ایک چٹیل میدان بنادینے والے ہیں"۔

پس آئیں کہ لا الہ الا اللہ کے علم تلے اس فتنے کے خلاف متحد ہو جائیں اور حق کے پاسبانوں، توحید کے داعیوں یعنی مجاہدین کی نصرت کریں۔ اللہ تعالیٰ سورہ کہف میں فرماتے ہیں:

اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا (الکھف: ۲۱)

"اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت کی گھڑی بے شک آکر رہے گی"۔

لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ؗ وَّ لَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا (الکھف: ۲۶)

"آسمانوں اور زمین کے سب پوشیدہ احوال اسی کو معلوم ہیں، کیا خوب ہے وہ دیکھنے والا اور سننے والا! (زمین و آسمان کی مخلوقات کا) کوئی خبر گیر (ولی) اس کے سوا نہیں، اور وہ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا"۔

وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (الکھف: ۲۸)

"اور اپنے دل کو ان لوگوں کی معیّت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح و شام اُسے پکارتے ہیں، اور ان سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو۔ کیا تم دنیا کی زینت پسند کرتے ہو؟ کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے اور جس نے اپنی خواہشِ نفس کی پیروی اختیار کرلی ہے اور جس کا طریق کار افراط و تفریط پر مبنی ہے"۔

جس طرح غار، اس میں اُترتی سورج کی روشنی اور غار کے دہانے پر بیٹھے کتے نے اصحاب کہف کی نصرت کی... اسی طرح خیبر میں روح کی تربیت کرتی وادیاں، جانور، پودے اور ہر اک چیز نے مجاہدین کی نصرت کی اور اللہ رب العزت کی نصرت ان سب سے بڑھ کر ہے۔

میری خیبر کی کہانی شاید دن کے ڈھلنے سے پہلے ختم ہو جائے اور میری قلم کی سیاہی اور ورق ختم ہو جائیں لیکن میرے رب کی تعریف پوری نہیں ہو سکتی چاہے ہم سمندروں جتنی سیاہی بھی جمع کرلیں۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (الکھف: ۱۰۹)

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! فرماد یجیے اگر سمندر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے روشنائی بن جائے تو وہ ختم ہو جائے مگر میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں، بلکہ اگر اتنی ہی روشنائی ہم اور لے آئیں تو وہ بھی کفایت نہ کرے"۔

☆☆☆☆☆

اے میرے پروردگار!!! اے میرے رحیم و کریم رب!!!

کل جب روز محشر سورج سوا نیزے پر ہوگا اور زبانیں پیاس کی شدت سے باہر آئیں گی تو اس میدان میں کس منہ سے پناہ مانگوں گا؟

جب عافیہ صدیقی 'سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دامن سے لپٹ کر میری شکایت لگائے گی تو کیا میرے ہاتھ 'میرے چہرے کو چھپا پائیں گے؟

پل صراط سے گذرتے جب میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف ہاتھ بڑھا کر سہارا مانگا اور بچوں کو محبت سے گود میں اٹھانے والے نے کسی کپکپاتے ہونٹوں والی فلسطینی اور شام کی بچی کو گود میں اٹھار کھا ہوا' تو ہائے میرے غلاظت میں لتھڑے ہاتھ وہ دکھیوں کا سہارا اگر جھٹک دے؟

یارب میری امت میری امت پکارتے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر میزان پر مجھ سے پوچھ لیں کے افغان مسلمانوں کی مدد کیوں نہیں کی جب وہ شرعی امارت کو قائم کرنے کے لیے اپنی جانوں کا نزانہ پیش کر رہے تھے تب تم نے ان کی مدد کیوں نہیں کی تھی۔ یارب! میری امت میری امت پکارتے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر میزان پر مجھ سے پوچھ لیں ذرا اپنے کاسۂ اعمال سے امت کے لیے اپنا درد تو دکھاؤ تو کیا جواب دوں گا؟

جب بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ اپنے محبوب کے عشق میں مست سوئے جنت رواں ہوں گے تو کہاں سے لاؤں وہ قسمت کہ میں کہہ سکوں مجھے بھی ساتھ لے چلو! مجھے اگر کسی نے کہنی مار کر کہا: جاسودی نظام میں لتھڑے انسان تیرا اس مقام سے کیا مطلب؟

یااللہ! اے رحیم و کریم!

امت محمدیہ پر اپنی رحمت فرما!!!

پیکرِ علم و جہاد مولوی محمد رستم حنفی

مجاہد اللہ مراد

شہید مولوی محمد رستم حنفی افغانستان کے صوبہ نورستان کے ضلع دوآب میں ایک دین دار اور علم دوست گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام ملک حبیب اللہ خان اور دادا کا نام ملک عبد القادر خان ہے۔ آپ نورستانی القریشی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔

تعلیم و تربیت:

شہید مولوی محمد رستم حنفی نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں کے ایک نامور عالم عبد القادر سے حاصل کی اور تیرہ سال کی عمر تک آپ یہیں پڑھتے رہے۔ آپ کے والد محترم نے مزید تعلیم کے لیے آپ کو علاقے کے ایک اور عالم مولوی عبد الرزاق کے پاس بھیجا، جو 'گزین مولوی صاحب' کے نام سے مشہور تھے۔ شہید مولوی محمد رستم حنفی کے والد اگرچہ عالم دین نہیں تھے، لیکن انہیں علما سے بہت محبت تھی۔ اسی لیے ان کی بڑی خواہش تھی کہ اپنے بیٹے کو عالم بنا کر دین کی خدمت کے لیے وقف کر دیں۔ شہید مولوی صاحب نے بھی اپنے والد محترم کی خواہش پوری کرتے ہوئے بڑے شوق سے مولوی عبد الرزاق کے ہاں دینی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔

جہادی تحریک میں شمولیت:

جب جارحیت پسند کمیونسٹ روسی افواج نے اپنے کاسہ لیس افغان ایجنٹوں کی مدد سے افغانستان پر سرپرستی کی تو افغانستان کے تمام علمانے روس اور ان کے ہمنواؤں کے خلاف جہاد کا فتویٰ جاری کر دیا، جس کے ساتھ ہی ملک کے طول و عرض میں کفار اور ان کے ایجنٹوں کے خلاف جہادی کارروائیوں کا آغاز ہو گیا۔ اس وقت شہید مولوی محمد رستم حنفی کی عمر سترہ برس تھی۔ چوں کہ مولوی گزین صاحب علاقے کے ایک معتبر عالم دین تھے، اس لیے حالات کے پیش نظر لوگوں نے جہادی قیادت کی ذمہ داری ان کے کاندھوں پر ڈال دی۔ مولوی گزین نے جہادی کارروائیوں کا آغاز اپنے علاقے سے کیا اور بعد میں اسے دوسرے علاقوں تک پھیلا دیا۔ گزین صاحب نے شہید حنفی صاحب کے والد ملک حبیب اللہ خان کو ایک جہادی گروپ کا کمانڈر مقرر کیا۔ ملک حبیب اللہ خان نے مغربی نورستان میں جہادی کارروائیوں کا آغاز کر دیا۔ شہید حنفی صاحب نے اسی وقت اپنے والد صاحب کی قیادت میں جہاد کا آغاز کیا اور اپنے والد کے گروپ میں شامل ہوئے اور بڑی بہادری سے اس مقدس فریضے کو ادا کرتے رہے۔ ان کے والد ایک دراز قد، بلا کے ذہین اور جہاد کے لیے نہایت موزوں جسم کے مالک تھے۔ اسی وجہ سے وہ لوگوں میں حبیب اللہ خان دراز کے نام سے ہوئے۔ قوی جسم اور جہادی ذہنیت کی بنا پر بہت کم عرصے میں انہوں نے جہادی کارروائیوں میں تیزی لاتے ہوئے ضلع دوآب کو فتح کیا اور جہادی کارروائیوں کا جال لغمان ضلع علینگار تک پھیلا دیا۔

ہجرت:

اگرچہ شہید حنفی صاحب کے خاندان نے ہجرت نہیں کی، اس کی وجہ یہ ہے کہ مغربی نورستان ایک پہاڑی علاقہ ہے، جہاں کبھی بھی دشمن کی افواج کا تسلط قائم نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ لغمان کے بعض مجاہدین اس علاقے کی طرف ہجرت کرتے تھے، لیکن شہید مولوی صاحب حنفی 'اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے لیے پاکستان ہجرت کر گئے۔ انہوں نے پاکستان کے ضلع چارسدہ کے مشہور مدرسے دار العلوم اسلامیہ چارسدہ میں دینی تعلیم کے حصول کا آغاز کیا۔ ایک سال بعد انہوں نے مردان کے دار العلوم طورو میں داخلہ لیا۔ درجہ چہارم تک یہاں زیرِ تعلیم رہے اور پھر کوہستان تشریف لے گئے۔ وہاں داسو کے علاقے دار العلوم اسلامی امینیہ میں اپنے دروس جاری رکھے۔ بعد ازاں بٹگرام میں علاقے کے مشہور عالم مولانا شہزادہ سے اسباق کا سلسلہ جاری رکھا اور پھر واپس مردان میں دار العلوم میں مشہور عالم مولانا غلام محبوب سے بقیہ فنون پڑھے۔ پھر وہ صوابی کے دار العلوم تعلیم القرآن شاہ منصور میں چیکسر کے مشہور عالم ماہر المعقولات مولانا عنایت اللہ چیکسری سے معقولات پڑھنے لگے۔ اس سال ان کے ہم درس ساتھیوں میں امارت اسلامی کے کچھ رہنما بھی شامل تھے، جیسے اختر محمد عثمانیؒ وغیرہ۔ اس کے بعد آپ دورۃ الصغریٰ کے لیے مولانا محمد صدیق کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس سال کی چھٹیوں میں امارت اسلامی کی مشہور شخصیت شیخ الحدیث مولانا محمد نعیم کے ساتھ دورۃ الصغریٰ میں دوبارہ شرکت کی۔ ۱۹۹۵ء میں شہید حنفی صاحب نے مشہور دینی درسگاہ دار العلوم حقانیہ سے سند فراغت حاصل کی۔

جہادی کارروائیوں کا دوسرا مرحلہ:

جس وقت حنفی صاحب دورے میں مصروف تھے، اس وقت قندہار میں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی قیادت میں طالبان کی تحریک شروع ہوئی۔ چونکہ حنفی صاحب اس تحریک سے قبل بھی جہاد میں مصروف رہ چکے تھے اور مشرقی افغانستان کے صوبوں میں اہل السنت والجماعت تنظیم کے مؤسسین میں سے تھے اور صوبہ نورستان اور لغمان میں اہل السنت والجماعت کے صدر بھی تھے۔ اسی لیے تحریک کے آغاز کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی تنظیم کی شوریٰ کا اجلاس طلب کر لیا۔ بعد میں ایک وفد کی صورت میں قندھار آئے اور مرحوم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد سے ملاقات کی۔ قندھار سے واپسی پر اپنی تنظیم کی شوریٰ کو امارت کی تحریک کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کیں، جن کی بنیاد پر شوریٰ نے متفقہ طور پر امیر المومنین رحمہ اللہ کی حمایت اور بیعت کا اعلان کر دیا۔

مدرسے میں دستار بندی کے فوری بعد گھر جانے کے بجائے مجاہدین کی ایک تشکیل میں قندہار گئے اور وہاں سے ملا صاحب مرحوم کی ہدایت پر نیمروز کی طرف مجاہدین کی ایک تشکیل میں شامل ہو گئے۔ یہاں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد دشمن نے ان کے ساتھیوں پر

صبح صادق کے وقت اچانک حملہ کیا، جس میں ننگرہار کے مشہور عالم دین سمیت کئی ساتھی شہید ہوگئے، جب کہ حنفی صاحب زخمی ہوگئے، جنہیں علاج کے لیے بلوچستان کے ضلع کوئٹہ منتقل کیا گیا۔ ان کے علاج تک جنوبی صوبے فتح ہوچکے تھے۔ اس لیے صحت یاب ہونے کے بعد آپ خوست آگئے۔ آپ بعد ازاں مجاہدین کے حوصلے بلند رکھنے کے لیے مختلف اوقات میں چہار آسیاب کی جنگی پٹی پر تشریف لے جاتے۔ جب آپ واپس قندھار آئے، جہاں آپ لغمان اور نورستان کی نمائندگی کرتے اور کبھی کبھار مرحوم امیر المومنین انہیں مشورے کے لیے بھی طلب کرتے تھے۔

جب مشرقی صوبوں کی فتح کی کوششیں شروع ہوئیں تو حنفی صاحب مشہور کمانڈر ملا بورجان کی قیادت میں مجاہدین کے قافلے میں شامل ہوگئے اور کابل کی فتح تک مجاہدین کے شانہ بشانہ لڑتے رہے۔

جہادی ذمہ داریاں:

جب مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے کابل فتح کیا تو حنفی صاحب کو شہر کی تعمیر و ترقی کی ذمہ داری سونپی گئی۔ بعد میں انہیں فوائد عامہ کی وزارت میں نائب مقرر کیا گیا۔ وہ امارت اسلامی کے حکومت کے آخری ایام تک اسی منصب پر فائز رہے۔ وزارت کی اہم ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد حنفی صاحب اپنے ساتھیوں کی خبر گیری کے لیے جنگی پٹی پر بھی تشریف لے جاتے اور مجاہدین ساتھیوں کے ساتھ جہادی امور پر عالمانہ گفتگو کرتے اور جہاد کی فضیلت پر سحر انگیز بیان کرتے تھے۔

صلیبیوں کے خلاف جہاد:

۲۰۰۱ء میں امریکہ کی قیادت میں درجنوں صلیبی جارحیت پسندوں نے افغانستان پر حملہ کیا اور امارت اسلامی کی حکومت ختم ہوئی تو حنفی صاحب نے ایک بہادر مجاہد کی طرح امریکہ کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور جہادی کارروائیوں کے آغاز کے لیے اپنے آبائی صوبے نورستان تشریف لے گئے۔ وہاں بڑی بہادری اور شجاعت سے جہادی کارروائیوں کا آغاز کیا۔ ساتھیوں کو منظم کرنے کے بعد مختلف اوقات میں دشمن پر حملے شروع کیے۔ حنفی صاحب کی شجاعت اور قربانی کے نتیجے میں نورستان میں جہاد کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ جہاد کی اس صدا کو خاموش کرنے کے لیے دشمن نے کئی بار مجاہدین پر فضائی حملے کیے، جن میں سب سے وحشیانہ حملہ نورستان کے گاؤں شوک پر کیا گیا۔ اس میں اس گاؤں کے تیس افراد شہید، جب کہ درجنوں زخمی ہوگئے، لیکن کفار تمام تر کوششوں کے باوجود مولوی صاحب حنفی اور ان کے ساتھیوں کا راستہ روکنے میں ناکام رہے۔

۲۰۰۱ء میں مجاہدین نے حنفی صاحب کی قیادت میں نورستان کے ضلع دوآب پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مجاہدین یہ ضلع فتح کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اس کے بعد دشمن نے ایک بار پھر وحشیانہ بم باری شروع کی، جس کے نتیجے میں درجنوں شہری شہید ہوئے اور مولوی صاحب زخمی ہوگئے۔ ان کو سر پر شدید زخم آئے تھے۔ چونکہ علاقے میں علاج معالجے کی خاص سہولیات نہیں ہیں، اسی لیے مولوی صاحب کے سر کا زخم سرطان میں تبدیل ہوگیا۔ نورستان ایک پہاڑی اور دشوار گزار علاقہ ہونے کی وجہ سے نقل حمل کے اسباب نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس لیے مولوی صاحب کے زخموں کے علاقائی روایتی علاج میں دو سال کا عرصہ لگا اور بالآخر مرض کی شدت کے باعث ۶ فروری ۲۰۱۲ء پیر کے دن خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اخلاق و عادات:

اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا، جن میں کچھ قابل ذکر خصوصیات یہ ہیں:

صبر واستقامت، حلم و تقویٰ، سخاوت اور مہمان نوازی، شجاعت و بہادری، خندہ پیشانی کے ساتھ ساتھیوں سے ملنا، ہمیشہ آپسی اتحاد کے لیے فکر مند رہنا، اختلافات سے اجتناب، ہمیشہ حق پر ثابت قدم رہنا، عجز وانکساری، ساتھیوں میں مقبولیت، ساتھیوں کی جانب سے اعتراض کا فقدان۔

مولوی صاحب نے پسماندگان میں ایک بیوہ دو بیٹے، تین بیٹیاں اور تین بھائی چھوڑے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی جہادی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

مسلمانانِ ہند اور ہم!

ہم سے بچھڑے جو تم
اقلیت رہ گئے
یوں اکیلے ہی پھر
اتنے غم سہہ گئے
اور ہم!!!
خواب لے کر کے آئے تھے
کل جو یہاں!
سَیلِ الحاد و عِصیاں کے طوفان میں
کب کے... وہ بہہ گئے!
بے سُدھ و دَم بخود
ہم جہاں سے چلے تھے
وہیں رہ گئے!

از شہید احسن عزیز رحمت اللہ علیہ

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ ماہِ جون میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جب کہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.urdu-alemarah.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم جولائی:

☆مجاہدین نے صوبہ میدان کے ضلع جلریز کے خواجہ محمد ولی کے علاقے میں واقع فوجی بیس اور آس پاس چوکیوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جو دن بھر جاری رہا، جس کے نتیجے میں مجاہدین نے فوجی بیس اور تین چوکیوں کا کنٹرول حاصل کر لیا اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 15 ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شاہ جوئے میں کٹھ پتلی فوجوں کے دو بکتر بند ٹینک بموں سے تباہ ہوئے اور ان میں سوار اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع گیلان کا ضلعی نائب سربراہ اختر محمد' بازار میں مجاہدین کے حملے میں شدید زخمی ہو گیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع کے قدم خیل کے علاقے میں تین جنگ جوؤں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جنھوں نے ایک کلاشن کوف اور دیگر فوجی ساز و سامان بھی مجاہدین کے حوالے کر دیا۔

2جولائی:

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں واقع فوجی مرکز پر مجاہدین نے میزائل داغے، جس سے دشمن کو جانی و مالی نقصانات کا سامنا ہوا، جب کہ صبح کے وقت فوجی رینجر گاڑی پر ہونے والے دھماکہ سے ایک فوجی زخمی ہوا۔

☆☆صوبہ بغلان کے ضلع زرمت کے نیک نام قلعہ کے علاقے میں فوجی ٹینک پر ہونے والے دھماکہ سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار 2 فوجی ہلاک جب کہ تیسرا زخمی ہوا۔

☆☆صوبہ میدان کے صدر مقام میدان شہر کے چارکہ، سہاک اور عمر خیل کے علاقوں میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ سپیشل فورس کے 2 اہل کار ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ میدان کے ضلع جلریز کے زیولات اور اسماعیل خیل کے علاقوں میں فوجی کاروان پر ہونے والے حملے میں 2 فوجی ٹینک تباہ اور 7 فوجی مارے گئے۔

☆صوبہ خوست کے ضلع موسیٰ خیل کے کا محاصرہ توڑنے والے سیکورٹی اہل کاروں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 10 سیکورٹی اہل کار بھی ہلاک و زخمی ہوئے۔

خوست شہر کے خانہ خوڑ کے علاقے میں مجاہدین کے حملے کی صورت میں 7 سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ قندہار ضلع میوند کے ایزآباد کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں کی دو چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دونوں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات شر پسندوں میں 8 ہلاک جب کہ دیگر فرار ہو گئے۔ مجاہدین نے ایک گاڑی، دو موٹر سائیکلیں، ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، 6 کلاشنکوفیں اور ایک فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں تازہ دم فوجی اہل کاروں کو مجاہدین کی نصب شدہ بموں کے حملے کا نشانہ بنایا گیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک اور 2 گاڑیاں جل کر خاکستر ہونے کے علاوہ عینی شاہدین کے مطابق 20 سے زائد اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع خاکریز کے سلامی دشت کے علاقے میں فوجی رینجر گاڑی مجاہدین کی نصب کردہ بم سے ٹکرا کر تباہ ہو گئی، اس میں سوار 5 اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ اروزگان کے ضلع چارچینہ ساخر سر تخت کے علاقے میں واقع فوجی مرکز پی آر ٹی کی دفاعی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 2 کو ہلاک کر دیا جب کہ دیگر فرار ہو گئے، مجاہدین نے فوجی ساز و سامان بھی غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ بدخشاں کے ضلع راغستان کا مرکز اور آس پاس چوکیوں پر مجاہدین کے شدید حملے۔ اس آپریشن کے دوران مجاہدین نے کئی چوکیوں کا کنٹرول حاصل کرنے کے علاوہ تین اہم کمانڈروں کور محب اللہ، خال محمد اور پہلوان خسرو سمیت 23 پولیس اہل کار اور جنگ جو ہلاک کیے جب کہ ڈسٹرکٹ پولیس کمانڈر ضابط اسحق سمیت متعدد زخمی ہوئے ہیں، مجاہدین نے کافی مقدار میں مختلف النوع ہلکے و بھاری ہتھیار اور فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر سلطان خیل کے علاقے میں فوجی ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 4 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

4جولائی:

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد کے اوتڑیو کے علاقے میں چرہ دار بم دھماکہ سے 2 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع چک کے چک کے علاقے میں فوجی ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 5 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی کے علاقے اوزبین میں واقع فوجی بیس کے آس پاس چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ کابل کے ضلع قرہ باغ کے ملک شمس باغ کے قریب فوجی سپلائی گاڑی پر مجاہدین کی نصب شدہ بم کا دھماکہ ہوا، جس سے گاڑی مکمل طور پر تباہ اور اس میں سوار 7 فوجی لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں صوبائی پولیس ہیڈ کوارٹر کے اندر ضلع گرمسیر کے اعلیٰ افسروں کی گاڑی میں مجاہدین کی حکمت عملی کے تحت نصب شدہ بم سے شدید دھماکہ ہوا، جس کے نتیجے میں اعلیٰ فوجی افسر اور پولیس اسٹیشن سربراہ کمانڈر نقیب اللہ دونوں موقع پر ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے کیمپ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی ٹینک کو راکٹ لانچر کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا اور اس میں سوار اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

5 جولائی:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع غورماچ میں مرکز کے قریب واقع چوکی میں تعینات مجاہدین کے رابط اہل کار نے وہاں موجود اہل کاروں پر اندھا دھند فائرنگ کی، جس کے نتیجے میں 14 سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے اور رابط مجاہد ساتھیوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

☆امارت اسلامیہ کے دعوت و ارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے صوبہ دائی کنڈی ضلع گیزآب میں کمانڈر محمد صادق اپنے 11 ساتھیوں سمیت مجاہدین سے آملے۔

9 جولائی:

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع یوسف خیل کے مربوطہ علاقے میں معروف سفاک جنگ جو کمانڈر عجب خان کو حکمت عملی کے تحت موت کے گھاٹ اتار دیا۔

10 جولائی:

کابل شہر میں پل بگرام روڈ پر موسیٰ زئی کے علاقے میں انٹیلی جنس سروس اہل کاروں کی رینجر گاڑی دھماکہ سے تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند کے بند تیمور کے علاقے میں مجاہدین نے امریکی جاسوس طیارے کو مار گرایا اور اسے سالم حالت میں قبضے میں لے کر محفوظ مقام کی جانب منتقل کیا، جہاں صلیبی جاسوس طیارے میں نصب کیمروں کی ویڈیو اور تصاویر کی چھان بین کی گئی۔

11 جولائی:

☆صوبہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان کے چارشنبہ تپہ کے علاقے میں فوجی رینجر گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہوگئی اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے 2 ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع احمد آباد کے فیروز خیل کے علاقے میں جنگ جو کمانڈر میر اسلم کی گاڑی میں مجاہدین کی نصب کردہ مقناطیسی بم دھماکہ سے دھماکہ ہوا، جس سے کمانڈر میر اسلم اور اس کا نائب موقع پر ہلاک جب کہ 3 جنگ جو زخمی ہوئے۔

☆صوبہ تخار کے ضلع چاہ آب کے اسنخاو کے علاقے میں مجاہدین نے جنگ جو کمانڈر شاہ ضمیر زیرئے کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی کے وزیر کے علاقے میں واقع پولیس چوکی، مرکز اور تازہ دم اہل کاروں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا جس کے نتیجے میں 3 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 4 اہل کار ہلاک جب کہ 9 زخمی ہوئے ہیں۔

☆صوبہ جوزجان کے ضلع قوش تپہ میں 15 سیکورٹی اہل کاروں نے مجاہدین کی مخالفت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا میں نزیدل پل نامی چوکی پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 8 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 2 زخمی ہونے کے علاوہ ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

12 جولائی:

☆صوبہ قندھار کے ضلع خاکریز میں پولیس اہل کاروں کی فیلڈر گاڑی پر ہوا، جس سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار چار اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی کے وزیر کے شروع خیل کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 9 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی ہوئے۔

13 جولائی:

☆عمری آپریشن کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ ہلمند کے سنگین، مارجہ، ناوہ اور گریشک اضلاع میں کٹھ پتلی دشمن پر حملہ کیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین کے سور غوژیان اور قندہاری اڈہ کے علاقوں میں واقع پولیس اہل کاروں کی 4 چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چاروں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 29 ہلاک و زخمی ہونے کے علاوہ ایک فوجی ٹینک تباہ ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر کے لبریز کاریز کے علاقے میں قائم چوکی پر مجاہدین نے قبضہ جما لی اور وہاں تعینات 2 جنگ جو ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا اور مجاہدین نے ایک فوجی رینجر گاڑی، ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، دو ہیوی مشین گنیں اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناوہ میں پولیس اہل کاروں پر پہلے دھماکہ اور بعد میں حملہ ہوا، جس میں 5اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں کیمپ کے علاقے میں بم دھماکہ اور سنائپر گن حملے سے 4اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ڈراپ چاراہی کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی ٹینک کو راکٹ لانچر کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا اور اس میں سوار اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب کے فیض آباد کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر گھات کی صورت میں کی جانے والے حملے میں 2گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ کے ملا سپینج کے علاقے میں فوجی ٹینک پر ہونے والے دھماکہ سے نائب کمانڈر ہلاک ہوا۔

☆صوبہ نیمروز کے ضلع دلارام میں نہالان کے علاقے میں واقع فوجی چوکی پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تین کٹھ پتلی ہلاک جب کہ پانچ زخمی ہوئے۔

14جولائی:

☆صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں ماہی گیر کے علاقے میں ایئرپورٹ کے سامنے امریکن ٹینک دھماکہ خیز مواد سے ٹکرا کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 4وحشی فوجی واصل جہنم ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع وزی زدران سٹو کے علاقے میں فوجی ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 4اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

15جولائی:

☆صوبہ بدخشان کے ضلع راغستان کے مرکز پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مرکز کو نقصان پہنچنے کے علاوہ وہاں تعینات 11 اہل کار ہلاک جب کہ 9زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع دولت آباد کے مربوطہ علاقے میں مجاہدین نے ضلعی پراسیکیوٹر عبداللہ کی گاڑی کو راکٹ لانچر کا نشانہ بنایا، جس سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار پراسیکیوٹر موقع پر ہلاک ہوا۔

☆صوبہ فاریاب اور جوزجان میں 26پولیس اہل کار اور جنگ جو سرنڈر ہو گئے۔

☆صوبہ بدخشاں کے ضلع وردوج کے مربوطہ علاقے میں جمعیت تنظیم کے معروف جہادی کمانڈر قطب الدین خستگی مجاہدین کی دعوت کو لبیک کہہ کر ان سے آملے۔اُنہوں نے چند روز قبل جہادی مسؤل کے ہاتھ پر امارت اسلامیہ کے زعیم امیرالمؤمنین شیخ الحدیث مولوی ہیبت اللہ اخندزادہ صاحب حفظہ اللہ سے بیعت کا اعلان کیا۔انہوں نے وعدہ کیا کہ اپنے سیکڑوں ساتھیوں کو امارت اسلامیہ کی قیادت میں منظم کر کے ملک میں جاری غاصب اور کٹھ پتلی انتظامیہ کے خلاف جہاد میں بھرپور شرکت کریں گے۔

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار کے پل مؤمن اور گورتپہ کے علاقوں میں واقع کٹھ پتلی دشمن کے مراکز اور چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں پانچ چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 4پولیس اہل کار ہلاک جب کہ 10زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک فوجی ٹینک، 6موٹر سائیکلیں اور کافی مقدار میں مختلف النوع ہلکے وبھاری ہتھیار غنیمت کر لیے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شاہ جوئے میں تازی کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاررواں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک ڈرائیور سے بے قابو ہو کر الٹ گیا اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے پانچ موقع پر ہلاک جب کہ 3زخمی ہوئے۔

16جولائی:

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی کے وزیر کے علاقے سنگانی کے مقام پر واقع پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں 3اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

17جولائی:

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی سراج دکان کے قریب بم دھماکہ سے 3اہل کار ہلاک جب کہ 4زخمی ہوئے۔

18جولائی:

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں انٹیلی جنس ڈائریکٹوریٹ پر میزائل داغے گئے، جو اہداف پر گر کر بزدل دشمن کے لیے جانی ومالی نقصانات کے سبب بنے۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع خرشی کے مرکز کے قریب مجاہدین اور کٹھ پتلی دشمن کے درمیان چھڑنے والی لڑائی کئی گھنٹے جاری رہی، جس کے نتیجے میں ڈسٹرکٹ انٹیلی جنس سروس ڈائریکٹر سمیت 7اہل کار ہلاک متعدد زخمی ہونے کے علاوہ ایک رینجر گاڑی تباہ اور ضلعی مرکز کو شدید نقصان پہنچا۔

☆صوبہ کنڑ کے ضلع ناڑا میں زروکچ کے علاقے میں واقع فوجی بیس پر مجاہدین نے ایسے وقت میں حملہ کیا، جب وہاں اعلیٰ فوجی حکام اجلاس جاری تھا جس کے نتیجے میں 2فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 4سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 5زخمی ہوئے ہیں۔

19جولائی:

☆صوبہ قندوز کے ضلع قلعہ ذال میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اور آس پاس چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں آس پاس چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ ضلعی مرکز شدید محاصرے میں ہے۔

☆صوبہ کابل کے ضلع کلکان کے زڑہ علاقہ داری کے علاقے میں پولیس اہل کاروں کی رینجر گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہوئی اور اس میں سوار 5اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا کے ہزارتک کے علاقے میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دو فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ8سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 3زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر کے مربوطہ باباجی کے علاقے عزیز پٹرولیم سروس کے قریب کٹھ پتلی فوجوں پر ہونے والے حملے میں 2اہل کار ہلاک جب کہ تین زخمی ہوئے

☆صوبہ بدخشاں کے فیض آباد شہر کے دہ بالا کے علاقے میں پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوااور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 2 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ 6زخمی ہو گئے۔

☆مجاہدین نے صوبہ نورستان کے ضلع کامدیش کے نائب پولیس سربراہ کو مار ڈالا۔

21جولائی:

☆صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی کے قرلقو اور پل مؤمن کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجوں کی چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تین چوکیاں (دیشان شفتالو، پل سیف الدین اور کمانڈر شاعر) اور چار بڑے گاؤں (دوم شاخ، نو آباد، پل سیف الدین اور ولسوالی) فتح ہونے کے علاوہ معروف کمانڈر شاعر سمیت 20اہل کار ہلاک جب کہ 12 زخمی ہوئے اور مجاہدین نے ایک ٹینک، دو ہیوی مشین گنیں، ایک راکٹ لانچر، چار کلاشنکوفیں، دو موٹر سائیکلیں، دو گھوڑے اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سرخ رود کے فتح آباد کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں کے مرکز پر مجاہدین نے میزائل داغے، جس کے نتیجے میں چار فوجی گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ دو جنگ جو ہلاک جب کہ 8زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاہ ولیکوٹ میں شب کٹہ سنگ کے علاقے میں واقع فوجی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 8 سیکورٹی اہل کار ہلاک ہونے کے علاوہ وہاں کھڑی رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

22جولائی:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع پشتون کوٹ کے علاقے تیلان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تمام علاقے، متعدد گاؤں اور تین چوکیوں پر قابض ہوئے اور اس دوران دو جنگ جو کمانڈر رحیم دل اور راز محمد نے 37جنگ جوؤں کے ہمراہ مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ جنھوں نے ایک ہیوی مشین گن، دو راکٹ لانچر، 8 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز وسامان مجاہدین کے حوالے کر دیے۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی میں مجاہدین نے دشمن کے مراکز پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مجاہدین نے متعدد چوکیوں، مراکز اور وسیع علاقوں سے دشمن کا صفایا کر دیا۔ آپریشن کے دوران 9اہم کمانڈروں سمیت 25اہل کار ہلاک جب کہ 37زخمی ہوئے۔

☆صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار میں مجاہدین نے گورتپہ کے علاقے میں واقع دشمن کی چوکیوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں مجاہدین نے 14 چوکیوں پر قبضہ کر لیا اور 10 بڑے گاؤں سے دشمن کا صفایا کر دیا۔

23جولائی:

☆صوبہ خوست کے ضلع سپیرہ کے شڈل کے علاقے میں مجاہدین نے سریع فورس اہل کاروں پر حملہ کیا، جس میں 8اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع سرحوضہ کے شوئی کمر کے علاقے میں مجاہدین نے صوبائی گورنر الیاس وحدت کے کارروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دو ٹینک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 5 کٹھ پتلی ہلاک جب کہ 4زخمی ہوئے۔

24جولائی:

☆صوبہ اروزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر اور چورہ وخاص روزگان اضلاع میں 15 اہل کار مجاہدین سے آملے۔

☆صوبہ میدان کے ضلع سید آباد کے عبدالمحیٰ الدین کے علاقے میں مجاہدین نے سپلائی کانوائے پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک اور ایک فوجی ایمبولینس تباہ ہونے کے علاوہ 4سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 3زخمی ہوئے۔

25جولائی:

☆صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی کے قرلقو کے علاقے میں پولیس اہل کاروں، کٹھ پتلی فوجوں اور مقامی جنگ جوؤں نے مجاہدین پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوااور لڑائی چھڑ گئی، ان جھڑپوں میں اسسٹنٹ پولیس چیف کمانڈر عبدالوحد اور اعلیٰ فوجی کمانڈر سمیت 40اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ لغمان کے ضلع قرغئی کے ڈاگ کمبیری کے علاقے میں واقع امریکی وکٹھ پتلی فوجوں کے مشترکہ فوجی بیس سیلاب قول اردو پر میزائل داغے، جس کے نتیجے میں 2 امریکی فوجی زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں ڈرآب چاراہی اور کیمپ کے درمیانی علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر پہلے گھات کی صورت میں حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 11 سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ایک فوجی ٹینک بھی تباہ ہوا۔

27 جولائی:

☆صوبہ جوزجان کے ضلع فیض آباد میں مجاہدین نے مقامی جنگ جوؤں کے مراکز اور چوکیوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مجاہدین نے 16 بڑے گاؤں سے دشمن کا صفایا کروایا۔

28 جولائی:

☆صوبہ فراہ کے ضلع پشت رود میں کوشی کے علاقے میں ایک جنگی ہیلی کاپٹر کو مجاہدین نے مار گرایا اور اس میں سوار اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ اورزگان کے ضلع دہراود کے چتو کے علاقے میں واقع فوجی مرکز اور چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، مجاہدین نے دو چوکیوں کا کنٹرول حاصل کرنے کے علاوہ 12 فوجی ہلاک کردیے۔4 ہیوی مشین گنیں، 3 راکٹ لانچرز، 15 امریکن ایم 16 رائفلیں اور کافی مقدار میں مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کرلیا گیا۔

29 جولائی:

☆صوبہ فراہ کے ضلع پشت رود میں مجاہدین نے چیک، چارماس، دہکین، گسکین، کوشی، کھندر اور ناغ کے علاقوں میں کٹھ پتلی فوجوں کے مراکز، چوکیوں اور تازہ دم اہل کاروں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چار فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 28 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 18 شدید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع چپرہار امریکی فوجوں نے کٹھ پتلی غلاموں کے ہمراہ مذکورہ ضلع کے ترکو گاؤں پر مقامی آبادی پر چھاپہ مارا، جنہیں مجاہدین کی مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 7 وحشی قتل، جب کہ 5 زخمی ہوئے۔

30 جولائی:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع خانشین کا مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر، فوجی مراکز اور آس پاس کی چوکیاں فتح کرلی گئیں۔ جھڑپوں میں ضلعی انٹیلی جنس چیف سمیت درجنوں فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک ہوگئے۔جب کہ دشمن کے 3 ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ ایک ٹینک اور کافی اسلحہ و گولہ بارود مجاہدین نے غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ بدخشاں کے ضلع راغستان کے مزار غورپل کے علاقے میں دشمن نے مجاہدین کے مراکز پر حملہ کیا، مجاہدین کی جوابی کارروائیوں کے نتیجے میں 6 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 8 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 10 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ قندھار کے ضلع شاہ ولیکوٹ کے البک کے علاقے میں واقع کٹھ پتلی فوجوں کی دفاعی چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے ایک چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 12 اہل کار ہلاک ہونے کے علاوہ ایک رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

31 جولائی:

☆صوبہ فراہ کے ضلع پشت رود کے مختلف علاقوں میں فوجی مراکز پر حملے جاری ہیں، جس کے نتیجے میں اب تک ایک چوکی فتح، 40 سیکورٹی ہلاک، 25 زخمی جب کہ دشمن کے 4 ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

☆☆☆☆☆

''میں اپنی زندگی میں کسی چیز پر اتنا رشک نہیں کرتا، جتنا میں نے اپنے شہید ہونے والے ساتھیوں کے اچھے اخلاق اور راہ خدا میں ان کی سرفروشی پر کیا ہے۔ مجاہدین بھائیو! میں نے پہلے بھی کہا کہ جہاد ایک مدرسہ ہے، جہاں انسان اپنی زندگی کی سعادت کا درس حاصل کرتا ہے۔ دیگر مدارس میں یہ تعلیم نظری اور فکری، جب کہ جہادی مدرسے میں یہ سب کچھ عملی طور پر ہوتا ہے۔ تقویٰ عملی طور پر ہوتا ہے۔ صداقت عملی طور پر ہوتی ہے۔ سرفروشی عملی طور پر سکھائی جاتی ہے۔ ایثار عملی طور پر ہوتا ہے۔ جہادی زندگی اور تعلیمات میں عملی پہلو اتنا قوی ہے کہ جو لوگ قرآن کریم کی سورۃ الانفال، التوبہ یا الاحزاب کی تلاوت کرتے ہیں یا صحیح البخاری کی کتاب المغازی پڑھتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ احد، بدر، خندق اور حنین کے محاذوں میں گھوم رہے ہیں۔ آپ دیکھیں غزوہ بدر میں اللہ تعالی نے مجاہدین کو کتنی تاریخی فتح عطا فرمائی۔ کیا آپ جانتے ہیں اس بڑی فتح کی وجہ کیا تھی؟ صرف اپنے رب کے حضور میں مجاہدین کی نہایت عجز وانکساری۔ غزوہ بدر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اللہ تعالی کے سامنے عجز وانکساری سے ہاتھ اٹھائے اور کہا:

اللھم ان تھزم ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الأرض بعد ھذا الیوم

''اے اللہ! اگر آپ ان سب (مسلمانوں) کو مغلوب کردیں گے تو روئے زمین پر آپ کی عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا''۔

یہ وجہ تھی کہ پھر اللہ تعالی اس کے بدلے میں الٰہی تسلی بھیجی:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ''۔

شیخ مولانا جلال الدین حقانی دامت برکاتہم العالیہ

گزرے ایک سال کا منظر نامہ اور موجودہ حالات

گزشتہ برس کے یہی ایام تھے جب امارت اسلامیہ افغانستان نے تحریک کے بانی اور امیر ملا عمر رحمہ اللہ کے انتقال کی خبر جاری کی۔اس تاریخی لمحے نے عام طالبان کو شدید صدمے سے دوچار کیا جو ایسی کسی صورت حال کو ذہنی طور پر قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھے لیکن اُنہوں نے مشیت ایزدی پر صبر کیا۔یہ خبر ایسے وقت پر منظر عام پر آئی جب تحریک طالبان کو مختلف اطراف سے کئی ایک مشکلات کا سامنا تھا۔طالبان کو مذاکراتی میز پر لانے کے لیے عالمی طاقتوں کے دباؤ کا سامنا تھا...داعش اپنے تکفیری نظریات کو مسلط کرتے ہوئے امارت اسلامی کی پیٹھ میں چھرا گھونپ رہی تھی...کچھ رہنماؤں کی جانب سے تحریک کی صفوں کی علیحدگی اختیار کرکے منفی پروپیگنڈہ کا آغاز اور بیرونی دشمن کی طرف سے شروع کی گئی میڈیا وار جس کے ذریعے شکوک واوہام کو فروغ دیا جارہا تھا۔

اس خبر کے منظر عام پر آنے کے ساتھ ہی لوگوں کے تجزیوں اور تبصروں کا ایک سیلاب اُمڈ آیا،ہر شخص کو طالبان کا مستقبل زوال پذیر ہوتا اور تاریخ کی کتابوں کا حصّہ بنتا نظر آنے لگا۔کابل کے ٹیلی ویژن چینلز سے لے کر وال سٹریٹ جرنل اور نیویارک ٹائمز تک،ہر کوئی یہی پیشین گوئی کرتا نظر آیا کہ آنے والا کل طالبان کو مزید کمزور ہوتا دیکھے گا اور یہ تحریک چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی اور ملک کے کونے کونے میں اختیار اور بالا دستی حاصل کرنے کے لیے باہم دست و گریبان ہو جائیں گے۔

لیکن جس تحریک پر اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا سایہ ہو اسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے؟ گزرا ہوا ایک سال یقینی طور پر تحریک کے لیے آزمائشوں سے بھرپور تھا لیکن تمام تر تعریفیں خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں کہ جس نے ایسے نازک وقت میں امارت اسلامی کو امیر ملا اختر منصور رحمہ اللہ جیسی قیادت عطافرمائی کچھ ایسی قوت کے ساتھ کے نہ صرف مجاہدین کی صفوں میں اتحاد پیدا ہوا بلکہ تحریک نے بے مثال کامیابیاں اور فتوحات بھی حاصل کیں۔

گزشتہ سال کے دوران میں امارت کے نظم میں نہ صرف اتحاد کی فضا قائم رہی بلکہ داعش اور دیگر باغیوں کی جانب سے لگی جانے والی آگ کو بھی ایسے تدبر اور حکمت سے بجھایا گیا کہ اب وہ دوبارہ کبھی اپنا سر نہیں اٹھاسکیں گے۔افراتفری میں گزرے اس دور میں بھی امارت نے اپنی آنے والی نسل کو مستقبل میں پیش آنے والی آزمائشوں سے نبزد آزما ہونا اور کسی بھی قسم کے فتنے سے نمٹنے اور اس کی روک تھام کے لیے جنگ کرنے کے اصول و ضوابط اور طریقوں کی بھی عملی تربیت کروائی۔

اب جب کہ اس واقعے کو ایک سال بیت چکا ہے، نظر ڈالتے ہیں کہ تجزیہ کاروں کی پیشن گوئیاں کس حد تک درست نکلیں۔کیا وہ کچھ سمجھ بوجھ اور حالات کا گہرائی سے تجزیہ کرنے کے قابل بھی ہیں یا محض خوش فہمیوں کے اسیر اور خیالی پلاؤ پکانے ہی کے ماہر ہیں!

اگر آج ہم ان تمام اخبارات کے ادارتی صفحات دیکھیں تو تو وہ اُن تمام تجزیہ نگاروں کے تجزیے اُن کا منہ چڑا رہے ہیں اور ایک سال گزرنے پر آج وہی اخبارات اور تجزیہ نگار اپنے ہی تھوکے کو چاٹنے پر مجبور ہیں!

وال سٹریٹ جرنل نے ایک مضمون میں اس بات کو تسلیم کیا کہ طالبان کے نئے امیر شیخ ہیبت اللہ اخوندزادہ نے بہت ہی کامیابی سے تحریک میں پھیلنے والے ممکنہ انتشار اور پھوٹ کو ختم کیا ہے اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔

دی ورلڈ پوسٹ نے اپنے ایک مضمون میں لکھا کہ طالبان آج پہلے سے کہیں زیادہ مستحکم ہیں اور حال ہی میں طالبان نے ضلع نادعلی کے کئی علاقوں پر قبضہ کرلیا ہے اور مزید پیش قدمی کررہے ہیں۔اسی رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ خطے میں قیام امن کے لیے امریکہ اب تک ۶۵۰ بلین ڈالرز اور اس کے اتحادی ۱۵۰ بلین ڈالرز سے زائد رقم جھونک چکے ہیں اور ساتھ ہی ہزاروں جانوں کی قربانیاں بھی دی ہیں،تاہم طالبان آج پہلے سے کہیں زیادہ نڈر ہو چکے ہیں اور روزانہ کی بنیاد پرنے علاقوں کی فتوحات جاری ہیں۔

طالبان کی اس کامیابی کا موازنہ اگر پچھلے سال کے جانے والے تبصروں اور پیشن گوئیوں سے کیا جائے تو تقدیر پر ایمان اور اللہ کی جانب سے فتح کے وعدوں پر یقین مضبوط تر ہو جاتا ہے اور یہ بات مزید واضح ہو جاتی ہے کہ الٰہی تعلیمات سے عاری انسانی ذہن مستقبل کے بارے میں پیشن گوئی کرنے سے قاصر ہے کیونکہ دنیا کہ تمام معاملات اسی طرح چلتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ لکھے جا چکے ہیں! ہوتا وہی ہے جو اللہ نے مقرّر کیا ہوتا ہے۔

ملک کے موجودہ حالات ہمیں مزید امید دلاتے ہیں کہ اللہ رب العزت ہمیں کامیابی سے ان آزمائشوں سے نکالیں گے بالکل ایسے ہی جیسے گزشتہ برس کے دوران ہم نے معاملات کو آسان ہوتے دیکھا۔

بیسویں صدی میں ویت نام جنگ کی ناکامی کی طرح آج طالبان بھی امریکہ کے لیے سردرد بن چکے ہیں...خود فریبی کے شکار امریکی حکام اس جنگ میں اپنا راستہ کھو بیٹھے ہیں اور اپنے تمام تر وسائل کو جوے کے ایسے کھیل میں جھونک چکے ہیں جسے وہ بہت پہلے ہی ہار چکے ہیں!

☆☆☆☆☆

”ایمان،یقین کی اس کیفیت کا نام ہے،کہ جب آپ کو باطل نے چہار جانب سے گھیر رکھا ہو۔اور آپ استقامت کا استعارہ بن کر کھڑے رہیں!“

شیخ انوار العولقی رحمہ اللہ

محصور افواج اور فاتح طالبان

سید نور اللہ شاہ

غیور قوم کی سرزمین افغانستان میں فاتح طالبان کے بھرپور جہادی معرکوں سے مومنین کے سینوں کو ایسے وقت میں ٹھنڈک پہنچ رہی ہے جب کہ امت مسلمہ اپنے مکار دشمن اور سازشی ٹولے کی کارستانیوں کے سبب زخم خوردہ ہے۔ایسے نازک اور سخت حالات میں ہمیشہ کی طرح اس کے مجاہد بیٹے ہی اس کے زخموں پر مرہم رکھتے نظر آتے ہیں۔ مسلم عوام کو مجرمین کی دسیسہ کاریوں سے محفوظ رکھنے کو یہ ابطالِ امت زبانی دعوؤں کے بجائے اپنی جانوں کو داؤ پر لگائے بارود و آہن کے سائے میں مصروفِ کار ہیں۔افغانستان کے محاذ پر نیٹو، امریکہ اور ان کے مقامی آلہ کاروں کو حتمی شکست دینے کے لیے مجاہدینِ افغانستان نے بہترین حکمت عملی کے تحت مرکزی اضلاع کو واپس لینے کی لڑائی شروع کی ہے اور اس کا دائرہ کار ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیا ہے تاکہ دشمن کی قوت تقسیم ہو جائے اور مجاہدین اپنے مطلوبہ مقاصد آسانی سے حاصل کر سکیں اور اس دوران دشمن اس شش و پنج میں رہے کہ کب اور کون سے علاقوں میں نئے منظم حملے ہوں گے۔ مجاہدین کو ملنے والی فتوحات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ چند ماہ پہلے روس کی جانب سے افغان نیشنل آرمی کو دی جانے والی ۱۰ ہزار کلاشنکوفوں میں سے ۸۰۰ کلاشنکوفیں مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ کو مختلف لڑائیوں میں غنیمت میں حاصل ہو چکی ہیں۔

ان حالات میں رینڈ کارپوریشن نے امریکی حکومت کو مشورہ دیا ہے کہ آج بھی امریکی فوج کی افغانستان میں موجودگی اتنی اہم ہے کہ جتنی نائن الیون سے بعد آج تک رہی۔یعنی دوسرے لفظوں میں انہیں اپنی شکست نظر آ رہی ہے اور چاہنے کے باوجود یہ اس محاذ کو نہیں چھوڑ سکتے کہ اب یہ کمبل ہی ان کو نہیں چھوڑتا۔ باوجودیکہ حالیہ لڑائیوں اور مجاہدین کے حملوں میں امریکی و دیگر غیر ملکی فوجیوں کی بڑی تعداد جہنم واصل ہوئی ہے لیکن اپنی ناک بچانے کے لیے انکل سام، جس نے پہلے ۴ ہزار امریکیوں کی افغانستان میں موجودگی کا اعلان کیا تھا اب اسے دوگنا کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

پاکستانی اسٹیبلشمنٹ اور افغان محاذ:

مجاہدینِ اسلام اپنے محدود وسائل کے باوجود مسلسل قربانیوں اور خدا تعالیٰ کی نصرت کی بدولت افغانستان کی سرزمین کو کفار اور ان کے غلاموں کے نرغے سے باج گزار کروا رہے ہیں۔ مگر دوسری ایجنٹ حکومتوں اور استعماری قوتوں کے سازشی ہتھکنڈوں کے عین مطابق افغان میڈیا و حکام بھی غیور مسلم عوام اور ان کے مجاہدی بیٹوں کی قربانیوں کو اپنے پٹی بھائیوں، پاکستانی ایجنٹ جرنیلوں سے منسوب کر رہے ہیں۔داعش کی طرح افغان میڈیا بھی اس حقیقت سے آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں کہ پاکستانی جرنیل امریکی حکام کے اشاروں کے بغیر کوئی کام کرنا گوارا نہیں کرتے تو عین حق و باطل کے ان معرکوں میں امریکہ کے یہ ''پرانے غلام''امریکی آقاؤں ہی کے مقابلے میں مجاہدین کی مدد کیسے اور کس بنیاد پر کرنا چاہیں گے ؟اور اس سے بڑھ کر یہ کہ غیور مجاہدین ان جیسے خبثا کی دوستی کیسے گوارا کر سکتے ہیں کہ جنہوں نے امریکی طوفان سے اپنے سر کو بچانے کے لیے اس پاکیزہ امارت اور مبارک جہاد کی پیٹھ میں خنجر گھونپے ہیں ؟اور آج تو یہ صورت حال ہے کہ پاکستان میں ۲۰ ہزار پر امن اور معصوم افغان مہاجرین کو سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا ہے، رشوت خور سیکورٹی ادارے دربدر مہاجرین کا خون چوسنے میں منہمک ہیں۔اس کے علاوہ اپنی دیرینہ اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستانی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی نے امریکی ایما پر پچھلے چند ہفتوں سے صوبہ خیبر پختونخوا میں معروف افغان علمائے کرام کو شہید کرنے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے، گذشتہ کئی دنوں میں صوبے کے مختلف علاقوں میں معروف افغان علمائے کرام شیخ الحدیث مولوی غلام حضرت صاحبؒ، مولوی محمد نسیم حنفی صاحبؒ اور قاری سید مراد صاحبؒ کو مختلف منظم ہدفی کارروائیوں میں شہید کر دیا گیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس سب کے باوجود اور یہ منہ اور مسور کی دال کے مصداق ان عقل کے اندھوں کو کانفیڈینس اتنا ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مجاہدین کو مذاکرات کی میز پر لا بٹھائیں گے، جب کہ پنجاب حکومت کے ہیلی کاپٹر کو گرانے اور عملے کو گرفتار کرنے کے بعد جنرل باجوہ کی پھرتیاں دیکھنے کے لائق تھیں کہ جن کو یہ افغان معاملے پر اعتماد میں لے رہے تھے کہ آپ بے فکر رہیں بس ہم گویا ادھر سے اشارہ کریں گے اور مجاہدین سر خم کر کے مذاکراتی عمل میں شامل ہو جائیں گے۔ پھر اللہ عزوجل نے اس کارروائی کی بدولت وہ دن بھی دکھائے جب خطے کے یہ چھوٹے فرعون یعنی پاکستان کی ناپاک اسٹیبلشمنٹ ان سب طاقتوں سے مدد کی اپیل کر رہے تھے...کیا امریکی اور کیا افغان حکام سب کے در پر دستک دی گئی! یہاں تک کہ یہ افغان قبائلی عمائدین کی منت سماجت پر بھی اتر آئے کہ کسی بھی طرح ہمارے عملے کو چھوڑ دیا جائے، افغان عمائدین کے ذریعے ہونے والے مذاکرات کے ذریعے مجاہدین نے اپنے مطالبات منوانے کے بعد پاکستانی عملے کو چھوڑ دیا۔

تازہ فتوحات اور نئے معرکے:

مجاہدینِ طالبان نے نئی حکمت عملی کے تحت شمال مغربی اور جنوب مشرقی علاقوں میں اکثر صوبائی و اضلاعی مراکز پر محاصرہ سخت کر دیا ہے، پچھلے عرصے میں مجاہدین نے جن صوبوں میں اپنی موجودگی اور کنڑول کو واضح طور پر بڑھایا ہے ان میں ہلمند، قندوز، بدخشاں، بغلان اور تخار، بادغیس، روزگان، فاریاب، جوزجان، غزنی، قندھار، فراہ، ننگرہار، میدان وردگ وغیرہ شامل ہیں۔ بڑھتی فتوحات کے نتیجے میں کٹھ پتلی افواج ان صوبوں کے صرف چند اضلاع کے مرکزی مقامات تک محدود ہیں جب کہ گردونواح کے دیہاتی و دیگر شہری علاقے مجاہدین کی عملداری میں ہیں۔ہلمند و قندوز اور بغلان وغیرہ کے مرکزی علاقوں پر دباؤ بڑھانے کے ساتھ ساتھ مجاہدین نے باہر سے کمک و سپلائی کے ممکنہ راستوں پر بھی

قبضہ کرنا شروع کیا ہوا ہے ،اسی بہترین حکمت عملی کے نتیجے میں بغلان تا قندوز، تخار تا قندوز، قندھار تاہلمند شاہراہیں اور ان پر موجود تمام اہم چوکیوں پر مجاہدین کا مکمل کنٹرول ہے۔اسی طرح کابل تا گردیز شاہراہ کو بھی کچھ عرصے کے لیے بند کرکے مجاہدین نے اپنے جاسوسی نیٹ ورک اور معلومات کی بنیاد پر متعدد سیکورٹی اہل کاروں کو گرفتار کیا ہے۔

ہلمند اور قندوز کے صوبائی مراکز میں افغان نیشنل فورسز عملی طور پر مسلسل مجاہدینِ اسلام کے محاصرے میں ہیں،امریکی ونیٹو سپیشل فورسز اور ان کی جدید فضائیہ بھی ایجنٹ فورسز کی مدد کے لیے لڑائی میں حصہ لے رہی ہیں،ہر روز کمک اور دوبارہ حملے کی نیت سے آنے والے فوجی قافلے مجاہدین کے گھات وکمین حملوں میں تباہی کا سامان بن رہے ہیں اور بیرونی جارح افواج کے بھی متعدد فوجی اس لڑائی کا ایندھن بنے۔ حال ہی میں ہلمند تا قندھار شاہراہ کھلوانے کے لیے امریکی وافغان فورسز کا مشترکہ حملہ مجاہدین نے ناکام کردیا۔

ماہِ گزشتہ کی کارگزاری:

سرحدی علاقوں میں مجاہدین پر بڑھتی سختیوں،امیر المومنین ملااختر محمد منصور رحمہ اللہ اور دوسرے مجاہد رہنماؤں کی شہادت کے بعد مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے افغانستان کے اندر کچھ صوبوں کو مکمل طور پر آزاد کرا کے محفوظ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں تاکہ اس کے بعد مجاہدین اور ان کی قیادت کو محفوظ پناہ گاہیں میسر آسکیں، جہاں سے پورے جہاد کی کمان خوش اسلوبی سے سنبھالی جاسکے۔اس سلسلے میں ہلمند، قندوز و بغلان میں لڑائی جاری ہے، بدخشاں کے مجاہد رہنما نے بھی مجاہدین کو بڑے حملوں کے لیے تیار رہنے کا حکم دیا ہے۔ہلمند کے صوبائی دارالحکومت لشکر گاہ کے علاوہ اکثر اضلاع پر مجاہدین کا قبضہ ہے۔ مجاہدین نے لشکر گاہ کے قریبی اضلاع پر قبضہ کرکے انہیں آپس میں جوڑ دیا ہے اور لشکر گاہ پر محاصرہ مضبوط کردیا ہے، لشکر گاہ کو امارتِ اسلامیہ کے ہاتھوں جانے سے بچانے کے لیے امریکہ آئے روز لشکر گاہ میں اپنے مزید فوجی دستے اتار رہا ہے۔ کبھی اطلاع آتی ہے کہ امریکہ نے سپیشل فورسز کے ۳۰۰ فوجی افغان نیشنل آرمی سے مدد کے لیے اتار دیے ہیں۔ جب یہ تعداد مطلوبہ مقاصد پورے کرنے میں ناکام نظر آتی ہے تو پھر مزید امریکی سپیشل فورسز کے دستے اتار دیے جاتے ہیں اور ابھی حال ہی میں ۱۰۰امریکی فوجیوں کی ہلمند تعیناتی کی خبر آئی ہے۔بدنام زمانہ بی باون طیاروں کو بھی امریکہ نے اس جنگی محاذ کے لیے وقف کر دیا ہے مگر امریکی فضائیہ کی تمام تر بم باری کے باوجود مجاہدین پچھلے چند ہفتوں سے مسلسل پیش قدمی کررہے ہیں اور اب تازہ اطلاعات کے مطابق لشکر گاہ شہر سے چند کلومیٹر دور مجاہدین کی سپیشل فورسز یونٹس ''سری قطع'' کی امریکی وافغان سپیشل فورسز کے ساتھ شدید دوبدو لڑائی جاری ہے۔تازہ اطلاع کے مطابق ان حملوں میں درجنوں امریکی فوجی مارے جا چکے ہیں۔افغان صحافیوں کے مطابق ہلمند کی لڑائی میں بے تحاشا اسلحہ استعمال کیا جارہا ہے، مزید یہ کہا جارہا ہے کہ یہ سب اسلحہ بے جا استعمال ہورہا ہے کیونکہ اگر پچھلے چند ہفتوں میں استعمال ہونے والا ایمونیشن ایک فی صد ہدف بھی حاصل کرلے تو مدمقابل یعنی امارتِ اسلامیہ کے ہزاروں مجاہدین شہید ہوچکے ہوتے، لیکن اس کے باوجود مجاہدین کی شہادتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔اس ایک خبر سے تمام محاذوں پر جاری لڑائی کی وجہ سے امریکی اتحاد کی معیشت پر لگنے والی کاری ضربوں کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

دوسری طرف قندوز کو حاصل کرنے کے لیے جیسا کہ پہلے ذکر کیا سپلائی لائنز پر قبضہ کیا گیا ہے اور چہار درہ و، قلعہ زال دیگر قریبی اضلاع پر قبضہ کرکے قندوز پر دباؤ بڑھا دیا گیا ہے۔ مجاہدین نے آگے پیش قدمی کرکے شہر کے کچھ حصے پر قبضہ کرلیا مگر محاصرہ بدستور جاری ہے۔طاغوتی اتحاد قندوز کو بچانے کے لیے اپنی سرتوڑ کوششیں لگا رہا ہے، انہی کوششوں میں سے ایک ''اچین'' سے قندوز شہر کی طرف آنے والے راستے پر موجود ایک پل کو اڑانا بھی شامل ہے۔یہ سب کوششیں اس لیے ہیں کہ ہر سمت سے مجاہدین کی قندوز کی طرف بڑھتی پیش قدمی کو روکا جاسکے، مگر اب مجاہدین قندوز کے شہری علاقوں کے نزدیک پہنچ چکے ہیں دوسری طرف اس لڑائی کا دائرہ کار ایئرپورٹ تک بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ قندوز اور اس کے گردونواح میں موجود طاغوتی افواج کے ہر گڑھ کو تباہ کردیا جائے۔قندوز حکومت کے کئی سرکاری وسیاسی رہنما وافسران قندوز سے فرار ہوچکے ہیں، قیدیوں کو قندوز جیل سے نکال کر کسی نامعلوم مقام کی طرف منتقل کردیا گیا ہے کیونکہ پچھلے سال جب مجاہدین نے قندوز پر قبضہ کیا تو تمام قیدیوں کو رہا کردیا گیا تھا۔قندوز ہی کی لڑائی کو تقویت پہنچانے اور قندوز کے محاذ کو محفوظ بنانے و دیگر علاقوں تک لڑائی کا دائرہ کار پھیلانے کی غرض سے بغلان کے بھی اکثر علاقے و مرکزی اضلاع پر مجاہدین نے قبضہ کرلیا ہے اور قندوز کو جانے والے روڈ پر بھی کنٹرول مستحکم کرلیا ہے۔بغلان کے صوبائی دارالحکومت سے بھی چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہی مجاہدین و افغان نیشنل فورسز کے درمیان لڑائی جاری ہے جب کہ قریبی اضلاع بھی پہلے سے ہی مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔

جہاں مجاہدین قندوز تا بدخشاں اور ہلمند تا ننگرہار ملک کے مختلف صوبوں میں کامیاب معرکے برپا کررہے ہیں، وہیں دارالحکومت کابل بھی مجاہدین کے مسلسل حملوں کی زد میں ہے۔ علاوہ ازیں کچھ عرصہ قبل کی ایک میڈیا رپورٹ کے مطابق کابل سے صرف ایک گھنٹے کی مسافت پر موجود علاقوں میں کھلے عام مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ افغانستان گشت کرتے نظر آتے ہیں گویا نام نہاد حکومتی رِٹ کی دھجیاں بکھیرتے نظر آتے ہیں۔

گزشتہ چند ہفتوں میں مجاہدین نے جو نئے اضلاع فتح کیے ان میں پچھلے ایک ماہ سے محصور ضلع حصارک (صوبہ ننگرہار)، پچھلے کچھ عرصے سے شدید لڑائیوں کا مرکز ضلع سنگین (صوبہ ہلمند)، ضلع خانشین (صوبہ ہلمند)، ضلع ناوہ (صوبہ ہلمند)، قلعہ ذال (صوبہ قندوز)، خان آباد (صوبہ قندوز)، ضلع دھنہ غوری (صوبہ بغلان)، ضلع قش ٹپہ (صوبہ جوزجان)، ضلع جانی خیل (صوبہ پکتیا)، ضلع شین ڈنڈ (صوبہ ہرات)، ضلع خانشین (صوبہ بدخشاں)،

خواجہ غار (صوبہ تخار) وغیرہ شامل ہیں۔اس کے علاوہ کئی اضلاع ابھی بھی محاصرے میں ہیں۔

پیمانِ وفا:

امیر المومنین شیخ الحدیث ملا ہیبت اللہ اخند نصرہ اللہ کے امیر منتخب ہونے کے بعد امارت کی صفوں میں مزید مضبوطی و استحکام دیکھنے میں آیا ہے۔کئی ایسے مجاہد رہنما جو امیر المومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ کے دورِ امارت میں کسی حوالے سے اختلاف کر رہے تھے ،اب دوبارہ ملا ہیبت اللہ اخند حفظہ اللہ کی امارت کے اعلان کے بعد امارتِ اسلامیہ کی صفوں میں داخل ہو رہے ہیں۔حال ہی میں ملا داداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ملا منصور کے والد نے امارتِ اسلامیہ کی بیعت کا اعلان کیا۔

دوسری جانب عظیم جہادی شخصیت شیخ یونس خالص رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور مشہور جہادی کمان دان ملا انوار الحق حفظہ اللہ نے بھی امیر المومنین ملا ہیبت اللہ اخند نصرہ اللہ کی بیعت کا اعلان کر دیا۔اسی طرح مزید یہ اطلاعات بھی ہیں کہ امارت کی بیعت سے انکار کرنے والے گروپ کے رہنما ملا رسول کے قتل اور گرفتاری کی خبروں کے بعد اس کے نائب نے تمام ساتھیوں سمیت ملا ہیبت اللہ اخند حفظہ اللہ کو بیعت کر دی ہے۔

صلیبیوں کا قبرستان...افغانستان:

سب سے پہلے روزانہ بنیاد پر امریکی و دیگر صلیبی فورسز کے خلاف بھی مسلسل کارروائیاں جاری ہیں تاکہ اس عالمی اتحاد کو اس طرح ذلت آمیز شکست دی جائے کہ دوبارہ مسلم سرزمینوں پر حملہ کرنا چاہے بھی تو نہ کر سکے۔ذیل میں ایسی چند اہم کارروائیوں کے احوال درج ہیں۔

نارتھ گیٹ حملہ:

جولائی کے آخری ایام میں مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے وفاقی دارالحکومت کابل میں غیر ملکیوں کے زیرِ استعمال ہوٹل پر حملہ کیا۔بگرام ایئر پورٹ کے قریب سیکورٹی لحاظ سے محفوظ ترین علاقے میں امریکہ اور دیگر استعماری ممالک کے فوجیوں کے زیرِ استعمال 'نارتھ گیٹ ہوٹل' پر چار فدائی مجاہدین نے اعصاب شکن حملہ کیا۔ایک فدائی مجاہد نے بارود بھرے ٹرک کو ہوٹل کے دروازے پر زوردار دھماکے سے اڑا دیا، جس کے بعد باقی تین جاں نثار مجاہدین ہوٹل میں گھس گئے۔رات ایک بجے کے بعد شروع ہونے والی لڑائی صبح پانچ بجے تک جاری رہی۔امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کے مطابق تینوں فدائی مجاہدین ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے لیس تھے۔انہوں نے ہوٹل میں موجود تمام غیر ملکی اہل کاروں کے خلاف آپریشن کیا اور ان کا بے پناہ قتلِ عام کیا اور آخر میں ایک مجاہد واپس محفوظ ٹھکانے تک پہنچنے میں بھی کامیاب رہا۔نام نہاد حکومت کے ترجمان نے دعویٰ کیا ہے کہ حملے میں ہوٹل کا اسٹاف اور مہمان محفوظ رہے ہیں، تاہم ایک پولیس اہل کار ہلاک اور تین زخمی ہوئے ہیں۔حملے کے وقت ہوٹل میں ۱۱ غیر ملکی موجود تھے، جنہیں اسٹاف کے ساتھ فوراً ہی ہوٹل کے محفوظ کمروں میں منتقل کر دیا گیا تھا۔البتہ حملے میں ہوٹل کی بیرونی دیوار کو نقصان پہنچا ہے۔کئی ٹن دھماکہ خیز مواد سے بھرا ٹرک، تین اسلحہ بردار مجاہد، سیکڑوں غیر ملکیوں کی موجودگی اور ساڑھے تین گھنٹے کی لڑائی کے نتیجے میں صرف ایک پولیس اہل کار کی ہلاکت کا دعویٰ! ہر ہزیمت کے بعد دہرائے جانے والے بے حقیقت الفاظ کے علاوہ کچھ نہیں۔امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ نے اپنے بیان میں کہا کہ اس ہوٹل میں ہر رات تین سے چار سو تک غیر ملکی اہل کار آتے تھے۔ہوٹل کی ویب سائٹ کی تصویروں اور نقشے سے بھی پتا چلتا ہے کہ یہ غیر ملکی اہل کاروں کے لیے نہایت محفوظ ٹھکانہ تھی،اس لیے یہاں بڑی تعداد میں غیر ملکی مقیم رہتے۔حملے کے بعد گری ہوئی عمارت کی تصاویر سے بھی ہلاکتوں کی تعداد کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ترجمان نے مزید یہ بھی کہا ہے کہ ہوٹل کو اس لیے بھی نشانہ بنایا گیا ہے کہ یہ جگہ غیر ملکی حملہ آوروں کے لیے عیاشی اور فحاشی کے اڈے کے طور پر استعمال ہو رہی تھی۔ترجمان کے مطابق اس حملے میں ایک سو سے زائد امریکی اور غیر ملکی ہلاک اور سیکڑوں زخمی ہو گئے ہیں، جب کہ ہوٹل بھی بری طرح تباہ ہوا۔

صلیبیوں کے ناکام چھاپے:

۲۸ جولائی کو ننگرہار میں چپرھار ضلع میں مجاہدین کے مراکز پر امریکی سپیشل فورسز کا چھاپہ مجاہدین کی بہترین جوابی کارروائی کے سبب ناکام ہو گیا، حملے میں ۲۰ سے زائد امریکی سپیشل فورسز کے اہل کار ہلاک جب کہ کئی زخمی بھی ہوئے۔ایک ماہ قبل ننگرہار، چپرھار ہی کے 'تراکو' نامی گاؤں میں ۲۸ جولائی کو ہونے والے ایک چھاپے میں مجاہدین نے ۷ امریکی فوجیوں کو قتل اور ۵ کو زخمی کر دیا تھا۔لڑائی بڑھنے کے بعد مجاہدین نے مزید درجن بھر امریکی فوجیوں کو ہلاک و زخمی اور دو ہمر گاڑیوں کو تباہ کر دیا۔

صلیبی قافلوں پر حملے:

۴ اگست کو ہرات میں ضلع ''چشت شریف'' میں مجاہدین نے مرکزی شاہراہ پر نیٹو کانوائے پر بارودی سرنگوں اور گھات حملے سے متعدد بکتر بند فوجی گاڑیاں تباہ کر دیں۔اس حملے میں ۱۸ صلیبی فوجی ہلاک ہوئے جن میں سے اکثریت، برطانوی، امریکی و جرمن فوجیوں کی تھی۔اس کے علاوہ جلال آباد میں ایک فدائی حملے کے نتیجے میں جارح نیٹو افواج کے دو ٹینک مکمل طور پر تباہ ہوئے اور ان میں سوار متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

۱۸ اگست کو ننگرہار میں امریکی فوجی کانوائے پر بارود بھری گاڑی سے امارتِ اسلامیہ کے ایک فدائی مجاہد نے حملہ کیا جس کے نتیجے میں ۱۹ امریکی فوجیوں کی ہلاکت کی تصدیق ہوئی جب کہ متعدد زخمی بھی ہوئے۔اسی طرح ۲۲ اگست کو بگرام ایئر بیس کے قریب امارتِ اسلامیہ کے مجاہد کے فدائی حملے میں ۱۸ امریکی فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہو گئے۔

صلیبی و کٹھ پتلی افواج کے جرائم:

جس طرح قندوز کی لڑائی میں اچین سے قندوز روڈ پر موجود پل کو تباہ کیا گیا، اسی طرح ملک کے مختلف علاقوں میں، عوامی تنصیبات کو نشانہ بنا کر الزام مجاہدین پر عائد کر دیا جاتا ہے۔ حکومت خاص طور پر اہم راستوں پر موجود پلوں کو نشانہ بناتی ہے۔ اسی طرح لغمان میں ایک پل کو دھماکہ خیز مواد کی مدد سے اڑا دیا گیا اور مجاہدین پر الزام لگایا گیا مگر ایک سماجی تنظیم اور مجاہدین نے عامۃ المسلمین کی مدد کرتے ہوئے انہیں دوبارہ پل بنانے کے لیے تعمیراتی مواد فراہم کیا اور اسے مذکورہ مقام پر پہنچایا گیا، مگر دوبارہ اپنی خباثت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مقامی ایجنٹ افواج نے تمام ساز و سامان کو لوٹ لیا اور الزام پھر مجاہدین پر لگایا گیا۔ اسی طرز پر مقامی ایجنٹ افواج اور ایجنسیاں، مجاہدین کے نام پر عوام کے ساتھ مختلف قسم کی ظلم و ستم کی وارداتوں میں مصروف ہے۔ ایسے وقت میں جب افغان حکومت عوامی تنصیبات اور پلوں وغیرہ کو اڑا کر عوام الناس کے لیے مشکلات میں اضافہ کر رہی ہے، مجاہدین نے پکتیا کے ضلع گردیز کو نواحی علاقوں سے ملانے کے لیے ایک سڑک کی تعمیر شروع کر رکھی ہے۔

مجاہدین تعلیم کے دشمن نہیں:

دجل و فریب کے شاہکار مقامی و ذرائع ابلاغ اور حکومتی و سیاسی ترجمانوں کے بیانات کے برعکس مجاہدین عامۃ المسلمین کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کوشاں ہیں اور اس سلسلے میں تمام ضروری اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ مجاہدین محدود وسائل کے باوجود اپنے مفتوحہ علاقوں میں تعلیم کا بہترین نظام چلا رہے ہیں، باقاعدہ تعلیمی سیشنز کے انعقاد کے ساتھ ساتھ سالانہ امتحانات بھی مجاہدین کے زیرِ نگرانی نہایت خوش اسلوبی سے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جن علاقوں میں شرح خواندگی کی سطح نیچے ہے، وہاں مجاہدین تحریصی سرگرمیوں، خطبات اور مقامی عوام و عمائدین کے ساتھ مشاورت و مجالس کے ذریعے جدید فنون کی اہمیت کو بیان کر کے انہیں ابھار رہے ہیں۔ حال ہی میں ننگرہار کے مفتوحہ علاقوں میں مجاہدین نے اپنے زیرِ کنٹرول علاقوں میں قبائل عمائدین کے ساتھ ایک میٹنگ کا انعقاد کیا جہاں عصری فنون سیکھنے اور بچوں کو پڑھانے کے لیے آمادہ کیا گیا۔ مجاہدین الحمدللہ علم دشمن نہیں بلکہ علم دوست ہیں، مگر طواغیت کی تعلیم دشمن پالیسیوں اور میٹھے میں زہر دینے والے طریقے پر عمل پیرا نجی و سرکاری تعلیمی اداروں اور این جی اوز کی جانب سے تعلیم کے بہانے مسلمان بچے بچیوں اور نوجوانوں سے اعلیٰ اسلامی و انسانی اقدار سے محروم کرنے، بے حیائی پر ابھارنے، مادیت پرست اور الحاد و لادینیت کا پیروکار بنانے کے سخت خلاف ہیں۔ دوسری جانب یہی عالمی و مقامی طواغیت جنگ زدہ علاقوں میں سکولوں، کالجوں اور دوسرے تعلیمی اداروں کو خالی کر کے وہاں اپنی چھاؤنیاں بناتے ہیں، اس دوران طلبہ کی تعلیم کا جو حرج ہوتا ہے وہ ایک طرف لیکن اگر مجاہدین ان افواج پر جوابی حملہ کرتے ہیں تو پھر اسے سکولوں پر حملے کا نام دیا جاتا ہے۔ حالانکہ سکولوں کو چھاؤنیاں اور فوجی کیمپ بنا کر ان کی حیثیت تبدیل کرنے کے ذمہ دار یہ خود ہوتے ہیں۔ عام حالات میں بھی افواہ سازی اور پراپیگنڈے کی صنعت چلانے اور مجاہدین کو عامۃ المسلمین میں بدنام کرنے کے لیے یہ خود بھی ان تعلیمی اداروں کو جلانے، بموں سے اڑانے سے گریز نہیں کرتے اور آج کل یہی کچھ افغانستان میں دہرایا جا رہا ہے۔ ان افسوس ناک واقعات کا اولین مقصد صرف یہی ہے کہ مجاہدین کو تعلیم دشمن ثابت کیا جا سکے اور عامۃ المسلمین کے سامنے مجاہدین کی فلاحی سرگرمیوں پر پردہ ڈالا جا سکے۔

عالمی و مقامی طواغیت کی خباثت:

کچھ عرصہ قبل جب امریکی مغوی فوجی ''برگڈال'' کے بدلے مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے ۵ مجاہد رہنماؤں کو رہا کروایا تو ان رہنماؤں کو معاہدے کے عین مطابق ایک سال تک قطر میں رہنے کی اجازت دی گئی تھی، اس کے علاوہ معاہدے کے تحت ان کو کوئی بھی رشتے دار ملنے کے لیے آ سکتا تھا، مگر جب شیخ جلال الدین حقانی حفظہ اللہ کے بیٹے انس حقانی فک اللہ اسرہ جو کہ ایک طالب علم بھی ہیں وہ ایک اور ساتھی کے ہمراہ ان رہنماؤں سے ملنے گئے تو طواغیت نے معاہدے سے روگردانی کرتے ہوئے انہیں گرفتار کر لیا تھا۔ انس حقانی فک اللہ اسرہ جنہیں ایک طالب علم ہونے کے باوجود نہ صرف بے جا حراست میں رکھا گیا بلکہ اب یہ افسوس ناک خبر آئی ہے کہ انہیں سزائے موت سنا دی گئی ہے۔ آج امتِ مسلمہ کو دشمن کی صورت میں ان مکروہ صلیبیوں سے پالا پڑا ہے جو اپنے ہی بنائے ہوئے جنگی قوانین تک پر عمل کرنے سے عاری اور مظلوم جنگی قیدیوں تک کو زندگی کی بنیادی سہولیات دینے سے انکاری ہیں۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ آج ہماری امت کے چند طبقات بھی یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ بے گناہ قیدیوں پر جری یہ خبثا جو ہر قسم کی اخلاقیات سے عاری ہونے کے باوجود اپنے آپ کو دنیا عالم کا مسیحا اور رہنما گردانتے ہیں ان کی حقیقت کیا ہے۔

جہاں یہ صلیبی عامۃ المسلمین کے ساتھ مسلسل سربریت اور گھٹیا پن کا مظاہرہ کرتے ہیں وہیں یہ اپنے مقامی غلاموں کو بھی دھوکہ دینے سے بعض نہیں آتے۔ یقیناً صلیبی درندے کسی کے ''سگے'' نہیں ہوتے، مسلم ممالک میں مقامی ایجنٹ افواج اور مختلف حکمرانوں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے بعد یہ ٹشو پیپر کی طرح پھینک دیتے ہیں اور اگر ضرورت پڑ جائے تو انہیں قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ حال ہی میں افغان نیشنل فورسز کے اہل کاروں کے ساتھ ہلمند میں بالکل یہی معاملہ کیا گیا۔ مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ کی ویب سائٹ پر جاری بیان کے مطابق:

> ''۲۶ اگست کو صوبہ ہلمند کے ضلع نادِ علی میں امریکی طیاروں نے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے جیل پر بم باری کی۔ شام کے وقت ژڑل پل کے علاقے میں واقع امارت اسلامیہ کے جیل پر امریکی طیاروں نے شدید بم باری کی، جس کے نتیجے میں ۲۲ قیدی فوجی اور پولیس اہل کار قتل جب

کہ ۳۰ زخمی ہوئے۔ ان فوجیوں کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ ہلمند کے مختلف علاقوں میں حالیہ آپریشن کے دوران گرفتار کیا تھا، جن کی رہائی جمعہ ۲۶ اگست ۲۰۱۶ء کو متوقع تھی اور اس سلسلے میں قیدیوں کے رشتہ دار بھی ملک کے مختلف علاقوں سے تشریف لائے تھے، تاکہ اپنے پیاروں سے متعلق ضمانتیں جمع کروا کر انہیں ساتھ لے جائیں، جونہی صلیبی غاصبوں کو فوجیوں کی ممکنہ رہائی کی اطلاع ملی، تو غاصب دشمن نے قید خانے پر بم باری کی، جس کے نتیجے میں قیدیوں کو رہا کروانے کے لیے آنے والے رشتے دار اپنے پیاروں کے جنازے اٹھانے لگے۔ بم باری کے دوران جیل کے تین محافظ مجاہدین بھی شہید ہوئے۔ تقبلهم الله"

مجاہدین نے میڈیا کے نمائندوں کو دعوت دی کہ بے خوف وخطر علاقے کا دورہ کریں، تاکہ وہاں جا کر مارے جانے والوں کی لاشوں اور جیل کو قریب سے دیکھ کر وہاں موجود قیدی فوجیوں کے رشتہ داروں سے گفتگو بھی کریں اور حقائق کو عوام کے سامنے لائیں۔ اس سلسلے میں مجاہدین نے صحافیوں کو تمام سہولیات اور تحفظ کی فراہمی کا یقین دلایا۔ اسی سال جون کے مہینے میں بھی، صوبہ قندوز میں مجاہدینِ امارت اسلامیہ جب افغان فوجی قیدیوں کو ایک جیل سے دوسری جیل منتقل کر رہے تھے تو امریکی فضائیہ نے بم باری کر کے ۱۴ مغوی افغان فوجیوں کو قتل کر دیا تھا، مذکورہ حملے میں چند محافظ مجاہدین بھی شہید ہو گئے تھے۔

طاغوتی فضائیہ کو پہنچنے والے نقصانات:

۲۸ جولائی کو شمالی صوبہ فراح کے ضلع پشترود میں مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ افغانستان نے دوشکا سے افغان فوجی ہیلی کاپٹر کو اس وقت مار گرایا جب وہ افغان فوجیوں کو اتار رہا تھا۔ مجاہدین نے جولائی کے آخری ہفتے میں فراہ صوبے میں بھی افغان فوج کا ایک ہیلی کاپٹر مار گرایا جس میں موجود ۲۲ سیکورٹی اہل کار موقع پر ہلاک ہو گئے۔ ۴ اگست کو لوگر کے ضلع ازرا میں مجاہدین نے پنجاب حکومت کے ایک ہیلی کاپٹر کو راکٹ مار کر کریش کر دیا جس کے بعد ایک روسی پائلٹ اور پانچ پاکستانی اہل کاروں کو گرفتار کر کے محفوظ مقام کی طرف منتقل کر دیا، بعد میں افغان قبائل عمائدین کی مدد سے ہونے والے مذکرات کے ذریعے مجاہدین نے اپنے مطالبات منوانے کے بعد پاکستانی عملے کو رہا کر دیا۔ ۲۷ اگست کو ضلع غور میں بھی مجاہدین نے ایک افغان فوجی ہیلی کاپٹر کا مار گرایا جس میں پولیس چیف زخمی ہو گیا۔ اس کے علاوہ ہلمند کی لڑائیوں میں ایک ڈرون طیارے کو بھی تباہ کیا گیا۔

مجاہدین کے نئے ساتھی:

ہر گزرتے دن کے ساتھ درجنوں نئے فوجی اہل کار مجاہدین کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔ اس لیے مجاہدین میدانِ جنگ کی طرح میدانِ دعوت کے بھی شہسوار ہیں اور قید میں آنے والے فوجیوں کے ساتھ مکمل حسنِ سلوک اور اکرام کا معاملہ کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی دنیوی اور اخروی زندگی کے لیے کوئی بہترین فیصلہ کر سکیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ قیدی فوجی یا تو مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو رہے ہیں یا سرکاری اداروں سے مکمل لاتعلقی کا حلف نامہ یا ضمانت دے کر پرامن زندگی گزارنا شروع کر دیتے ہیں۔ صرف جولائی کے مہینے میں ۳۸۱ افغان فوجی اہل کار مجاہدین کے دعوت وارشاد کمیشن کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے کفریہ اتحاد کی صفوں کو چھوڑ کر مجاہدین کی پاکیزہ صفوف میں شامل ہوئے۔ اسی طرح بدخشاں کے یمگان ضلع کا سیکورٹی چیف مدیر یوسف بھی مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو گیا۔ ابھی جب کہ راقم یہ سطور رقم کر رہا ہے تو بادغیس میں بیس افغان فوجیوں کی مجاہدین کی صفوف میں شامل ہونے کی اطلاع ملی ہے۔

سیکورٹی اہل کار مجاہدین کے شکنجے میں:

ہلمند، قندوز، تخار، غور، ننگرہار سمیت مختلف علاقوں میں سیکڑوں کٹھ پتلی فوجیوں نے نفسیاتی ہار تسلیم کرتے ہوئے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ افغان حکام نے تسلیم کیا ہے کہ صرف ۴ دنوں کے اندر صوبہ ہلمند میں مجاہدین کے ساتھ لڑائی میں ۵۸۶ افغان فوجی اہل کار ہلاک ہوئے۔ ذیل میں چند مزید خبریں دی جاری ہیں۔

ہلمند کے ضلع ناوہ میں ۱۴۶ افغان نیشنل فورسز کے اہل کار مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور اپنے ساتھ بیش بہا امریکی و دیگر سرکاری اسلحہ بھی لائے۔ ۱۹ اگست کو تخار روڈ قندوز میں ایک چیک پوسٹ پر قبضے کے بعد مجاہدین نے ۱۱۴ افغان فوجیوں کو زندہ گرفتار کیا۔ صوبہ ہلمند کے ضلع نادِ علی میں لڑائی کے دوران ۴۹ افغان پولیس و سیکورٹی اہل کار مجاہدین کے سامنے سرنڈر ہو گئے۔ لوگر میں بھی ۱۵ اگست کو ۸ اہل کار گرفتار ہوئے۔ ۲۳ اگست کو قندوز میں ۳۱ فوجیوں نے مجاہدین کے آگے ہتھیار ڈال دیے۔

امارت اسلامیہ کی مقبولیت اور کامیابیاں:

امریکہ کے خلاف جہاد شروع ہونے کے بعد مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ کو وہ کامیابیاں نصیب ہو رہی ہیں جو امارتِ اسلامیہ کے دورِ امارت یعنی ۱۹۹۵ء تا ۲۰۰۱ء میں بھی حاصل نہیں ہو سکی تھیں۔ انہی میں سے ایک ملک کے طول و عرض عوام کے ہر طبقے میں مجاہدین کی مقبولیت ہے۔ مجاہدین کے دورِ حکومت میں شمالی اتحاد وغیرہ کی جانب سے مجاہدین کو نسل پرست، قوم پرست اور لسانیت پرست جیسے القابات سے نوازا گیا تھا اس وجہ سے مجاہدین ملک کے شمالی اور شمال مغربی علاقوں میں باوجود عسکری کامیابیوں کے خاطر خواہ عوامی حمایت حاصل نہ کر پائے تھے۔ امریکہ کے خلاف حالیہ جہاد کے آغاز کے بعد عامۃ المسلمین نے مجاہدین کے حقیقی منہج کو پہچاننا شروع کیا اور پھر مجاہدین مسلمانوں کے دلوں پر راج کرنے لگے اور آج حال یہ ہے کہ جس قندوز میں مجاہدین نے اپنے ہزاروں ساتھیوں کو المناک حادثوں میں کھویا تھا، ان شہدا کی قربانیوں کی بدولت سب سے پہلے قندوز کا صوبہ ہی فتح ہوا اور یہ سب عوام اور مجاہدین کی باہمی محبت، تعلق اور ایثار و قربانی کا نتیجہ ہی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۰۱ پر)

تم ہی تو غم ہمارا ہو!

ضرار خان

امریکہ و ملی فوج کا طریقہ آپریشن:

۱۔امریکی فوجی افغانستان میں آپریشن کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ ان کے حق میں رائے عامہ خراب نہ ہو۔ان کا آپریشن کا طریقہ بہت زیادہ مختلف ہے۔

یہ ہمیشہ ٹارگٹڈ آپریشن کرتے ہیں، اس کے لیے پہلے زمینی جاسوس کی مدد سے مطلوبہ شخص کی تصاویر اور معلومات حاصل کرتے ہیں، اس بعد اگر ممکن ہو تو جاسوس کے ذریعے ایک مائیکرو چپ لگواتے ہیں جو فضا میں موجود ان کے جاسوس طیارے (ڈرون) کو ہدف حاصل کرنے میں صرف مدد ہی نہیں کرتی بلکہ میزائل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔اس کے علاوہ ایک خاص قسم کی پنسل ہوتی ہے جس سے مطلوبہ ہدف پر نشان لگانے سے ڈرون کو یہ نشان فضا سے نظر آتا ہے کہ یہ اُس کا مطلوبہ فرد یا گاڑی ہے، ایک لیزر نما لائیٹ ہوتی ہے جس کی روشنی نظر نہیں آتی مگر اُس کے ذریعے دور سے مطلوبہ فرد یا گاڑی پر نشان بنا دیا جاتا ہے۔یاد رہے کہ ہر نشان جو پنسل یا دوسری چیزوں سے لگایا جاتا ہے 'ان نشانات کے روشن رہنے کے مختلف ٹائمنگ ہوتی ہے۔مگر یہ روشنی صرف ڈرون کو ہی نظر آتی ہے۔

۲۔یہ اپنے ٹارگٹ (ہدف) کو افغانستان میں مارتے ہوئے ہمیشہ عورتوں اور بچوں کا خیال کرتے ہیں۔مگر پاکستان کے قبائلی علاقے میں تمام اصول بھول جاتے ہیں۔اس لیے افغانستان میں گھروں کے اندر ڈرون حملہ نہیں کیا جاتا یا جیٹ (ایف سولہ) سے نشانہ نہیں بنایا جاتا۔

۳۔مطلوبہ ہدف اگر مجاہدین کا کوئی مرکز ہو تو پھر اس پر چھاپہ مار کارروائی بھی کی جاتی ہے جس کے لیے صرف جواسیس اور مخبروں کی اطلاع پر ہی اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ ہر کارروائی سے قبل ڈرون سے مکمل نگرانی کی جاتی ہے، اس بعد نقشہ جات حاصل کر کے بڑی تعداد میں ڈرون، جیٹ جہاز، ہیلی کاپٹروں کی مدد سے آپریشن یا چھاپے کا آغاز کیا جاتا ہے۔مطلوبہ ہدف کے قریب ہیلی کاپٹروں سے ملی افغان اور امریکی فوج اتاری جاتی ہے۔جن کی مدد کے لیے بھرپور فضائی قوت موجود ہوتی ہے۔یہ اُسی علاقے یا محلے یا گاؤں کا محاصرہ کرتے ہیں جو ان کا مطلوبہ ہدف ہوتا ہے اسی فرد کو پکڑتے ہیں، اسی گھر میں داخل ہوتے ہیں، پہلے اعلان کرتے ہیں خواتین ایک جانب ہو جائیں پھر اسی فرد کو ہدف بناتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے بھائی یا باپ تک کو بھی تنگ نہیں کرتے۔

ان تمام باتوں کا بیان کرنے کا مقصد کافر یا کسی مرتد کی تعریف کرنا مقصد نہیں بلکہ صرف یہ واضح کرنا ہے کہ کافر بھی اپنی ساکھ کو بچانے کے لیے کیا کچھ کرتا ہے مگر یہ اوباما کی یہ اولاد (ناپاک فوج) شیطان کی نوکری میں بہت آگے نکل چکے ہیں جو صرف اور صرف ایک ہی زبان سمجھتے ہیں۔وہ بندوق اور گولی کی زبان ہے۔

مسلمان بھائیوں سے چند گزارشات:

اللہ سے دعا کرتا ہوں مجھے ہدایت دیں اور اسی پر استقامت دیں اور اس حالت میں میرا خاتمہ ہو کہ ہمارا رب ہمیں دیکھ کر مسکرائے (آمین)

میرے بھائیو! اس پر فتن دور میں جب اسلام کے نام لیوا ہی دین اور شریعت کے احکامات سے بغاوت پر اتر رہے ہیں ...ایسے میں صرف انٹرنیٹ پر بیٹھ کر دائیں بائیں کی باتیں پھیلانا یا خوش نما نعرے لگا کر اپنے کندھوں سے 'ادائیگی فرض' کے بوجھ کو ہلکا کر دیا ؤنا کسی طور مناسب نہیں اور نہ ہی یہ سب کچھ اللہ کے دربار میں خلاصی کا ذریعہ بنے گا۔خون مسلم بہانے والے لوگوں کے شر سے بچنے کا واحد راستہ ہے کہ آپ محاذ والوں کی طرف دیکھیں کہ وہ کیا موقف رکھتے ہیں۔

> **یاد رکھیں اللہ کی راہ میں ایک ایک تکلیف کا ایسا مزہ ہے جیسا شاید دنیا کی کسی نفسانی محبت میں نہیں جس میں انسان دیوانہ وار ہو کر سب کچھ کر جاتا ہے۔ہمارے دشمن ہمارے خلاف شدت سے نکل آئے یہ بھی اللہ کی طرف سے اُن کو ڈھیل ہے اور اللہ پاک نے اُن کی رسی دراز کر رکھی ہے لیکن بہت جلد ان کی رسیاں کھینچ لیں جائیں گی!**

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اہم ترین معاملہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کی تکفیر خود سے مت کریں بلکہ علمائے حق طرف رجوع کریں۔اے میرے بھائیو! نکل آئیں ایسے گروہ کی پابندی و بیعت سے جن کے ہاتھوں میں ہمہ وقت کفر کا فتاویٰ رہتے ہیں اور جو چند ایک کے سوا ہر کسی کی تکفیر کر رہے ہیں۔میں اُن سے سوال کرتا ہوں کیا تم نے ہماری بہن عافیہ کا بدلہ لے لیا؟ کیا عافیہ بہن کافروں کی قید سے آزاد ہو گئی؟ کیا اقصیٰ صہیونی پنجے سے آزاد ہو گئی؟ کیا کشمیر کی وادی ہندو بنیے کے نجس وجود سے آزاد ہو گئی؟ کیا افغان کی وادیاں صلیبیوں سے آزاد ہو گئی ہیں؟ کیا شام کی اُس بہن کا بدلہ بشار خنزیر سے لے لیا جس کو زیادتی کے بعد زندہ جلایا جا رہا تھا اور وہ بار بار یہی کہہ رہی تھی کہ

''ان شاء اللہ رب کے حضور تم سے حساب لوں گی''؟

واللہ! جب یہ سب مناظر آنکھوں کے سامنے آتے ہیں تو ہم اپنے جسموں اور روحوں پر ٹوٹنے والے سارے مظالم اور ستم بھول جاتے ہیں ...میرے بھائیو! خدارا! مجاہدین اور عامۃ المسلمین کی تکفیر کے اس وحشت ناک رویہ کو ترک کر دیجیے! اور کفار کے خلاف بنیان مرصوص بن جایئے! اگر ایسا نہیں کیں گے تو خوب ذہن نشین کر لیجیے کہ اُمت کی آنے والی نسلیں بھی تمہاری اس نادانی پر ہنسیں گے؟ کہ ہمارے آبا نے کیا کیا؟

ہمارے جو بھائی بھی صرف انٹرنیٹ پر ہی کام کو جہاد سمجھے بیٹھے ہیں وہ بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں۔جب تک میدان میں آکر باقاعدہ تربیت اور تدریب کے مراحل سے نہیں گزریں گے اور رباط ومحاذ کی فضاؤں سے خود کو آشنا نہیں کریں گے تب تک جہاد وقتال کی تحریک میں اپنا حصہ ڈالنے کے صحیح طور پر قابل نہیں ہو سکیں گے!

یہ مراحل طے کرنے کے بعد اگر آپ کے امرا آپ کی تشکیل اس (اعلام ونشریات کے)میدان میں کر دیں تو پھر آپ پوری طرح آپ اس تحریک جہاد کا حصہ رہیں گے لیکن اس سب کے بغیر تو صرف نفس کے دھوکے میں ہیں...آپ نرم گرم بستر میں بیٹھ کر سنی سنائی باتیں پھیلا رہے ہیں کیونکہ آپ کو معلوم ہی نہیں اصل حقیقت کیا ہے...اسی وجہ سے آج بہت سے مخلص لوگ بظاہر خوش نما نظر آنے والے ''خلافتی فتنے''کا شکار ہیں۔جو کفر کے فتوے ہاتھوں میں لیے بانٹ رہا ہے۔

میرے بھائیو!صرف اتنا سوچ لو کہ زندگی کے کتنے سال گزر گئے مگر پتہ نہیں چلا۔آج میں خالد بھائی کی اُس بات کو سوچتا ہوں تو حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ ''لوگوں کے سامنے خود پر توڑے گئے ظلم کی کہانی بیان کرو گے تو خود بھی ہنسا کرو گے''...ایسا ہی ہوتا ہے کہ ساتھیوں میں ہنس کر اس ذکر ہو جاتا ہے۔مگر اللہ کی رحمت پھر مجھے اُس کے راستے میں لے آئی۔اچھا گھر، زمین،نوکر،اچھے رشتے' کچھ بھی اللہ کی راہ سے روک نہ سکے۔یہ سب اللہ کی رحمت سے ہوا۔

اے میرے اہل ایمان بھائیو!کسی کافر کا خوف مت کھاؤ...جو اللہ نے ہمارے لیے لکھا ہے وہ ہمیں مل کر رہے گا...جو رزق میرے رب نے ہمارے لیے متعین کیا ہے وہ ہمارے سامنے آجائے گا...بس حلال کھائیں اور اللہ کی راہ میں نکل آئیں...اللہ اپنے بندوں کو بے یار ومددگار نہیں چھوڑتا!اس کے علاوہ آج آپ ہر طرف مجاہدین پر یلغار کی خبریں سنتے ہیں،یاد رکھیں!ایک طرف ہمارا رب ہمیں آزما رہا ہے کہ میرے یہ بندے صرف مجھ سے محبت کا دعویٰ ہی کرتے ہیں یا میرے لیے اگر کوئی اُن کو دہشت گرد کہے یا بنیاد پرست کہے،ایجنٹ کہے یا اور ایسے القابات سے نوازے یا اُن کو اپنے گھروں سے نکال باہر کر دیا جائے اُن پر ڈرون کا خوف ہو تمام کفار کے حملوں کو خوف ہو...کیا یہ سب ہوتے ہوئے بھی مجھ سے وہی محبت رکھتا ہے جس کا وہ دعویٰ کرتا ہے یا چیخ اٹھتا ہے اور جزع فزع کرتے ہیں کہ مر گئے اور برباد ہو گئے!

یاد رکھیں اللہ کی راہ میں ایک ایک تکلیف کا ایسا مزہ ہے جیسا شاید دنیا کی کسی نفسانی محبت میں نہیں جس میں انسان دیوانہ وار ہو کر سب کچھ کر جاتا ہے۔ہمارے دشمن ہمارے خلاف شدت سے نکل آئے یہ بھی اللہ کی طرف سے اُن کو ڈھیل ہے اور اللہ پاک نے اُن کی رسی دراز کر رکھی ہے لیکن بہت جلد ان کی رسیاں کھینچ لیں جائیں گی!(ان شاءاللہ)۔

اللہ کے حکم سے یا تو ہم وہ نظام لائیں گے جس کے لیے عرب کے شہزادے شیخ اسامہؒ نے اپنی جان لٹادی،اپنا مال،اولاد،سب کچھ اس راہ میں لگا دیا...جس میں شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ ہو گئے جس میں کمان دان نیک محمدؒ،بیت محسودؒ،حکیم اللہ محسود شہیدؒ قربان ہو گئے،جس پر چلتے ہوئے مولانا ولی الرحمن محسودؒ،عبداللہ محسودؒ،قاری حسین محسودؒ اپنی جانیں وار گئے،جس میں ڈاکٹر ارشد وحید شہیدؒ اور احسن عزیز جیسے لوگوں نے اپنا روشن مستقبل قربان کیا،جس میں الیاس کشمیریؒ،کمانڈر بدر منصورؒ اور استاد احمد فاروقؒ شہید ہوئے...یہ وہی نظام ہے جو سیدنا ابو بکر وسیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے قائم کیا۔ہم بھی اسی نظام کو قائم کریں گے یا پھر اُس جام کو پئیں گے جس کا مزا حمزہ ابن مطلبؓ نے چکھا...اللہ تعالیٰ ہمارے مال ہماری جانیں ہماری اولاد ہمارا سب کچھ اس راہ میں قبول فرمائیں(آمین)

آپ کی دعاؤں کا طالب

آپ کا بھائی،ضرار خان

☆☆☆☆☆

بقیہ: محصور افواج اور فاتح طالبان

آج لسانیت و قومیت کی بنیاد پر سیاست کرنے والے شمالی اتحاد کے رہنما دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں جب کہ ہر رنگ،قبیلے،زبان اور قومیت کے لوگ صرف اسلام،کلمے اور مسلم اخوت کی بنیاد پر مجاہدین کو اپنے گھروں میں جگہ دے رہے ہیں،ان کی مکمل مدد کر رہے ہیں،اسی بے مثال تعلق کا نتیجہ ہے کہ مجاہدین کو جنوب کے ساتھ ساتھ شمال میں بھی بے پناہ فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔ازبک،ترکمن اور تاجک اقوام سمیت مختلف قبیلے بلکہ درجنوں کے درجنوں گاؤں امارتِ اسلامیہ کی اعلانیہ بیعت میں آرہے ہیں۔شمالی اتحاد کا گڑھ سمجھے جانے والے علاقوں پنج شیر،بدخشاں،تخار،فاریاب،مزار شریف،جوزجان اور سرپل وغیرہ میں مجاہدین کا راج ہے اور آج صورت حال یہ ہے کہ یہ دین فروش کمانڈر جن میں جنرل دوستم،صلاح الدین ربانی،جنرل داؤد،مطلب بیگ وغیرہ شامل ہیں اپنے علاقوں میں آنے سے قاصر ہیں۔بدنام زمانہ عبدالرشید دوستم بار بار آپریشنز اور دعوؤں کے باوجود مسلسل شکستوں کا شکار ہو کر اپنے علاقوں سے ہی بھاگ نکلا ہے،کیونکہ یہ اب ان کے نہیں بلکہ مجاہدین کے مفتوحہ علاقے ہیں اور عامۃ المسلمین بھی مجاہدین کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔یقیناً یہ عوامی مقبولیت قربانیوں اور اخلاص کی بنیاد پر ملتی ہے اور انہی صفات کی بدولت مجاہدین مومنوں کے دلوں کے حکمران ہیں۔

☆☆☆☆☆

پاکستان میں کیا کیا ہو گا

(علامہ انور صابری مرحوم کی ۱۹۴۶ء میں پاکستان کے بارے میں منظوم پیشن گوئی)

چار طرف میخانے ہوں گے گردش میں پیمانے ہوں گے
رندوں کی شمشیر کے نیچے مذہب کے دیوانے ہوں گے
ختم نئے ماحول کے اندر واعظ کے افسانے ہوں گے
پاکستان میں کیا کیا ہو گا

دور نہ ہو گی فاقہ مستی یونہی رہے گی فقر کی پستی
مٹ نہ سکے گی مٹ نہ سکے گی دولت کی انسان شکستی
پاکستان کے اندر ہو گی دولت مہنگی غربت سستی
پاکستان میں کیا کیا ہو گا

تابہ حد معراج کریں گے جشن تخت وتاراج کریں گے
مذہب ہی کی اوڑھ کے چادر مذہب کو تاراج کریں گے
ابنِ علی کے دشمن بن کر شمر کے بیٹے راج کریں گے
پاکستان میں کیا کیا ہو گا

غیروں سے یارانے ہوں گے اپنے سب بیگانے ہوں گے
شمع بنے گا خونِ غریباں روشن عشرت خانے ہوں گے
پر جا کے غمگیں دلوں پر راجہ خنجر تانے ہوں گے
پاکستان میں کیا کیا ہو گا

زخم سے خالی ہر دل ہو گا؟ حاکم جور کا مائل ہو گا
ڈوبے گی ایمان کی کشتی غرقِ طوفاں ساحل ہو گا
بھیس میں انسان کے خود انسان انسانوں کا قاتل ہو گا
پاکستان میں کیا کیا ہو گا

زرداروں کی عزت ہو گی ہر مفلس کی درگت ہو گی
رسوا ہو گا نام محبت اوج پہ جنسِ نفرت ہو گی
پیکر عصمت زینت خانہ بازاروں کی زینت ہو گی
سر سے پا تک دھوکہ ہو گا
پاکستان میں کیا کیا ہو گا





امتحان لیا جا رہا ہے!!!

"چنانچہ یہ دو منازل ہیں جو آپ کو جنّت میں داخل ہونے سے پہلے اور دنیا میں بلند مقام/اختیار قائم ہونے سے پہلے طے کرنی ہیں: جہاد فی سبیل اللہ اور الولاء والبراء! سو ان دونوں مسائل کے واضح اور حل ہونے سے قبل زمین پر اختیار قائم نہیں ہو سکتا۔ امت کو جہاد فی سبیل اللہ لڑنا ہو گا اور امت کو یہ واضح طور پر سمجھنا ہو گا کہ ان کی ولاء [ولایت، وفاداری] اللہ عزّوجل، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کے لیے ہے؛ اور انہیں شیطان اور کفار سے قطع تعلق کرنا اور ان سے دور رہنا ہو گا۔

بعض علما، اسلامی تحریکیں اور مسلمان ان دو منازل سے دور بھاگنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن اگر آپ تمکین [اختیار] حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر ان دونوں منازل سے بھاگنے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی؛ اور اس وقت امت اس آزمائش سے دوچار ہے۔ اللہ عزّوجل اس امت کا امتحان لے رہے ہیں اور ہمیں ایسی صورت احوال میں جا بجا ڈالا جا رہا ہے کہ جن میں ہمیں ایمان اور کفر میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہوتا ہے۔ یہ اس امتحان کا حصہ ہے اور یہ امتحان اعلیٰ طبقات سے شروع ہوتا اور پھر بتدریج ادنی درجوں کی جانب جاتا ہے۔ سو یہ بادشاہوں، صدور اور علما سے شروع ہوتا ہے اور پھر ان سے نچلے لوگوں کی جانب بڑھتا ہے۔ بادشاہوں کا امتحان تو ختم ہو چکا؛ وہ پہلے ہی کفار کو منتخب کر چکے ہیں؛ واللہ اعلم۔ مجھے یقین ہے کہ سب کے نتائج کا اعلان ہو چکا ہے۔ اب علمائے کرام امتحانی دور سے گذر رہے ہیں، اور ان کا امتحان لیا جا رہا ہے۔ آپ 'یا ہمارے ساتھ ہیں یا ہمارے مخالف ہیں۔ امریکہ ان کو اس امتحان میں ڈال رہا ہے اور اس مقصد کے لیے وہ ان کے بادشاہ اور صدور متعین کر رہا ہے، جو امریکہ کے پولیس افسر ہونے کے سوا کچھ نہیں ہیں، تاکہ اس کے کام کی سرانجام دہی کر سکیں۔

آپ یا ہمارے ساتھ ہیں یا ہمارے مخالف؛ آپ کو ایک انتخاب کرنا ہے۔ آپ باڑ کے دونوں جانب کھڑے نہیں ہو سکتے؛ اب آپ کو ایک طرف اختیار کرنی ہے۔ آج سے ڈیڑھ دہائی قبل یہ ممکن تھا کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ پر خطبہ دیتے اور اس کے بعد رات کا کھانا بادشاہ کے ہمراہ تناول کرتے۔ لیکن اب آپ دونوں کردار اکٹھے ادا نہیں کر سکتے؛ آپ کو اب یہ واضح کرنا ہے کہ آپ کس کے ساتھ ہیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ابتلا اس وقت تک جاری رہے گا حتی کہ دونوں گروہ قطعی طور پر علیحدہ ہو جائیں گے؛ ایک گروہ جس میں ایمان ہو گا اور نفاق نہیں ہو گا اور ایک گروہ جس میں کفر ہو گا اور ایمان نہیں ہو گا"۔

[اقتباس از بیان: اللہ ہمیں (مسلمانوں کو) فتح کے لیے تیار کر رہا ہے، شیخ انور العولقی رحمہ اللہ]